

كتاب التوحيد

الذى هو حره الله على العبيد

www.KitaboSunnat.com

تأليف

مُحَمَّد الدَّغْرَةُ الْاَصْلَامِيَّ شَيْخُ الْاسْلَامِ

ابن تيمية

ترجمه

سید شیرازی

کتاب نعمت قیامت کی گئی



معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتابِ مہنت کی روشنی میں لمحیٰ جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا منتشر کرزا

- کتاب و سنت ذات کام پرستیاب تمام الیکٹر انک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
 - بحثیں تحقیق اسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
 - دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنهہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر متمم کتب متعلقہ ناشرپن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com

کتاب التوحید

الذی هُوَ حَقٌّ اللَّهُ عَلَى الْعَبادِ

تألیف

مُحَمَّد الدَّعْوَةِ الْاسْلَامِيَّةِ شَيْخِ الْاسْلَامِ

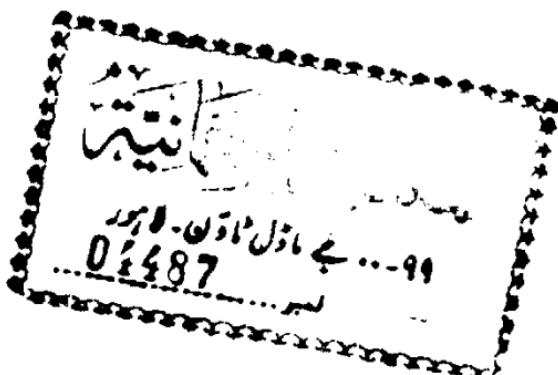
مُحَمَّدُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنِ سَلَيْمَانِ الْعَمِيِّ

ترجمہ

سید شیری احمد

یہ کتاب مفت تقييم کی گئی

محلہ حقوق بحق مترجم محفوظ بیبی



تاریخ اشاعت : ۱۳۰۵ء۔ ۱۹۸۲ء۔

اہتمام : طارق اکبر شاہی، فیصل آباد

طبعات : ٹیبل پرچگ پرین ایمن پریناپلز، فیصل آباد

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	باب نمبر
۴	پیش لفظ	
۱۳	مقدمہ	
۲۵	کتاب التوحید	
۵۳	بابت توحید کی فضیلت کا بیان	بابت
۶۲	جس نے حقیقی توحید خست میار کی لفظ	بابت
۷۳	شرک سے ڈرانا ضروری ہے۔	بائب
۷۷	شہادت آللہ آللہ اللہ کی تبیین و دعوت کا بیان	بائب
۸۷	توحید کی تفسیر	بابت
۹۷	بلٹانے کے لیے کڑا یا کنڈا اور فیرہ پہننا اللہ	بابت
۱۰۳	منزراو تعریز گندھوں کے بارے میں اللہ	بابت
۱۱۱	ذخت یا پھر سے برکت حاصل کرنا اللہ	باءف
۱۲۱	غیر اللہ کے نام پر قربانی دینے کے بارے میں احکام	باءب
۱۲۹	جس مقام پر غیر اللہ کے نام پر قربانی دی جاتی ہو اللہ	باءب
۱۳۵	غیر اللہ کے نام پر زندگانی اللہ	باءبل
۱۳۶	غیر اللہ کی پیاہ مانگنے اللہ	باءبل
۱۳۷	غیر اللہ سے مدد طلب کرنا اللہ	باءبل
۱۴۹	ارشاد باری تعالیٰ آئی شرکوں مالا بچت لئے اللہ کا بیان	باءہ
۱۵۶	ارشاد باری تعالیٰ حثیٰ اذ افْتَنَعَ اللہ کا بیان	باءہ
۱۶۶	شفاعت کا بیان	باءخل

صفحہ نمبر	عنوان	باب بنبر
۱۴۵	آئیہ کوہیرہ لائلک لاتَّهَدِیٰ مَنْ أَحْبَبَتْ إِلَهُ کا بیان	باب ۱
۱۸۳	بنی آدم کے شرک میں بستلا ہونے کا سبب الحکم	باب ۲
۱۹۵	کسی بزرگ کی قبر کے قریب اللہ کی عبادت کرنا الحکم	باب ۳
۲۰۵	بزرگوں کی قبروں کا حادثہ زیادہ احترام الحکم	باب ۴
۲۱۹	آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کے تمام پھرتوں کی خاطلت کرنا الحکم	باب ۵
۲۱۵	اس امانت کے بھوگ لوگ بت پرسقی میں بستلا ہو جائیں گے۔	باب ۶
۲۲۹	جادو کے بارے میں احکام	باب ۷
۲۳۵	جادو کی قسموں کا بیان	باب ۸
۲۴۹	کہانت اور غیب و افی کے بارے میں احکام	باب ۹
۲۵۵	جادو و اچن و غیرو اتارنے کے بارے میں احکام	باب ۱۰
۲۶۹	بذرگوں اور فال بدلینے کے بارے میں احکام	باب ۱۱
۲۵۵	علم بخوبم کے بارے میں شرعی احکام	باب ۱۲
۲۵۹	بارش کے سلسلے میں ستاروں کی تاثیر کا عقیدہ کھانا۔	باب ۱۳
۲۶۴	چند آیات کی تفسیر و توضیع	باب ۱۴
۲۶۵	خشیہ اللہ کا بیان	باب ۱۵
۲۸۱	توکل علی اللہ کا بیان	باب ۱۶
۲۸۵	خوف خدا سے بے نیازی اور اللہ کی رحمت سے مایوسی کا بیان	باب ۱۷
۲۸۷	مقدار پر صبر کرنا بھی ایمان باللہ کا حصہ ہے۔	باب ۱۸
۲۹۱	ریاء کے بیان میں	باب ۱۹
۲۹۵	اعمال صالح کو دنیاوی اغراض حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا الحکم	باب ۲۰
۲۹۹	احکام الہی کے خلاف عملاء و امراء کے احکام کی اطاعت کرنا الحکم	باب ۲۱
۳۰۵	چند آیات کوہیر کی تفسیر	باب ۲۲
۳۱۲	اسما و صفات باری تعالیٰ کا انکار کرنے والے کے بارے میں احکام	باب ۲۳
۳۱۷	آئیہ کوہیر بَعْرَقْفُونَ دعمت اللہ الحکم کی تفسیر	باب ۲۴
۳۲۱	آئیہ کوہیر فَلَا يَجْعَلُوا لِلّهِ أَنْدَادًا الحکم کی تفسیر	باب ۲۵

باب بنبر	عنوان	صفونبر
باب ۱۷	الله کے نام کی قسم پر قباحت ذکرنے والے شخص کے بارے میں احکام	۳۲۸
باب ۱۶	ماشت اللہ و شست کھنے کی ممانعت	۳۲۹
باب ۱۵	زمانہ کو گالی دینے کی ممانعت	۳۲۵
باب ۱۴	قاضی القضاۃ وغیرہ العاب اختیار کرنے کی ممانعت	۳۲۶
باب ۱۳	اسماں باری تعالیٰ کا احسن لام	۳۲۹
باب ۱۲	اللہ تعالیٰ، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن مجید کے ساتھ استہلک پر وحید	۳۲۱
باب ۱۱	آئیہ کریمہ وَلَئِنْ آذَفْتَهُ تَحْمِةً مِّنَ الْفَلَقِ کی تفسیر	۳۲۴
باب ۱۰	آئیہ کریمہ فَلَمَّا آتَهُمَا صَالِحًا لِّكَ تفسیر	۳۵۹
باب ۹	آئیہ کریمہ وَلَلَّهُ أَعْلَمُ بِالْحُسْنَى لِرَبِّکَ تفسیر	۳۶۵
باب ۸	السلام علی اللہ کھنے کی ممانعت	۳۶۷
باب ۷	اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ کھنے کی ممانعت	۳۶۹
باب ۶	اپنے ملازم یا خلام کو عبیدی لیجنے کے کے بارے میں احکام	۳۷۱
باب ۵	اللہ کے نام پرسوال کرنے والے کو خالی نہ کوٹنا چاہیے۔	۳۷۳
باب ۴	اللہ کے نام پر صرف جنت کا سوال کرنا چاہیے۔	۳۷۵
باب ۳	کلمہ لف (اگر) کے استعمال کرنے کے بارے میں احکام	۳۷۷
باب ۲	ہزا یا آندھی کو مرا بھلا کھنے کی ممانعت	۳۸۱
باب ۱	آئیہ کریمہ يَطْلُبُونَ إِنَّ اللَّهَ غَنِيمُ الْحَقِيقَ لِرَبِّکَ تفسیر	۳۸۳
باب ۱۷	تقدیر کا انکار کرنے والے کے بارے میں احکام	۳۹۱
باب ۱۶	مصوروں کے بارے میں احکام	۳۹۹
باب ۱۵	بکریت قیمیں کھانے کے بارے میں احکام	۴۰۳
باب ۱۴	اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حمد و پraise کے بارے میں احکام	۴۰۹
باب ۱۳	”بَخْدًا اللَّهُ يَعْلَمُ ضَرُورَكَرَے کایا ہنسیں کرے گا“ کھنے کی ممانعت	۴۱۵
باب ۱۲	مخلوق کے آگے اللہ کو مفارشی بنانے کی ممانعت	۴۱۸
باب ۱۱	آل حضرت مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم کا توحید کی سرحدوں کی حفاظت فرمان	۴۱۹
باب ۱۰	آئیہ کریمہ وَعَمَّا قَدْ رَوَاهُ اللَّهُ حُقُوقٌ قَدْرُهُ لِرَبِّکَ تفسیر	۴۲۳



پشیں لفظ

نیز نظر کتاب جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے۔ ان مسائل پر مشتمل ہے، جن کا تعلق دین اسلام کے توکل (توحید) سے ہے اور اس ضمن میں ان تمام امور کو تفصیل سے بیان کیا گیا ہے، جن کو اختیار کرنا یا جن سے پہنچا ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے۔

توحید کے باب میں جربات سب سے ششکل اور نازک ہے، وہ یہ ہے کہ توحید کو پوری طرح سمجھنا اور اس پر عمل پیرا ہونا جس قدر ضروری اور ابھم ہے، اسی قدر دشوار اور مشقت طلب بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسان یہ خواہش رکھنے کے باوجود کہ وہ توحید پر عامل ہو اور یہ دعویٰ کرتے ہوئے کہ وہ موحد ہے، بالعموم شرک و بدعت سے اپنا دامن بچانے میں کم بھی کامیاب ہو پتا ہے۔ اور ۴

ہوس چھپ چھپ کے سینے میں بنا لیتی ہے تصویریں

کیونکہ

براہی نظر یہ ابڑی مشکل سے ہوتی ہے،

اس کی وجہ یہ ہے کہ دراصل توحید بھی وہ بہیادی مسئلہ ہے جس پر روز ازل سے کفر و اسلام کے مابین، جنگ و بدل جاری ہے، کیونکہ توحید ہی تمام اعمال صاحب کی اصل اور ایمان و اسلام کی روح ہے۔ اگر توحید نہیں تو نہ ایمان ہے نہ اسلام، تو توحید کے بغیر نہیں نہیں اور نجات اخروی کی پہلی شرط بھی توحید ہے۔

شرک کی موجودگی میں انسان کی نجات ناممکن ہے۔ ارشاد پاری تعالیٰ ہے،

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرِكَ بِهِ وَلَغَفِيَّ
اللَّهُمَّ إِنْ سُبْرَكَ كُوئِيْ مَعَافٍ نَهْبِيْ كِتَابَ اَسْ كَيْ سَادَ وَسَرَّ
مَآذِفَتَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ. (النَّسَاءُ: ۲۶)

اس سے شیطان انسان کے خلاف سب سے زیادہ جس معاذپر گھات لگائے سرگرم مل ہتا ہے، وہ توحید کا معاذہ ہے اور اس کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ انسان کو اگر شرک جلی اور شرک اکبر میں مبتلا کرنے پر قادر نہ ہو سکے تو شرک خنی یا شرک اصغر کا ارتکاب نظر کرائے اور اگر اس میں بھی کامیاب نہ ہو تو کم از کم بعدت میں تو بہر حال پھنسا سے تاکہ رفتہ رفتہ وہ توحید سے دور اور کفر و شرک سے قریب تر ہوتا پہنچائے، کیونکہ فی الواقع دین میں تحریم کی خرابی کی ابتداء بعثت ہی سے ہوتی ہے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ شرک کی جڑ ہی بعثت ہے تو غلط نہ ہو گا۔

بعثت کے لغوی معنی بعثت کا مادہ بدھ یہ ہے جس کے معنی میں ایجاد کرنا، نئی چیز پیدا کرنا، ایسی چیز پیدا کرنا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء سنتی میں ایک نام بھدیغہ بھی ہے جس کے معنی میں وہ ہستی جو کسی سابقہ نمونے کے بغیر خلق فرماتی ہے، لہذا بعثت کے لغوی معنی ہوتے، ایسی نئی چیز، جس کا پہلے کوئی نمونہ یا مثال موجود نہ ہو۔
اصطلاح شرع میں بعثت ہر اُس نئے کام کو کہتے ہیں، جسے اپنی رلے سے دین، نیکی اور ثواب کا کام قرار دے کر کیا جائے اور وہ بظاہر اچھا بھی معلوم ہو، لیکن اس کی اصل یا نمونہ اور مثال کتاب و منت میں ادا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے دور یا عمل میں نہ ملے۔

لہ شرک اکبر اور شرک جلی سے مراد جیسا کہ ان الفاظ کے معانی سے ظاہر ہے یہ کہ کافیے اعمال و افعال کا ارجح کرنا جو واضح طور پر اور صراحتہ "توحید کی ضد اور اسلام کے خلاف ہوں" مثلاً کسی غیر اللہ کے لیے خواہ و شجر و ججر و جو یا قبر و صنم یا جن و حکم ہو رہا ولی وہی ایسے اکان عبادات بجا لانا جو اللہ تعالیٰ لے اپنی ذات پاک کے لیے تھوڑا سما یہیں مثلاً کسی غیر اللہ کو مصود مال کر اس کے آگے سجد کرنا یا طاف کرنا یا اس کے نام پر ترقیانی دینا یا نذر ماننا یا لیٹھو بکھت ہوئے غیر اللہ کو پکارنا اور اس سے دعا مانگنا کرو دعا کو سنتا اور مراد برآری کر سکا ہے یا کسی غیر اللہ کے لیے اللہ تعالیٰ کی صفات ثابت کرنا اور یہ کہ کیسے صفات بیسی اللہ تعالیٰ کی ہیں اسی طرح اس غیر میں پائی جاتی ہیں مثلاً کسی غیر اللہ کو خواہ وہ بنی ہریادی، عالم الغیب یا حاضر و ناظر کا نات میں متصرف و منمار یا راز و غایل ماننا و غیرہ یہ سب صورتیں شرک اکبر اور شرک جلی کی ہیں۔

لہ شرک اصغر اور شرک خنی کی مثال زیاد ہے اور وہ تمام صورتیں بھی شرک خنی یا اصغر میں شامل ہیں (ابن حکیم)

یہی وجہ ہے شیطان ایسے کاموں کو جو بادیٰ النظر میں اچھے لیکن درحقیقت دین کے خلاف ہوں
نئے نئے اور خوشناموں کے پر دے میں پچھا کارہنسان کو ان کا اذن کاپ کرنے پر آمادہ کرتا ہے۔ اس
نگین فریب کی سب سے دلپسپ مثال خود بدعت حسنة کی تحریک ہے جو بعض لوگوں نے گھٹائی ہے
اور ایسے بہت سے کاموں کو جو شرک کے دائرے میں آتے ہیں، بدعت حسنة کا دل فریب نام دے کر
اپنی رائے اور بہت دھرمی سے امور خیر قرار دے دیتا ہے۔

حالانکہ حسنور شیعی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:
 کُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالٌ۝ (مسلم کتاب الجھۃ) (ہر بدعت گمراہی ہے)
 اس ارشاد میں حسنة و سنتہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔
 دوسرا ارشاد گرامی ہے:

إِنَّ كُلَّ مُعْدَثَةٍ بِدْعَةٌ۝ وَكُلُّ بِدْعَةٍ
 ضَلَالٌ۝ (مسند احمد۔ ابو داؤد۔ مسافی و ترمذی)
 (ہر بدعت کرنا بدعۃ ہے)

نیز آپ کا ارشاد گرامی ہے:
 كُلُّ ضَلَالٍ فِي الْمَّاَرِي
 (ہر گمراہ کرنے والی بات بدعت)
 (مسافی کتاب العیدین)
 دونوں میں لے جانے والی ہے)

حقیقت یہ ہے کہ بدعت کو دوسروں میں تقسیم کرنا عقل و نفل دنوں کے خلاف ہے لیکن کسی
 بدعت سنتہ کو یعنی ایسی مسلمہ بیان کو جسے سب برا جانتے ہوں، کوئی شخص بھی دین میں شامل
 کرنے اور نیک کام قرار دینے کی حراثت نہیں کر سکتا۔ کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو کہیں "شراب پینا"
 یا چوری یا زنا کرنا باعثِ ثواب ہے۔ غالباً ہر ہے اگر کوئی ایسی بات کہے بھی تو اسے تسلیم نہیں کیا جائے گا،
 لہذا بدعت سنتہ کا تو کوئی وجود نہیں برا کام بہر حال ہو اے، خواہ نیا ہو یا پرانا، چنانچہ بُرے کام
 کے لیے نئے پانے کی تقسیم بے معنی ہے۔

واعظ یہ ہے کہ جسے بدعت حسنة کا نام دیا جاتا ہے، وہی درحقیقت "بدعت سنتہ" یا شرعی
 بدعت ہے، لیکن یہ تقسیم اور حسنة یا سنتہ کو بدعت کی صفت بنانا کسی اعتبار سے صحیح نہیں، لیکن بدعت
 تو نام یہی بُرے ناپسندیدہ اور مردود کام کا ہے۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے،

مَنْ أَخْدَثَ فِيْ أَمْرِنَا هُدًى اَمَّا لَفْسَ مِنْهُ
فَهُوَ رَذْءٌ (بخاری شریف کتاب الصفع و سلم شریف
صلی اللہ علیہ وسلم کی سند موجود نہ ہوئہ مدد اور اعتماد ہے
کتاب القصیرہ)

لہذا الفاظ بدعت کے ساتھ حسنہ کی صفت لگانے کی صورت میں مصنی ہوں گے اچھی بڑائی۔ یا
مردود اور نامقبول اچھائی۔ ظاہر ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک پیغمبر اچھی بھی ہو اور بُری بھی۔ اور بدعت سینہ
کے مصنی ہوں گے بُری بڑائی یا نامقبول بڑائی۔ یعنی ہم بھی لغو اور مہبل ہے۔

دین اسلام اللہ کا دین ہے، اس دین کی تمام جزئیات اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے
شَرَعَ لِكُلِّ مِنَ الْذِينَ مَا وَضَعُوا يَهُوَ حُكْمُهُ اللہ نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے
وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رَالشَّوْعَرِیٌّ جس کا حکم اس نے فرع کو ویراثا اور جہد کی وجہ
اپ تہاری طرف ہمنے وہی کے ذریعے سے سمجھا ہے۔

پھر یہ دین ہریہلو اور سرا اعتبار سے کامل اور مکمل ہے اور اسے تجھیل کی سند خود اللہ تعالیٰ نے
عطافرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

الْيَعْمَ الْكَمْلُتُ لَكُمْ وَيَكُمْ وَأَتَمْمُتُ
عَدَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيَتُ لَكُمُ الْإِنْسَانُ
یہے اسلام کو تمہارے دین کی تیزی سے قبل کر لیا ہے
دینیٰ۔ (السماحة ۲۰)

ظاہر ہے جس دین کی ابتداء تجھیل خود اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں ہوتی ہے، اس میں کسی قسم کے
اضافہ یا کسی کا انتشار کسی اور کوئی نہیں اور بدعت چونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین میں شامل نہیں ہوتی
 بلکہ بعد میں بڑھائی جاتی ہے، لہذا یہ دین میں اضافہ کے متراوٹ ہے اور دین میں ایسی ملائے سے اضافہ
 کرنے کا حق کسی کو نہیں اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں، وہ شرک فی التشريع کے مرتکب ہوتے ہیں، یعنی
 قانون سازی کے حق میں اللہ کا شرکیہ بننے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور جو لوگ کسی بدعت پر مغل کرتے ہیں، وہ گویا اس بدعت کے ایجاد کرنے والے کو زیادی
 میں اللہ تعالیٰ کا شرکیہ بناتے ہیں اور اس طرح یہ بھی شرک کے مرتکب ہوتے ہیں، اگرچہ انہیں اس کا
 شعور نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

اَمْ لَهُمْ شَرُكُوا شَرَعُوا لَهُمْ مِنَ
رَبِّهِمْ مَا لَمْ يَأْذُنْ بِهِ اللَّهُ (الشوریٰ - ۲۱)
الَّذِينَ مَالُوا إِلَيْهِ دِينُهُمْ آثَابُهُمْ آثَابُ
هُنَّا جِنَّةٌ اجْتَنَبُوا نَهْبَنِي دِينِي، جِبَكُمْ

الْأَبْيَهُ الْدِيَنُ الْخَالِصُ (الزمر - ۳۰) خبردار دین خالص اللہ کا حق ہے۔

یکن مصیبت یہ ہے کہ شرک و بعدت انسان کی جا بیلت اصلیہ کے ساتھ ہم آہنگ ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے:

الْإِنْذَادُ هُوَ الشَّرِكُ أَخْفَى مِنْ دَبِيبِ النَّمَلٍ عَلَى صَفَّاٍ فِي سَوَادِهِ فِي ظُلْمَةِ اللَّيْلِ۔

تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵:

انداز یعنی اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں یکتا و بے مثل مانتے کے باوجود خیر اللہ کو اللہ تعالیٰ کا شرک و بھرپوریاً یا کم انتہائی نامحسوس عمل ہے اور اس کو سمجھنا بہت مشکل ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے انتہائی تاریک رات میں سیاہ چٹان پر کوئی سیاہ چیوتی رینگے۔ ظاہر ہے اس کا نظر آنا بہت مشکل ہے۔ اسی طرح انداز کا محسوس کرنا بھی بہت مشکل ہے۔ انسان خود کو یہ باور کرنے کے باوجود کروہ اللہ تعالیٰ کو واحد احمد مانتے والا موحد ہے، اکثر وہی شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے،

وَمَا يَقُولُ مِنْ أَكْثَرُ مُمْرِنِي اللَّهُ إِلَّا وَ
مُمْرِنُ شَرِكُونَ ه (دیوبنت - ۱۰۹) ان میں سے اکثر لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود

لہذا اس معاملہ میں انسان کو ہر وقت پچکنا اور محتاط رہنے کی ضرورت ہے اور ہر لمحہ جناب باری تعالیٰ میں دست بد عارہنا چاہیے کہ وہ ہمیں صراطِ مستقیم کی رہنمائی عطا فرمائے اور ایسا قلب یہم اور ایسی نگاہ پاک ہیں مرحمت فرمائے جو حق و باطل میں فرق اور توحید و شرک میں امتیاز کرنے پر قادر ہو، اس کے ساتھ ہی انسان پر لازم ہے کہ وہ ان تمام امور و مسائل کے بارے میں مکمل واقفیت بہم پہنچائے جو شرک اکبر یعنی شرک میں اور شرک اصغر یا شرک خنی میں مبتلا کر دینے کا باعث ہو سکتے ہیں۔ بالخصوص بدعات کے سلسلے میں مکمل معلومات حاصل کرنا نہایت ضروری ہے۔

مسجد اؤں کو شرک و بعدت سے محفوظ رکھنے کی غرض سے اس موضوع پر زینیتے اسدیم کے ۱۱

مختلف خطوط میں بہرہ در میں علامتے اسلام نے متعدد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان سب کتابوں میں سرفہرست کتاب التوحید ہے جو امام محمد بن عبد الرزاق بیانی نے بارھویں صدی ہجری میں تصنیف کی ہے۔ مصنف عالی مقام نے اس کتاب میں ان تمام امور کی نشان دہی کر دی ہے جن سے مفتانہ میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور نتیجتاً انسان ایسے گلوں کا ارتکاب کرتا ہے جو شرک کے دائرے میں آتے ہیں۔ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے ہر ستر کے لیے ملجمہ ملجمہ باب باندھا ہے اور ہر بات کے ثبوت کے لیے قرآن مجید کی آیات اور احادیث صحیحہ بطور دلیل پیش کی ہیں۔ بعد ازاں ہر باب کے خاتمہ پر آیات قرآنی اور احادیث سے استنباط احکام کیا ہے اور یہ انداز تحقیق اتنا سادہ اور علمی ہے کہ کسی شخص کے لیے اس سے اختلاف کی گنجائش اور انکار کی بجائات باقی نہیں رہتی۔ الای کہ وہ سرے سے احکام دین کو ہی تسلیم کرنے سے انکار کر دے۔ ظاہر ہے ایک مسلمان کے لیے قرآن مجید کی محکم آیات اور احادیث صحیحہ اور عمل صاحبۃ کی روشنی میں ان کی تفسیر تطبیق کے بعد کسی شخص یا مسئلہ سچی ہے مزید کسی ثبوت اور دلیل کی ضرورت نہیں۔ تاہم اس کتاب کا مرطاب دع کرتے وقت یہاں ملحوظاً غلطیہ کر مصنف علیہ الرحمۃ نے یہ کتاب علمی اور ایسے لوگوں کی رہنمائی کے لیے تالیف کی ہے جو کم از کم قرآن مجید کو سنت نبوی کی روشنی میں سمجھنے کی صلاحیت سے بہرہ در میں اور بوقت تالیف مصنف کے فہریں میں یقیناً یہ بات ہو گی کہ جو کچھ وہ لکھ رہے ہیں، وہ ان لوگوں کی تغیریم و استفادہ کے لیے کافی ہے جن کو ساخت رکھ کر کتاب لکھنی ہے اور جو اشارات کتاب میں دیتے گئے ہیں، ان کو وہ طبقہ نبوی سمح لے گا جو ان کا مخاطب ہے۔ ایک عام قاری کے استفادہ کے لیے ان اشارات کی دضاحت کی ضرورت تھی جو مصنف ملیحۃ نے ہر باب کے آخر میں بطور استنباط احکام و مسائل درج کیے ہیں۔ اس ترجمہ میں ان اشارات کو کافی مد تک واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم کتاب ایک مبسوط شرح کی محتاج ہے اور اسی شرح کی تیاری کے لیے چونکہ وقت، فوصل اور مزید انتظام کی ضرورت تھی، لہذا اس وقت کتاب کی گیر کے طور پر ایک مقدمہ کا اضافہ کیا گیا ہے جس میں تو یہ کے بالے میں کچھ بنیادی اور حصوی گشتوں پیش کی گئی ہے تاکہ ایک مسلمان ہے بات سمجھ سکے کہ در اصل توحید سے مراد کیا ہے؟ اس کے تفاصیل کیا ہیں؟ اور ایک مسلمان اور مودودیوئی کی حیثیت سے اس پر کیا فرق اٹھنے اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اور اس کے نتائج کیا ہیں؟ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو کوشش و محنت کو قبول فرمائے اور قارئین کے لیے اس کو مفید اور نفع بخش ثابت کرے۔ آمين!

شہزاد شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی آبیعۃ المیین اور شہزاد شعبۃ الرحمۃ کی کتاب تقریۃ الایمان اور تذکیرۃ الناس وغیرہ۔

سید شبیر احمد



مُقْدِمَة

تُوحِيد

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيد المرسلين و
على آله وصحبه أجمعين

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

توحید اسلام کا رکن اول اور دین کا وہ اصل اصول ہے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کے مان انسان کا کوئی عمل قابل قبول نہیں اور دین و دنیا کی طرح کی سعادت و کامیابی کا حصول اس کے بغیر ممکن نہیں۔ لیکن اس سے عام طور پر بچھوڑا دیا جاتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ انسان زبان سے کہہ لے آں ہے **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** اور کہے یا زیادہ دل سے زیادہ دل سے اس مفہوم کی تصدیق کر دے جو اس کہہ سے بظاہر سمجھتے ہیں آتا ہے یعنی کہ نہیں کوئی سبب و سعاتے اللہ کے جس کا حاصل بالعموم یہیا جاتا ہے کہ **لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ** پڑھنے والا کوہی ایک افراد کرتا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ یعنی دو، تین، چار یا لا تعداد نہیں اور اس مفہوم سے سطحی طور پر جو تصور ابھرتا ہے کہ کچھ اس انداز کا ہے کہ وہ لوگ جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور اس کلمرپ ایمان رکھتے ہیں۔ وہ تو ایک معبد و رالت تعالیٰ کے پرستار ہیں اور ان کے علاوہ جو لوگ دیگر مذاہب کے پریوکاریں۔ وہ یا تو سرے سے کسی معبد کی پرستش نہیں کرتے اور یا پھر اگر کرتے ہیں، تو ایک معبد کی نہیں ایک سے زیادہ کی۔

یہ ہے وہ سیدھا اور سادہ مفہوم جو بالعموم بطور ایک ابتدائی تصور کے دین توحید یعنی اسلام کے پارے میں عام اذماں میں جاگریں ہے۔

ٹھاہر ہے یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ یہ تصور بخسر غلط اور ہے بنیاد ہے بلکن ایک بات ضرور ہے اور وہ یہ کہ محض یہ جا مدد تصور ایسا عقیدہ رکھنے والے ذہنیاً قوم کے اعمال و افعال اور ان کی زندگیوں کے امدازوں اطوار پر کوئی گہرا اور مثبت اثر مرتب کرنے کے لیے ناقابلی ہے۔ یعنی وہ جسم ہے کہ ہم من یہیں قوم مسلمان اور موحد ہونے کا دعویٰ کرنے کے باوجود عمل ایسے بہت سے افعال و اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں، جن کا حصتی دین تو توحید یعنی اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ ایسے تمام اعمال و افعال اور سرم درواج توحید کے مفہوم سے کیسے متضاد اور متسادم ہیں اور یہ سب یا تو انسان کی جاہلیتِ اصلیہ کی پیداوار ہیں یا پھر بزرگ ہے ہوئے ادیان و مذاہب کی نقل و تقلید۔

اسلام میں توحید کے معنی مفہوم کی وحشت و گہرانی اس سے کہیں زیادہ اور ہمہ جہالت و ہمدرگیر ہے اور اس مفہوم کو پوری طرح سمجھ جائیں اس پر عمل کیے بغیر انسان نہ تو موحد ہو سکتا ہے اور نہ زندگی کے نشیب فراز میں خود کو شرک کی بلما اور بیعت کی وبار سے بچا سکتا ہے۔

پھر یہ بات بھی درست نہیں کہ دین اسلام جس کا رکن اول اور بنیادی عقیدہ ہے۔ محض اس دین کا نام ہے جس کی وحوت جزیرۃ العرب میں آج سے تقریباً پاندرہ سو سال پہلے حضرت محمد ﷺ نے دی، بلکہ حقیقت واقعی یہ ہے کہ دنیا کی تمام اقوام میں انہیں ورسل علیہم السلام میسوس ہوئے ہیں، اور زمین کا کوئی خطہ ایسا نہیں، جہاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی یا پیغمبر نہ آیا ہو، اشاد باری تعالیٰ ہے، **إِنَّ قَنْ أُمَّةٌ إِلَّا خَلَأَ فِيهَا نَذِيرٌ هُنَّ** کوئی امت ایسی نہیں گزری جس میں کوئی نذیر کرنے والا نہ آیا ہو۔

(الفاطر)

نیز ارشاد گرامی ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا (الحمل ۳۶) یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا اور وہ تمام مذاہب و ادیان جو تاریخ عالم کے کسی دوسری، زمین کے کسی خطہ میں کسی نبی نبی مرسل کی معرفت آئے، سب کا اصل نام اسلام تھا اور سب کی تعلیمات کا بنیادی اور مرکزی رکن عقیدہ توحید تھا۔

قرآن مجید میں واضح طور پر بتایا گیا ہے،

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف ایک ہے،

إِنَّ الَّذِينَ يَعْنَدُ اللَّهَ إِلَيْهِ إِلْسَلَامُ هُنَّ

اور وہ ہے اسلام۔

(آل مصطفیٰ - ۱۹)

لیکن ہوا کہ جس طرح انسان کی بے بصری اور ہوا سے نفس کے زیر اثر ہر دوسری میں آسمانی تعلیمات میں بے شمار خرافات شامل ہو جاتی رہیں، اسی طرح مختلف امتوں نے اپنے دین کا نام پہل دیا اور اس کے اصلی نام اسلام کے بجائے نئے نئے نام رکھ لیے، کہیں اس کا نام یہودیت ہو گیا، کہیں عیسائیت کہیں موسیٰ سنت اور کہیں کچھ اور۔

ایک بہت سی مقابیں انکا حقیقت ہے کہ ابتدائے آفرینش سے مسلسل نبوت ختم ہونے تک جتنے بھی انبیاء و رسول علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبuous ہوئے، سب کا بنیادی اور مرکزی سبق نکلنے تو وجود تھا۔ اور

ہر نبی کو چونہ تباعۃ عظیمۃ یعنی ازکی سب سے بڑی بات بتائی گئی اور یہی تھی کہ فاعلِمَ آنَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ يَرَى شَيْءًا اَوْ لَا تَرَى شَيْءًا۔
لائیت عبادت، سولتے اللہ کے شہزادہ محدث - ۱۹

اور ہر رسول نے جو سب سے پہلا اور پیش کا دینے والا پیغام اپنی اپنی قوم کو دیا اور یہی تھا، یا قوم اخْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ فیْتَ وَلَمْ يَأْتُوكُمْ بِكُوْنِيْتَ کوئی خدا نہیں ہے، اس کے سوا۔
اللَّهُ يَسْمِعُ مَا تَفْرِيدُ مَعْدُودٌ ۖ ۵۰۔
لیکن ہر رسول کی تعلیم و تبلیغ کے بعد یہ نکاح و حیوال انسان بھیتہ تو حید کوشزیت و تشریث بکشیت میں پہل دیتا رہا، جبکہ خود کو فریب یہی دیتا رہا کہ میں اللہ واحد کو مانتے والا اور موحد ہوں۔
در اصل شارب پوچھی (راجحیت)، اور چرا غرض مصطفوی (غوریت) کے مابین ہم سکے اذل سے ما پر الشزار رہا ہے، وہ یہی توحید کا مسئلہ ہے اور مسلسل یادوں میں کے باوجود ہو سب تن ابین آدم بار بار سمجھلا دیتا رہا، وہ توحید کا سب سین ہے۔

تو حید کے لفظی معنی میں، ایک کرنا، متحکم کرنا، ملنا، یکجا کرنا وغیرہ۔ اس لفظ کا مادہ وحدۃ ہے
وہ خوبیت کے معنی میں دو خدا مانا تا یعنی تعمیر ایرانی میتھا لو جی کے مطلب اور خداویں کے میں الگ الگ خدا مانست۔
خیز کا خدا دادا، او خدا اسہیں نہ تشریث یعنی تین خدا مانست۔ باپ، میٹا اور روح اللہ تھیں یا تین میں ایک یا ایک میں تین خداوں کے ممتد و مخفی پر القاعد رکھنا، یہ خرافات ہیں جو حضرت سیع صدیہ اسلام کی تعلیمات میں صیادوں نے سرت ملکروں نے غذیت کے معنی بنت پرستی ہیں۔

احد اور وحداً ایک ہی لفظ کی مختلف صورتیں ہیں ہے۔
تجوید کے اصطلاحی معنی بھی اس کے لفظی معنی کی توسعہ و توثیق ہے۔ ایک کرنا یعنی دل و دماغ کو، جسم و روح کو، دُنیا و آخرت کو، ظاہر و باطن کو، قلب و نظر کو، قول و فعل کو، دل و زبان کو اور عقیدہ و عمل کو ایک اور یہم آہنگ کرنا، بلکہ افراد کو متحدر و منظم کر کے معاشرہ تشکیل دینا اور قوم و ملت کو مشکر کرنا اور دین دنیا کو ہم رنگ و ہم آہنگ کرنا بھی اس کے معنی و مفہوم میں شامل ہے۔

الغرض اپنی تمام جیتوں اور پہلوؤں کو تمام رخوں اور ستموں کو یک رنگ و یک رُخ کر لینا اس معنی کے بنیادی تفاہوں میں سے ہے۔ ارشاد خداوندی

وَإِنَّكُمْ إِلَهٌ لَا إِلَهٌ إِلَّا هُوَ
الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ (البقرة: ١٤٣)

تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے۔ اس رحمان و رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے
میں جو بات بطور خاص تلقین کی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ مسلمانوں جب تمہارا سب کا الالاک ہے جو اپنی ذات اور تمام صفاتِ حسنہ کے اعتبار سے کیتا و بے شال ہے جس کا کوئی ثانی نہیں تو تم سب کو بھی متحدر و منظم، یک رُخ و یک جہت اور اپنی تمام اندر و فی وہی دنی ستموں اور رخوں کے لحاظ سے اسی ایک معبد و برع کی طرف اپنا رُخ کر لینا اور صرف اسی کی عبادت کرنا چاہیے۔

پھر اس تصور میں اس قدر معنویت و باعیت ہے کہ اگر اس آئی کریں **اللهُ أَكْبَرُ** کے معنی مغض پر یہے جائیں کہ اللہ ایک ہے اور ایک سے صفتِ عددی مرادی جاتے، تب بھی اس کا مفہوم وہی نکلتا ہے جو وحدت و صفتِ مرادی یعنی سے وحدت و صفت کی صورت میں آحداً اور احمد کے معنی یہ ہوں گے کہ اللہ وہ اکیلا اور یکتا ہے کہ ہر لحاظ سے اس جیسا دوسرا کوئی نہیں، یعنی لیں کمیشلہ شیئی اور وحدت عددی کی صورت میں معنی یہ ہوں گے کہ وہ ایک ہے اور ظاہر ہے جو ایک ہی ہو گا، اس جیسا دوسرا کہاں سے آتے گا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی عبادت بہوں یعنی ایسی بستی جو اپنی شان و خروج اور جلال و برتری کے لحاظ سے اس قابل ہو کہ اس کی پرستش کی جاتے اور عبادت یعنی اظہار بندگی کے لیے اس کے آگے سر جھک کا دیا جاتے۔

الز کے معنی میں مفہوم بھی شامل ہے کہ وہ بے انتہا قوت و قدرت کا مالک ہو، اس کا اختصار و اقتدار ایسا ہو جس کی دعوت و نظمت کا اندازہ لگانے سے عقل انسانی عاجزو درمانہ رہ جاتے نیز اللہ کے مفہوم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ وہ خود کسی کا محتاج نہ ہو اور باقی سب اپنی زندگی کے معاملات میں اس کے محتاج اور اس سے مدد مانگنے کے لیے مجبور ہوں۔

الز کے لفظ میں پوشیدگی اور سیرت کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے، یعنی الٰ اس کو کہیں گے جس کی قوتیں پر اسرار اور ناقابل فہم ہوں اور انسان اس کے معاملے میں ہمارا وسیع رہ جاتے۔ فارسی زبان میں خدا اور بندی میں دیتا اور انگریزی لفظ ۵۵ (God) کے معنی بھی اس سے ملتے جلتے ہیں اور دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی اسی معنی کے لیے مخصوص الفاظ موجود ہیں۔

لطف اللہ نہ لئے و مدد لاشریک کا اسم ذات ہے، الہذا آللہ آللہ کا لفظی ترجیح یہ ہوگا، کوئی الائنبیں ہے سولے اس ذات خاص کے جس کا نام آللہ ہے اور اس کا مفہوم یہ ہے کہ پوری کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ایک مستقیم بھی ایسی نہیں ہے جو پوچھنے کے لائق ہو اور اس کے سوا کوئی اس کا مستحق نہیں کہ عبادت، انہا بریندگی اور اطاعت کے لیے اس کے آگے سر جھکایا جاتے۔ صرف وہی ایک ذات ہے جو تمام جہانوں کی مالک و حاکم ہے۔ پوری کائنات اور کائنات کی ملی موجودات اس کی محتاج ہیں۔ سب اسی سے مدد مانگنے پر مجبور ہیں۔ وہ حواس سے پوشیدہ ہے اور اس کی سستی کو سمجھنے میں عقل دنگ ہے۔

کلمہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مِنْ پُوشیدہ گھری حقیقت تو اس کلمہ طبیعت کے الفاظ کا مفہوم تھا اب ذرا اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے جوں، اداورہ سے مرکب اس مختصر کلمہ میں مخفی ہے۔ انسان کی تدبیح تاریخ کے مطالعہ اور اس دنیا میں آباد پرانی قوموں کے باقی ماندہ آثار کے مشابہ سے یہ حقیقت منکشف ہوتی ہے کہ انسان نے ہر زمانے میں کسی نہ کسی کو خدامان کر اس کی پرستش ضرور کی ہے موجودہ دور میں بھی دنیا میں جتنی قومیں آباد ہیں، خواہ وہ وحشی ہوں یا انتہائی مذہب سب میں یہ بات مشترک ہے کہ وہ کسی نہ کسی کو خدا مانتی ہیں اور اس کی عبادت کر کے سکون حاصل کرتی ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ الٰ کے وجود کا تصور انسان کی فطرت میں ہی مرتکب ہے۔ انسان کے اندر ہی کوئی ایسی چیز

موجوہ ہے جو اسے مجبور کرتی ہے کہ کہ کسی کو خدا مان کر اس کی عبادت کرے۔

قابل غربات یہ ہے کہ آخر وہ چیز ہے کیا جو انسان کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے؟ اگر تم خود اپنی ذات پر انصباتی انسانوں کی اندر فتنی گیفیا تھدہ رذرا اگر ہی نظر و العین اور خود کریں تو اس سوال کا جواب آسانی مل جائے گا۔

واقعیہ ہے کہ انسان دراصل بندہ ہی پیدا ہوا ہے، فقط اُنحتاج اور کمزور ہے، بیشمار چیزوں میں جو ہماری بستی کو برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہیں لگ ہماراً قبضہ قدرت میں نہیں ہیں، کبھی ہمیں آپ سے آپ حاصل ہو جاتی ہیں اور کبھی خود بخود چیز جاتی ہیں۔

بعینہ بہت سی چیزوں جو فائدہ بخش ہیں، ہم ان کو حاصل کرنا پڑتے ہیں مگر وہ کبھی بھم کو مل جاتی ہیں اور کبھی نہیں ملتیں، لیکن ان کو حاصل کرنا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

بہت سی چیزوں ہیں جو ہمارے لیے ضرر ساں ہیں۔ ہماری عمر بھر کی محنتوں کو آن کی آن میں ہر باد کروپتی ہیں، آرزوؤں کو خاک میں ملا دیتی ہیں، ہم کو بیماری اور بلاگت میں مبتلا کر دیتی ہیں، ہم ان کو دُور اور دفع کرنا پڑتا ہے میں، لیکن وہ کبھی دفع ہو جاتی ہیں اور کبھی نہیں ہوتیں، اس سے ہم کو یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا آنا اور نہ آنا، دفع ہونا یا نہ ہونا ہمارے اختیار میں نہیں ہے۔

بہت سی چیزوں ہیں، جن کی شان و شوکت اور عظمت کو دیکھ کر ہم مرعوب ہو جاتے ہیں، پہاڑوں کو دیکھتے ہیں، بڑے بڑے خوفناک جانور، ہواؤں کے طوفان، پانی کے سیلاں اور زمیں کے زلزلے دیکھتے ہیں، بارلوں کی گرج، گھٹاؤں کی سیاہی، بجلی کی کلک، چمک اور موسلا دھار بارش کے مناظر ہمارے سامنے آتے ہیں۔ سورج، آپنا اور ستاروں کو گردش کرتا دیکھتے ہیں۔ پھر ہم یہی محسوس کرتے ہیں کہ یہ سب چیزوں کی قدر بڑی، کتنی طاقتور اور کیسی کیسی شان و شوکت کی مالک ہیں اور خود ہم ان کے مقابلے میں لکھنے ضعیف و تعیر ہیں۔ یہ مختلف مناظر اور اپنی مجبوروں کے مختلف صفات دیکھ کر ہمارے دل میں از خود اپنی بندگی محتاجی اور کمزوری کا احساس پیدا ہو جاتا ہے اور جب یہ احساس پیدا ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی ہمارے دل میں خود بخود اوپرستی یعنی خدا کی تصور پیدا ہو جاتا ہے۔

ہمیں خیال آتے ہے اس کائنات میں ضرور کوئی بستی ایسی ہے جس نے ان سب علیم چیزوں کو پیدا کیا ہے۔ ظاہر ہے وہ بستی خود کتنی عظیم ہیگل جو اتنی بڑی طاقتی کی مالک ہے اور عظمت و بزرگی کا

یہ احساس مجبور کرتا ہے کہ ہم اس کی عبادت میں سر چکا دیں۔ اس کی قوت کا احساس ہمیں آمادہ کرتا ہے کہ ہم اس کے آگے اپنی عاجزی کا اظہار کریں۔ اس کی نفع پہنچانے والی طاقتون کا احساس ہمیں اکستا ہے کہ مشکل کشی کے لئے اس کے آگے اپنا ہاتھ پھیلایں اور اس کی نقصان پہنچانے والی قتوں کا احساس مجبور کرتا ہے کہ اس سے خوف کھاتیں اور اس کے غصب سے بچیں۔ اسی احساس و تاثر کے پر منظہ میں شور اور اک اور علم و عقل کے درجوں کے اغفار سے انسان کی ذہنی کیفیات مختلف ہوتی ہیں۔

(۱) جہالت کے مختلف درجے
کچھ چیزیں شان اور طاقت والی نظر آتی ہیں یا کسی قسم کا نفع یا نقصان پہنچاتی ہیں، یہی خدا ہیں۔ لہذا وہ جانوروں، دریاؤں اور سپاڑوں کو پوچھتا ہے، زمین کی پیش کرتا ہے اور آگ، بارش، ہوا، سورج اور پاندہ کی عبادت کرنے لگتا ہے۔

(۲) جہالت جب ذرا کم ہوتی ہے اور کسی قدر علم کی روشنی آتی ہے، تو انسان کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب چیزیں تو خود میری طرح محتاج اور مکروہ ہیں۔ بڑے سے بڑا جانور بھی ایک ادنیٰ پچھر کی طرح مر جاتا ہے۔ بڑے بڑے دریا خشک ہو جاتے ہیں، پہاڑوں کو خود انسان توڑتا پھوٹتا رہتا ہے۔ زمین کا چکنائچھوٹا خود زمین کے اپنے اختیار میں نہیں، جب پانی اس کا سامنہ نہیں دیتا تو وہ خشک ہو جاتی ہے۔ پانی بھی بے اختیار ہے، اس کی آدم ہوا کی محتاج ہے، اور ہوا یعنی خود مختار نہیں۔ اس کا پاننا اور ضید یا غیر ضید ہونا وہ سب سے اسباب کے تحت ہے۔

بعینہ چاند، سورج اور ستارے بھی ایک اعلیٰ قانون کے تابع ہیں اور اس قانون کے خلاف وہ ذرا بھی جنیش نہیں کر سکتے۔ یہ حالات دیکھ کر انسان کا ذہن مخفی اور پر اسرار قتوں کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ وہ خیال کرتا ہے کہ ان ظاہری چیزوں کی پیشتر پر ضرور کچھ اور پوشیدہ قوتیں ہیں جو ان پر حکومت کر رہی ہیں اور سب کچھ نہیں قتوں کے اختیار میں ہے۔ یہیں سے متعدد خداوں اور دیناتاؤں کا عقیدہ جنم لیتا ہے خیال یا دہمی صورتیں بن کر ان کی پرستش کی جاتی ہے۔

۳۔ اس کے بعد جب اور زیادہ علم کی روشنی آتی ہے تو انسان دیکھتا ہے کہ دُنیا کے انتظام میں ایک نبرد و سوت قانون اور ایک بڑے صنایلے کی پابندی پانی جاتی ہے۔ ہواوں کی رفتار، بارش کی آمد،

سیاروں کی گردش، فضولی اور موسموں کے تغیرتیں کسی باقاعدگی ہے۔ کس طرح ہے شمار قوتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ عمل کر کام کر رہی ہیں؟ کیسا زبردست قانون ہے کہ جو وقت جس کام کے لیے مقرر کروایا گی ہے، شریک اسی وقت پر اس کام کے تمام ضروری اسباب و عوامل جمع ہو جاتے ہیں اور وہ سب ایک دوسرے سے اشتراکِ عمل کرتے ہیں اور کام مکمل ہو جاتا ہے۔

انتظامِ عالم کی یہ تم آہنگی دیکھ کر مشرک سے مشرک انسان بھی یہ بات مانند پر محظوظ ہو جاتا ہے کہ ایک سب سے بڑا خدا بھی ضرور ہے، جو ان تمام چھوٹے چھوٹے خداوں پر حکومت کر رہا ہے۔ ورنہ اگر سب ایک دوسرے سے الگ اور بالکل خود مختار ہوں تو دنیا کا سارے کام اکار غافل دریم ہو جائے وہ اس پڑتے خدا کو اللہ "پریمشور" اور خدا نئے خدا یتیکاں وغیرہ ناموں سے موسم کرتا ہے، مگر عبادت میں اس کے ساتھ چھوٹے خداوں کو بھی شریک رکتا ہے۔

وہ سمجھتا ہے کہ خدائی بھی دنیوی بادشاہی کے نمونہ پر ہے۔ جس طرح دنیا میں ایک بادشاہ ہوتا ہے اور اس کے بہت سے وزیر، معمتم، ناظم اور دوسرے با اختیار عبدہ دار ہوتے ہیں۔ اسی طرح کائنات میں بھی ایک بڑا خدا ہے اور بہت سے چھوٹے چھوٹے خداوں کے ماتحت ہیں اور جب تک چھوٹے خداوں کو خوش نہ کیا جائے۔ پڑتے خدا تک رسانی نہ ہو سکے گی، اس لیے ان کی عبادت کرو۔ ان کے آگے ہاتھ بھی پھیلاو، ان کی ناراضی سے بھی ڈرو، ان کو پڑتے خدا تک پہنچنے کا ذریعہ بناؤ اور نہ دوں نیازوں سے انہیں خوش رکتو۔

۴۔ پھر جب علم میں مزید ترقی ہوتی ہے، تو خداوں کی تعداد گھستنے لگتی ہے۔ جتنے خیال خدا جا بلوں نے بنارکھے ہیں، ان میں سے ایک ایک کے متعلق غور کرنے سے انسان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ خدا نہیں ہے، ہماری ہی طرح بندہ ہے، بلکہ ہم سے بھی زیادہ بے بس ہے اور وہ اس کو چھوڑنا چاہتا ہے۔ یہاں تک کہ آخر میں صرف ایک خدارہ جاتا ہے۔

۵۔ مگر اس کے متعلق پھر بھی اس کے خیالات میں بہت کچھ جیالت باقی رہ جاتی ہے۔ کوئی خیال کرتا ہے کہ خدا ہماری طرح جسم رکھتا ہے اور ایک بُجھ میٹھا خدا ہی کر رہا ہے۔ کوئی سمجھتا ہے کہ خدا کے بیوی پنچھی ہیں اور انسان کی طرح اس کے ہاں بھی اولاد کا سلسلہ پل رہا ہے۔ کوئی گان کرتا ہے کہ خدا انسان کی صورت میں زمین پر اترتا ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ خدا اس دنیا کے کارنڈنے کو پلا کر الگ تحلیل

بیٹھ گی ہے اور ہمیں آرام کر رہا ہے۔ کوئی سمجھتا ہے کہ خدا کے ہاں بزرگوں اور روحوں کی مغارش لے جانا ضروری ہے اور ان کو وسیلہ بنانے بغیرہ وہاں کام نہیں پلت۔ کوئی خدا کی ایک فرضی صورت جو یہ کرتا ہے اور عبادت کے لیے اس صورت کو سامنے رکھنا ضروری خیال کرتا ہے۔ تو حید کا عقیدہ رکھنے کے باوجود اس طرح کی بہت سی غلط فہمیاں انسان کے ذہن میں باقی رہ جاتی ہیں، جن کے سبب سنے والوں کا لفڑی اور جیسا کہ مبتلا ہوتا ہے۔ یہ تمام خیالات و اختیارات تو ہم اور جیسا کہ تینجا ہیں۔

علم کی روشنی نے سر زمانے میں اپنے نبیوں کے ذریعہ سے انسانوں کے پاس سمجھا ہے سب سے اوپر لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا درجہ ہے۔ یہ وہ علم ہے جو خود اللہ تعالیٰ یہی علم سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کو فرم کر زمین پر آتا گیا تھا۔ یہی علم حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت ازح حضرت ابراہیم حضرت علیہ السلام اور دوسرے تمام نبیوں کو دیا گیا۔ پھر اسی علم کوے کربے آغوشی حضرت محمد مصطفیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لاتے۔ یہ مالص ملہ ہے جس میں جہالت کا شانہ بھک نہیں۔ شرک و کفر اور بیت پرستی کی جتنی بھی صورتیں دنیا میں موجود ہیں، ان میں انسان اسی وقت مبتلا ہوتا ہے، جب وہ نبیوں کی لائی جوئی تعلیم سے منہ مولتتا ہے اور اپنی عقل یا حواس کے پیچے لگ کر خود ساختہ مفروضوں کا اتباع کرتا ہے۔

یہ تو تھا محلہ اس مشہوم کا بیان، جو اس کلر کے الفاظ سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اب ہم اس بہت بڑی حقیقت کو بیان کرتے ہیں جو اس انتہائی محض فقر کے لیتی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ میں سوداگری ہے، طلاق کیجئے، (۱) سب سے پہلی پیڑا لوہتیت (خدا) کا تصور ہے، یعنی یہ دسین کائنات جس کی ابتداء و انتہاء اور انجام کا خیال کرنے سے ہی ہمارا ذہن تھک جاتا ہے اجنبیاً معلوم نہانے سے پل آرہی ہے اور نہ حکوم زمانے تک پہلی بار ہی ہے، جس میں بے حد و حساب مخلوق پیدا ہوئی اور پیدا ہوتے پہلی بار ہی ہے جس میں ایسے ایسے حیرت انگیز کرشمے ہو رہے ہیں کہ ان کو دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ اس کائنات کی خدائی صرف دیکھ کر سکتا ہے جو غیر محدود ہو، ہمیشہ سے ہو اور حیثیت ہے کسی کا محتاج نہ ہو، قادر مطلق ہو، حکیم اور دانہ ہو، سر پیڑا کا علم رکھتا ہو اور کوئی بات اس سے پا شیدہ نہ ہو، سب پر غالب ہوا اور کوئی اس کا حکم سجالانے سے انکار نہ کر سکے اور اگر کوئی نافرمانی کرے تو اس کو سزا دیتے پر قادر ہو، بے حد و حساب قتوں کا مالک ہوا اور کائنات کی ساری پیڑیوں کو اس سے زندگی اور زندگی کا سامان

بہم پہنچے۔ ہر قسم کے نتائص، کمزوریوں اور خامبوں کے عیوب سے پاک ہوا درکسی کو اس کے کاموں میں دخل دینے کی قدرت و طاقت نہ ہو۔

۲۔ خدائی کی ان تمام صفات کا ایک ہی ذات میں جمع ہونا بھی ضروری ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ یہ صفات دوستیوں میں کیساں پائی جائیں، کیونکہ سب پر غالب اور سب پر حاکم تو ایک بھی ہو سکت ہے۔ یہ بھی ناممکن ہے کہ یہ صفات تقسیم ہو کر بہت سے خداوں میں بٹ جائیں، کیونکہ اگر حاکم ایک ہوا دن عالم دوسرا اور رازق قیصر اتوہ خدا دوسرے کا محتاج ہو گا اور اگر ایک نے دوسرے کا ساتھ نہ دیا تو ساری کائنات یک لخت فنا ہو جائے گی۔ یہ بھی ممکن نہیں کہ یہ صفات ایک سے دوسرے کو منتقل ہوں میعنی کبھی ایک خدائیں پائی جائیں اور کبھی دوسرے میں، کیونکہ جو خود زندہ رہنے کی قوت نہ رکتا ہو، وہ ساری کائنات کو زندگی نہیں بخش سکتا اور جو خدا اپنی خدائی کی حفاظت نہ کر سکتا ہو، وہ اتنی بڑی کائنات پر حکومت نہیں کر سکتا۔

الغرض انسان کو جس قدر زیادہ روشنی ملتی جائے گی، اسی قدر اس کو یقین ہوتا جائے گا کہ خدائی کی صفات کا صرف ایک ہی ذات میں جمع ہونا ضروری ہے۔

۳۔ خدائی کے اس کامل اور صحیح تصور کو ذہن میں رکھیے اور پھر ساری کائنات پر نظر ڈالیے۔ میں یہیں ہم دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں یا جن جن چیزوں تک ہمارے علم کی رسانی ہے، کیا ان میں ایک چیز بھی منکورہ بالا صفات سے متصف ہے؟ واقعہ یہ ہے کہ اس کائنات کی تمام موجودات محتاج ہیں، حکوم، ہمیں، بنتی اور بگڑتی، مرتی اور جیتی ہیں۔ کسی چیز کو بھی ایک حالت پر قیام دلقا نہیں، کسی کو بھی پلٹنے نہیں۔ سے کچھ کرنے کی قدرت نہیں، کسی کو بھی ایک بالآخر قانون کے خلاف بال بھر حرکت کرنے کا اختیار نہیں، ان کے حالات خود گواہی دیتے ہیں کہ ان میں سے کوئی خدا نہیں ہے۔ کسی میں خدائی کی اونٹی سی جھلک بھی نہیں پائی جاتی، کسی کا خدائی میں ذہن پر اپر وغل نہیں ہے اور یہی معنی ہیں لَا إِلَهَ كَـ۔

۴۔ کائنات کی تمام چیزوں سے خدائی چھین لینے کے بعد ہم کو اقرار کرنا پڑتا ہے کہ کوئی اور سبھی بے جو سب سے بالآخر ہے اور وہی تمام خدائی صفات رکھتی ہے وہی خدائی واحد ہے۔ اس کے سوا کوئی خدا نہیں اور یہی معنی ہیں لَا إِلَهَ كَـ۔

یہی سب سے بڑا علم — اور سب سے بڑا راز ہے۔

جس قدر تحقیق و تجسس کیا جائے بالآخر یہی معلوم ہو گا کہ یہی علم کا سر ابھی ہے اور یہی علم کی آخری صد بھی۔ طبیعتیات، کیمیا، بیویت، ریاضیات، حیاتیات، حیوانیات۔ المفہوم کائنات کی تحقیقوں کا کمیج لکانے والے متین علوم ہیں ان میں سے ہر علم کی تحقیق جس قدر آگے بڑھتی جائے گی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ^۱ کی صداقت زیادہ سے زیادہ کھلتی جائے گی اور اس حقیقت پر جو اس تصور سے جملے میں بیان کی گئی ہے انسان کا یقین بڑھتا جائے گا۔ واقعہ یہ ہے کہ علمی تحقیق کے میدان میں ہر ہر قدم پر انسان محسوس کرتا ہے کہ اس سب سے پہلی اور سب سے بڑی سچائی سے انکار کرنے کے بعد کائنات کی ہر چیز بے معنی ہو جاتی ہے لیکن چونکہ انسان فرو فکر اور تحقیق و تجسس سے کہ یہی کام لیتا ہے اور جاہلیت میں مبتلا رہنا اسے مرغوب ہے اس لیے اگر جاہلیت خالصہ سے نجات پا بھی جھٹا ہے تاہم دوسرے مجھے کی جاہلیت سے نجات پا میں اس کی وجہ سنت مشکل ہو جاتا ہے۔

جاہلیت خالصہ کے بعد دوسرے درجے کی جاہلیت جس میں انسان قدم ترین زمانے سے آنچہ کہ مبتلا جو تلوہوں کی خدائی پر بھی کسی ذکری طرح عقائد میں اپنی بگہ بنایتی رہی ہے۔

باہل دماغوں نے مشکین کے خداوں کو چھوڑ کر ان نیک بندوں کو ہی خلابنا یا جن کی ساری کی ساری زندگیان بندوں کی خدائی ختم کرنے اور صرف اللہ واحد کی خدائی ثابت و قائم کرنے میں صرف ہوئی تھیں، جس کے نتیجہ میں ایک طرف مشرکانہ بجا پاٹ کی جگہ ختم، نیاز، زیارت، عرس، نذر، چٹھاوائے، نشان، علم اور تعریے و دیگر اسی قسم کے مذہبی اعمال کی ایک نئی شریعت تصنیفت کر لی گئی۔ دوسری طرف کسی علی شہوت کے بغیر ان بزرگوں کی ولادت ووفات، ظہور و غیاب، کرامات و خوارق، اختیارات و نصرفات اور اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کے تقریب کی کیمیات کے متعلق ایک پوری میتھا لوچی تیار ہو گئی جو بُت پرست مشرکین کی میتھا لوچی سے پوری طرح لگا کما سکتی تھی۔

تیسرا طرف تو سل اور استمدادر و مانی اور اکتساب فیض و خیر و ناموں کے خوشناپر دوں میں وہ سب معاملات جو اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان ہونے چاہیں؛ ان بزرگوں سے متعلق ہو گئے اور عملاً بھی

صورت حال پیدا ہو گئی جو اللہ کو مانتے والے ان مشرکین کے باں ہے، جن کے خیال میں بادشاہ ملک (ال تعالیٰ) انسان کی رسائی سے بہت دور ہے اور انسان کی زندگی سے تعلق رکھنے والے تمام امور نیچے کے ابلکاروں ہی سے وابستہ ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ ان کے ہاں ابل کا علاویہ الہ، دیتا، اوتار، یا ابن اللہ کھلاتے ہیں، جبکہ یہ مسلمان مشرک "انہیں غوث، قطب، ابدال، اولیاء" اور ابل اللہ وغیرہ الفاظ کے پروں میں پھیپھاتے ہیں، حالانکہ دین اسلام جس بنیادی نظریہ پر قائم ہے، وہ یہ ہے کہ الوہیت اور عبدیت دو مجید اجuda حقیقتیں ہیں۔

الوہیت میں اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا و بی مثال ہے اور عبدیت میں اللہ تعالیٰ کے سوا کائنات کا ہر جاندار اور بے جان خواہ وہ مجرم و شجر ہوں یا ہن و ملک یا اولیاء و رسول سب شریک ہیں؛ اُن کلیٰ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا أَنْتَ زمین و آسمانوں کے اندر جو بھی ہیں اسپس اس کے الرَّحْمَنُ عَبْدُهُ اہ (رسویہ ۹۳) حضور بندوں کی حیثیت سے پیش ہونے والے ہیں

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات خدائی میں یکتا ہے، اس کا تقاضا ہے کہ اس کے تمام اوصاف و خصائص بھی یکتا و بی مثال ہوں اور جس طرح ہر جاندار اور بے جان بندگی میں ہائیم ایک دوسرے کے شریک ہیں، اسی طرح ہر جاندار اور کائنات کی باقی سرچیز صفات و خصوصیات الوہیت سے قطعاً عاری ہیں گیا موجودات دو قسم کے وجودوں پر مشتمل ہیں اور یہ دونوں وجود ایک دوسرے سے کیسا درجنیادی طور پر مختلف و متفاوت ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کا وجود اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے سوا باقی ساری کائنات یعنی بندوں کا وجود اور ان دونوں کے درمیان خاقان و مخلوق اور خدا و بندے کا ارشستہ اور تعلق ہے۔

در اصل توحید کا یہی بنیادی اور حقیقی تصور ہے جس سے اس کے باقی تمام مقامات و قواعد یعنی ہیں کہ اسی بنیاد پر ان کا قیام و مدار ہے، لہذا اس تصویر کے مطابق توحید کے جو بھی مقامات متفہم ہوں گے اولان کی رو سے انسانی زندگی پر توحید کے جو بھی تقاضے اور شماج مرتب ہوں گے، اسی تصویر کے مطابق مترب ہوں گے، مسئللاً یا کہ،

اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور اپنی تمام صفات کے اعتبار سے بھی یکتا ہے اور اپنے تمام خصائص کے لحاظ سے بھی منفرد ہے۔
ارشاد خداوندی ملاحظہ کیجیے،

کب کو کہ وہ اللہ ہے یکتا۔ اللہ سب سے بے نیاز ہے
اوہ سب اس کے محتاج ہیں، مذاک کی کوئی اولاد نہ ہے
اور نہ کوئی کی اولاد اور کوئی اس کا بہتر نہیں ہے۔
کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں ہے۔

مُلْ حَوَّالَةٌ أَحَدٌ إِنَّهُ الصَّمَدُ لَغَرِيبٌ
يَلِدُهُ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُورًا
أَحَدٌ (سورہ اخلاص)
لَنِسْ كَعْبَلِهِ شَيْءٌ (الشوریٰ) ۖ

یہ ہے تمہارا رب کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے
ہر چیز کا خالق، لہذا اس کی بندگی کرو، وہ ہر چیز
کفیل ہے۔

ذِلِكَمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ خَالِقُ كُلِّ
شَيْءٍ فَاعْبُدُهُ وَلَا وَهُوَ عَنِّي كَلِ شَيْءٍ وَكَمِيلٌ
الانعام - ۱۰۲

• اللہ ہی ہر چیز کی تقدیر مقرر فرمائے والا ہے،
اور جس نے ہر چیز کو پیدا کیا، پھر اس کی ایک تقدیر
مقرر فرمائی۔

وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ بِقَدْرٍ وَأَقْدَرَهُ
الفرقان - ۱۰

• اللہ تعالیٰ ہی بر جیز کا مالک ہے،
اُن سے پوچھو آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے وہ
کس کا ہے؟ کب سب کچھ اللہ ہی کا ہے۔

كُلُّ قَمَنْ تَابِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ مَتَّلٌ
بِلَّهٗ (الانعام - ۱۰)

• اللہ تعالیٰ ہی اپنی تمام مخلوقات کا خواہ جاندار ہوں یا بے بان، سب کا رازق ہے۔
وَكَانَتْ قَمَنْ دَائِنَةً لَا يَحْجِلُ دُرْقَهَا إِنَّهُ يَرِدُ عَلَيْهَا
کتنے ہی جانور ہیں جو اپنا رزق اٹھاتے نہیں پھرتے
الشَّادُونَ كُو رزق دیتا ہے اور تمہارا رازق مجھی ہی ہے
وَإِنَّا كُنَّا نَعْمَلَهُ (العنكبوت - ۹۰)

• اللہ تعالیٰ ہی کائنات کی ہر چیز کا صبر و منتظم ہر چیز میں تصریف فرمائے والا اور ہر چیز کا ماحفظ و

نگران ہے،
حقیقت یہ ہے کہ اللہ ہی ہے جو زمین اور آسمانوں
کو مل جانے سے روکے ہوئے ہے اور اگر وہ مل جائیں،
تو اللہ کے بعد کوئی دوسرا نہیں تھا منسے والا نہیں ہے،
ہر چیز کو ہم نے ایک کھلی کتاب میں درج کر کھا ہے

إِنَّ اللَّهَ يَمْسِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ أَنْ
تَرُؤُكُمْ وَلَمْ يُرَى إِنَّمَا يَأْمُلُكُمُ الْأَحَدِ
مِنْ بَعْدِهِ (الفاطر - ۱۱)
وَكُلَّ شَيْءٍ أَخْصَيْنَاهُ فِي إِمَامٍ مُّبِينٍ (۲۰)

اس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر جھائی ہوئی ہے
اور ان کی نگرانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام
نہیں، بس وہی ایک بزرگ دیر تر ذات ہے۔

وَسِعَ كُرْسِيَهُ السَّمَاوَاتِ دَالْأَدْضَقَ وَلَا
بَيْدُهُ جَفْنَصَّا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ
البقرة - ٢٥٥

• اللہ تعالیٰ ہی کو ہر چیز پر مکمل عملیہ و اقتدار حاصل ہے:

اپنے بندوں پر وہ پوری قدرت رکھتا ہے اور تمہارے
خواز کرنے والے تقریر کے سمجھتا ہے یہاں تک کہ
جب تم میں سے کسی کی مرت کا وقت آ جاتا ہے تو اس
کے سمجھے ہوئے فرشتے اس کی جان تکالیفی میں اور
پناہ پر اپنے نجماں دینے میں ذرا کتابی نہیں کرتے۔

هُوَ الْعَالَمُ فُوقَ عِبَادَمْ وَتَرْسِيلُ عَلَيْكُمْ
جَفَنَّا هُنَّا مَحْشَى إِذَا جَاءَ أَهْدَكُمُ الْأَمْوَاتُ تَوَفَّتُهُ
رَسُلُّنَا هُنُّ لَا يُغَرِّ طُونَهُ
دَالَّا نَعَامَرَ - ۹۱

• ساری مخلوق اللہ سبحانہ کی عبادت و اطاعت کا اقرار کرتی ہے اور اس کے آگے گھرو فردتی کا اعلیٰ
کرتی ہے:

وَلِلَّهِ تَنْبَهُدُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ
مِنْ دَابَّةٍ وَإِنْمَلِيشَةٌ وَهُنُّ لَا يَسْتَكِيدُونَ
وَهُنَّ بَرَكَشَى نَبِيِّنَ کرتے۔

(الحلل - ٤٩)

مندرجہ بالا آیات کے مطابع سے یہ بات پوری طرح واضح ہو گئی کہ اللہ تعالیٰ کی یا کی ذات اپنی
خداویں میں بھی کیتا و لا شریک ہے اور اپنی صفات و خصائص میں بھی اور یہ بھی ثابت ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا کائنات کے سب جاندار اور بے جان خواہ وہ جھوٹ جھوڑوں یا بخوبی، شمس و قمر ہوں یا جن ملک
حیوانات و انسان ہوں یا اولیاء و انبیاء، سب اللہ تعالیٰ کے عجیب طبق ہیں اور یہ عبیدت ہی کی ان کی حکومت
اور ان کا امتیاز ہے اور غالق و مخلوق کے درمیان جو بھی رابطہ اور تعلق ہے، اس کی بنیاد پر خودیت بنے
کوئی نسبی رشتہ یا ذات و صفات میں اشتراک یا کسی قسم کی مشابہت اس ربط و تعلق کی بنیاد پر نہیں ہے۔ اس
ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہے:

بندیے کو اللہ تعالیٰ کے بارے میں جس طرح توحید برپریت کا عقیدہ رکھنا ضروری ہے۔ اسی
طرح توحید برپریت کا عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے اور توحید برپریت کے تعاظموں میں سے ایک تناضا

تو یہ ہے کہ جناب باری تعالیٰ کو جس طرح اس کے ان خصائص میں منفرد مانا ہے، جن کا تعلق انسان کے عقیدے، تصور، ضمیر اور مظاہر عبادات یعنی نماز، روزہ، رکوۃ، حج، قربانی، طواف، رکوع، سجدہ، دعا، اعتماد، نذر، نیاز، استمداد، استفاضہ اور استعاظہ وغیرہ سے ہے، اسی طرح بالکل ان صفات و خصائص میں کہتے اور منفرد تسلیم کرنا بھی ضروری ہے، جن کا تعلق انسانی زندگی میں کسی قسم کے مذہبی یا فیروادی تصرف کرنے سے ہے، ایک مسلمان جس طرح یہ عقیدہ رکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الہ موجود نہیں، خالق و رازق بھی وہی ہے اور نفع و لفکھان پہنچانے والا بھی وہی ہے۔ اسی طرح یہ عقیدہ بھی رکھتا ہے کہ انسان اور کائنات میں ہر قسم کا تصریح کرنے والا بھی وہی ہے۔ اس کے سوا کوئی اور نہیں۔ بنابریں تمام مظاہر عبادات رہنمای روزہ دینیہ، بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہرنے پا سیں، جو کچھ مانگتا ہے، صرف اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے، صرف اللہ تعالیٰ ہی سے ہر قسم کی امید و آرزو کر سکی جائے اور اسی کا تقویٰ اختیار کیا جائے۔ اسی طرح یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ حاکم و قانون ساد بھی، انسانی زندگی کے لیے نظام بنانے والا بھی اور انسانوں کے آپس کے تعلقات و روابط کو منظم فرمانے والا بھی صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کے سوا کوئی نہیں ہے، چنانچہ اپنے لیے قسم کی رہنمائی، یعنی شریعت و قانون، منبع حیات اور نظامِ میثمت تعلقاتِ باہمی کے رابطے اور اقادر میمارات کے پیمانے صرف اللہ تعالیٰ سے اخذ و قبول کرنا چاہیے۔

گیا مظاہر عبادات، طلب و رحماء اور خوف و تقویٰ میں اللہ واحد کی طرف متوجہ ہونا بالکل ایسا ہے جس طرح شریعت و رہنمائی میں منبع حیات اور نظامِ میثمت میں اللہ واحد کی طرف رجوع کرنا۔
اسلامی نظریہ کی رو سے یہ دونوں امور توحید کے تھاضوں میں شامل ہیں اور ان دونوں سے مل کر ہی وہ دین و عربین اور عجمیہ و سہی جیت افیٰ تخلیل پڑتا ہے، جس پر مسلمان کی زندگی میں اور دل میں پائی جانے والی توحید کی حقیقت مجیط ہے۔

اسلامی نظریہ کی رو سے توحید کا مفہوم اور انسانی زندگی میں اس مفہوم کی افزائشی کی دعست کا بیان کرنے کے بعد اب صرف یہ تابعی ہے کہ توحید کا یہ تصور انسان کے عقل و ضمیر پر اور انسان کی زندگی میں یہے بے نظیر اثرات مرتب کرتا ہے جو کوئی دوسرا تصور پیدا نہیں کر سکتا، مثلاً،

توحید کا یہ تصور انسان کے دل و دماغ میں استقامت پیدا کرتا ہے کیونکہ جو شخص اپنے رب کی حقیقت اس کی صفات اور اس کے ساتھ اپنے رابطے اور تعلق کے سلسلے میں ان سمع اقدار کا شامل ہو گا، وہ بلاشبہ

اپنے دل و دماغ سے اپنے رب کے ساتھ معاملہ کرنے میں بالکل مستقیم رہے گا، نہ تو ان کا شکار ہو گا اور نہ اضطراب کا، اس لیے کہ وہ بخوبی جانتا ہے کہ اس کے اب کی پیدا نہ ہے اور کیا ناپسند و لئے یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوئی صورت اس کے سوا نہیں ہے کہ انسان اس کی ذات پر ایمان لائے۔ اس کی صفات کا عرفان حاصل کرے اور اس کے بناءے ہوتے ہم باق اور بتائے ہوئے طریقے پر صبوحی سے فاتحہ رہے۔ پختا پچھہ وہ اس سے تعلق پیدا کرنے کے لیے اس کے ساتھ باب پیٹھے یا قربات داری کا رشتہ نہیں ہوتا اور نہ تعمیذ و سفارش کے ذرائع سے اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے بلکہ وہ اس کی عبادت صرف اس کے امور و فوایہ کی اطاعت سے اور اس کے شریعت و قانون پر عمل پیرا ہو کرتا ہے اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ایسے شخص کے دل و دماغ میں استقامت کی وجہ سے تصویر حیات اور روشن زندگی میں راستی اونچتگی آجاتی ہے اور نتیجتاً انسان کا طرزِ سلوک زندگی تباہی واضح، سادہ اور آسان ہو جاتا ہے۔

یہ نظریہ مسلمان فرو اور معاشرہ دونوں کے وجود میں قوت و عمل کے ارتکاز کی صفات بن جاتا ہے اور اس پر کرواری، لامگزیت اور انتشار سے نجات دلاتا ہے جو دوسرا نظریات پیدا کرتے ہیں۔ کیونکہ انسانی وجود بولاہی تخلیق کے لحاظ سے خدا یک وحدت ہے۔ توحید اختیار کرنے کے بعد صرف خدا سے واحد کا رُخ کرتا ہے اور اپنے تمام کاروبارِ حیات میں صرف اسی ایک خدا سے واسطہ اور رابطہ مکتنا ہے۔ اعتقاد و شعور کے اعتبار سے بھی اس کا معاملہ اسی خدائے واحد سے ہوتا ہے اور عبادت و توبہ کے لحاظ سے بھی اور شریعت و نظامِ زندگی کے لحاظ سے بھی۔ الغرض دنیا و آخرت کے تمام امور و معاملات میں اس کا واسطہ اور رابطہ صرف خدائے واحد سے رہتا ہے اور نتیجہ وہ جدا انسانی کی دمدت کو اس طرح منتشر ہو جائے۔ پریشان نہیں ہونا پڑتا کہ مختلف خداوں پر ایمان لائے یا ایک خدائی کے مختلف عناصر پر متفاہد قوتوں پر ایمان لائے، جن میں سے بعض تو خدائی کے دائرے میں آتی ہوں اور بعض خدائی کے دائرے سے خارج یا اس کی حضن نہ ہوں۔

درactual یہی یکسوئی اور مرکزیت (توحید) و دوسرے پناہ قوت پیدا کرنی ہے، جس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی طاقت نہیں سہہ رکھتی اور یہ جو اسلامی تاریخ کے مختلف ادوار میں مسلمانوں کے ہاتھوں بیشمار تقابلی فہم اور غارقی عادت کا راستے ظہور پذیر ہوئے۔ یہ اسی مرتكزا اور یکسو قوت (توحید) کے نتیجہ میں ظہور پذیر ہوئے ہے یہ وہ قوت ہے جو اپنی ذات کے لحاظ سے بھی مرتكزا اور بخوبی ہے اور کائنات کی باقی تمام قوتوں کے ساتھ بھی

متحدوں ہم آہنگ ہے، کیونکہ توحید کے معنی ہی یہ ہیں کہ انسانی وجود کی تمام قوتیں کو پوری کائنات کی تمام قوتیں کے ساتھ ایک ہی ناموس اکبریہ مجمعع و تحدیر کر دیا جائے، یعنی سب الہ واحد کے عبده مطلق بن کر اپنا رُخ صرف ایک ہی خدا کی جانب کر لیں اور غیر اللہ سے منہ مولیں۔

اب ہم اُس بے مثال تاثیر کا ذکر کرتے ہیں جو توحید کا عقیدہ مسلمان کے دل میں اس کی زندگی میں اور مسلم معاشرے کے وجود اور اس کے کاروبار حیات میں پیدا کرتا ہے:

عقیدۃ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات

وَسْعَتْ نَفْرَةُ تَوْحِيدٍ بِهِ إِيمَانٍ رَكْنَهُ دَلَالَ كَبِيْرٍ تَنَجَّى نَفْرَةُ نَهْبِنَيْنِ بِوْسْكَتَهُ كَبِيْرٍ نَكَدَهُ اِيمَانٍ بَشَّارَهُ

وسعۃ نظر ماننے والا ہے جزو میں آسمان کا خالق، شرق و غرب کا مالک اور رب العالمین، یعنی تمام چنانوں کا پالنے والا ہے۔ کلمۃ توحید پر ایمان لانے کے بعد پوری کائنات میں کوئی چیز بھی انسان کو غیر نظر نہیں آتی، وہ ہر چیز کو اپنی ذات کی مانند ایک ہی مالک کی ملکیت اور ایک ہی باشاد کی ریت سمجھتا ہے۔ اس کی ہمدردی، محبت اور خدمت کسی دائرے کی پابندیوں نہیں رہتی، اس کی نظر بھی کی فیروزہ ہو جاتی ہے، بسیٰ خود اللہ تعالیٰ کی باوشاہی فیروزہ مدد و ہبہ۔ یہ بات کسی ایسے شخص کو حاصل نہیں ہو سکتی جو ہر شمار چھوٹے چھوٹے خداوں کا قاتل ہو، یا خدا میں انسان کی سی ناقص صفات مانتا ہو اس سے سے کسی خدا کا قائل ہی نہ ہو۔

خُودَ دَارِيٍ اَوْ عَزَّزَتْ نَفْسٍ حقیقتی توحید انسان میں انتہاد پہ کی خود داری اور حضرت نفس پیدا کر دیتا ہے اور اس پر اعتقاد رکھنے والا جانشی سے کہ صرف ایک خدا ہم تمام قوتیں کا مالک ہے۔ اس کے سوا کوئی نفع و نقصان پہنچانے والا نہیں، کوئی مارنے یا ہلاکنے والا نہیں۔ کوئی صاحبِ اقتدار و اختیار نہیں۔ یہ ملک و نعمیں اس کو خدا تعالیٰ کے سوا اپنی تمام قوتیں اور طاقتیں سے ہے نیاز اور بے خوف کر دیتا ہے۔

اس کی گردی کسی مخلوق کے آگے نہیں جھکتی، اس کا ہاتھ کسی کے آگے نہیں پھیلتا۔ اس کے دل میں کسی کی بڑائی کا سکر نہیں بیٹھتا۔ صفتِ سولیٰ عقیدۃ توحید کے اور کسی عقیدے سے پیدا نہیں ہو سکتی

شرک و کفر اور دہریت کی لازمی خاصیت یہ ہے کہ انسان مخلوقات کے آگے مجھکے۔ ان کو نفع و نقصان کا مالک سمجھے اور ان بھی سے امیں وابستہ رکھے۔

خودداری کے ساتھ ساتھ یہ حقیقت انسان میں اہمادی بھی پیدا کرتا ہے۔ لکھر تو حیدر ایمان انکسار رکھنے والا کبھی خود اور مٹکتہ نہیں ہو سکتا۔ اپنی قوت دولت اور قابلیت کا گھمٹہ اس کے دل میں سماہی نہیں سکتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے پاس بوجوچھے ہے۔ خدا تعالیٰ ہی کا دادیا ہوا ہے۔ اور خدا تعالیٰ جس طرح یعنی پر قادر ہے، اسی طرح چھین یعنی پر بھی قادر ہے۔ اس کے بعکس ملداش عقیدہ رکھنے والے شخص کو جب کسی قسم کا دنیوی کمال حاصل ہوتا ہے تو وہ مٹکتہ ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ اپنے کمال کو محض اپنی قابلیت کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اسی طرح شرک و کفر کے ساتھ بھی غزوہ و تکبر پیدا ہونا لازمی ہے کیونکہ مشکل اور کافرا پسند خیال میں یہ سمجھتا ہے کہ خداون اور دیوتاؤں سے اس کا خاص تعلق ہے جو دندری کو نصیب نہیں۔

احساسِ جوابِ دبی اور پاکیزگی نفس سمجھتا ہے کہ نیک عملوں کے سو اس کے

لیے نجات اور فلاح کا کوئی ذریعہ نہیں، کیونکہ وہ ایسے خدا پر ایمان رکھتا ہے جو ہے نیاز ہے، اس کا کسی سے کوئی نبی رشد نہیں۔ بے لالگ عمل کرنے والا ہے اور کسی کو اس کی خدائی میں دخل یا اثر حاصل نہیں اس کے مقابلہ میں مشکلین اور کفار ہمیشہ جمتوں توقعات پر زندگی پر سر کرتے ہیں۔ ان میں کوئی سمجھتا ہے کہ خدا کا بیٹا ہمارے لیے کفارہ بن گیا ہے۔ کوئی خیال کرتا ہے کہ ہم خدا کے چیزیں یہی اور ہمیں سزا مل ہی نہیں سکتی۔ کسی کا گل ان بجے کہ اپنے بزرگوں سے خدا تعالیٰ کے ہاں سفارش کرائیں گے۔ کوئی اپنے دیوتاؤں کو نذر و نیاز دے کر سمجھ لیتا ہے کہ اب اُسے دنیا میں سب کچھ کرنے کا لائن مل گیا ہے اور اس قسم کے جھوٹے احتقادات ان لوگوں کو ہمیشہ گناہوں اور بدکاریوں کے چکڑیں پھنسانے رکھتے ہیں اور وہ ان کے بھروسے پر نفس کی پاکیزگی اور عمل کی نیکی سے غافل ہو جاتے ہیں۔ رہے دہریتے تو وہ سرے سے یہ احتقاد ہی نہیں رکھتے کہ کوئی بالاترستی ان سے ان کے اچھے یا باہر سے کاموں کی بازپُرس کرنے والی بھی موجود ہے۔ اس لیے وہ دنیا میں اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں، ان کے نفس کی خواہش ہی ان کی خدا ہوتی ہے، اور وہ اُس کے بندے ہوتے ہیں۔

بُكْسَنْدَ حَوْلَى گلمز توحید پر ایمان رکھنے والا کسی حال میں مالیوں اور دل شکستہ نہیں ہوتا۔ وہ ایک جس کا فضل و کم بے حد و حساب ہے اور جس کی قوتیں ہے پایاں ہیں۔ یہ ایمان اس کے دل کو غیر معمولی تسلیم بخشتا ہے اور وہ ہمیشہ مطمئن اور پُر امید رہتا ہے۔ ایسا شخص خواہ دنیا کے سب دروازوں سے مطلع رہا جائے۔ سارے اسہاب کا رشتہ ثوف جائے اور وسائل و ذرائع ایک ایک کر کے اس کا ساتھ چھوڑ دیں۔ پھر بھی ایک خدا کا سہارا کسی حال میں اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اسی کے بل بوتے پر وہ نی امیدوں کے ساتھ پر کوشش کے چلا جاتا ہے۔ یہ اہمیت ان قلب عقیدہ توحید کے سوا کسی اور عقیدے سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مشکلین کشا اور دہر یئے چھوٹے دل کے ہوتے ہیں، ان کا سبھروسہ مخدود طាខتوں پر ہوتا ہے، اس لیے مشکلات میں بہت جلد گھبر جاتے ہیں۔ مالیوں کی کو گھیر لیتی ہے اور مالیوں کی دنا کافی کی صورتوں میں اکثر وہ خود کشی کر گرتے ہیں۔

عزم و تحصیلہ اور صبر و توکل توحید کا اعتقاد انسان میں عزم و تحصیلہ اور صبر و توکل کی برداشت پر زمین و آسمان کے باشناکی قوت ہے اور یہ خیال اس کے اندر پہنچا جیسی منشو طی پیدا کر دیتا ہے اور دنیا کی ساری مشکلات میں اور مختلف طائفتوں مل کر بھی اس کو اپنے عزم سے ہٹانہ نہیں سکتیں۔ یہ عقیدہ توحید انسان کو بہادر بنادیتا ہے۔ دراصل آدمی کو بزرگ

جُرَاحَةُ وَبِهَا دَرِي بنانے والی تین چیزیں ہوتی ہیں؛ ایک توحید و مال اور بال بچپن کی محبت، دوسروے یہ دہم کے خدا کے سوا بھی کوئی اور مارنے والا ہے تیسروے یہ خیال کہ آدمی اپنی تحریر سے موت کو ٹال سکتا ہے "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا عتیقہ اُن تینوں چیزوں کو دل سے نکال دیتا ہے۔ پہلی چیز تو اس لیے نکل جاتی ہے کہ لکھ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کا قائل اپنے جان و مال اور اپنی ہر حریث کا مالک خدا ہی کو سمجھتا ہے اور اس کی خوشنودی کے لیے سب کچھ قربان کرنے پر تیار رہتا ہے۔ ربی دوسروی اور تیسروی چیز تو وہ اس لیے باقی نہیں ربی کی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کبنتے والی کے نزدیک جان لینے کی قدرت کسی انسان یا جو لوں یا توپ یا توار یا پتھر میں نہیں ہے۔ جان لینے کا اختیار صرف اسی کو ہے جس نے جان عطا کی اور اس نے

موت کا جو وقت مقرر کر دیا ہے۔ اس سے پہلے دنیا کی تمام قوتیں مل کر بھی چاہیں تو کسی کی جان نہیں لے سکتیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والے سے زیادہ سباد و دنیا میں کوئی نہیں قماس کے مقابلہ میں تواروں کی باڑھ گولیوں کی بوجھاڑا اور فوجوں کی یعنار سب ناکام ہو جاتی ہیں۔ جب دنداکی راہ میں روزنے کے لیے بڑھتا ہے تو اپنے سے دس گنا طاقت کا بھی منصوبہ دیتا ہے۔ مشرکین اور دہریتے یہ قوت کہاں سے لائیں گے؟ ان کو تو جان سب سے پیاری ہوتی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ موت دشمن کے لانے سے آتی ہے جو لوگ اگر وہ میدان سے بھاگ جائیں تو موت سے بچ سکتے ہیں۔

قناught اور بے نیازی

لَا إِلَهَ كَعْتُوادُ انسانٍ مِّنْ قِنَاعٍ اور بے نیازی کی شان پیدا کر دیتا ہے۔ حرص و ہوس اور شک و سد کے کیک چند ہاتھ اس کے دل سے نکال دیتا ہے۔ کامیابی ماضل کرنے کے ناجائز اور ذلیل طریقے اختیار کرنے کا خیال تک اس کے ذہن میں نہیں آنے نہیں دیتا۔ وہ سمجھتا ہے کہ رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے زیادہ شے جس کو چاہے کم دے۔ عزت، طاقت، ناموری اور حکومت سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے۔ وہ اپنی مصلحتوں کے لحاظ سے جس کو جس قدر پاہتا ہے، عطا کرتا ہے۔ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ اپنی حد تک جائز کوشش کریں۔ کامیابی و ناکامی خدا کی مرضی پر موقوف ہے۔ وہ اگر دینا چاہے تو دنیا کی کوئی طاقت اُسے روک نہیں سکتی اور نہ دینا چاہے تو کوئی طاقت عطا نہیں کر سکتی۔ اس کے بعد میں مشکلین کتنا اور دہریتے اپنی کامیابی اور ناکامی کو اپنی کوشش اور زیری طاقتیں کی مدیا مخالفت پر موقوف سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان پر حرص و ہوس مسلط رہتی ہے۔ کامیابی ماضل کرنے کے لیے رخوت، خشامد، سازش اور ترقی کے بدترین ذاتی اختیار کرنے میں انہیں باک نہیں ہوتا۔ دوسروں کی کامیابی پر رشک و سد میں بھے مرستے ہیں اور ان کو نیپا و کھانے کے لیے کوئی بڑی سے بڑی تدبیر اختیار کرنے سے نہیں چکتے۔

بے بڑی چیز یہ ہے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَعْتُوادُ انسانٍ کو اذن تعالیٰ پابندی قانون کے قانون کا پابند نہاتا ہے۔ اس کلمہ پر ایمان لانے والا یقین رکھتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سچھپی اور کھلی چیز سے باخبر ہے۔ ہماری شرگ سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اگر ہم رات کے اندر یقین کیلئے میں اور تباہی کے گوشے میں بھی کوئی گناہ کریں تو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ اگر ہمارے دل کی گہرائی میں بھی کوئی بُرا ارادہ پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ تک اس کی خبر پہنچ جاتی ہے۔ ہم سب سے چھپا سکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ سے نہیں چھپا سکتے۔ سب سے بھاگ سکتے ہیں، مگر اس کی سلطنت

سے نہیں نکل سکتے، سب سے نجک سکتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا ممکن ہے۔

یہ یقین جتنا مضبوط ہو گا، اتنا ہی زیادہ انسان اپنے اللہ کے احکام کا میمعن ہو گا۔ جس چیز کو اللہ نے حرام کیا ہے، اس کے پاس بھی نہ پہنچنے کا درجس کام کا اللہ نے حکم دیا ہے، وہ اس کو تہذیبی اور تاریخی میں بھی بجا لائے گا، کیونکہ اس کے ساتھ ایسی پولیس لگی جوئی ہے جو کسی حال میں بھی اس کا پہنچا نہیں چھوٹنی اور اس کو ایسی عدالت کا کھلا کالا رہتا ہے جس کے وارث سے وہ کہیں بھاگ بھی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلم ہونے کے لیے سب سے پہلی اور ضروری شرط لولا إله إلا الله پر ایمان لانا ہے مسلم کے معنی یہ اللہ کے فرمانبردار نہ سے کے ہیں اور اللہ کا فرمانبردار ہونا ممکن بھی نہیں۔ جب تک کہ انسان اس پاٹ پر ایمان نہ لاتے کہ اللہ کے سوا کوئی لا نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات میں توحید یعنی اللہ پر ایمان اس کے تمام اسماء و صفات کے ساتھ بیساکہ وہ ہیں، سب سے اہم اور بنیادی چیز ہے۔ اسلام کا مکر بھی یہی عقیدہ ہے، اس کی جزو بنیاد بھی اور اس دین کی قوت کا سپورٹ بھی اس کے سوا اسلام کے جتنے اختیارات، احکام اور قوانین ہیں۔ سب اسی بنیاد پر قائم ہیں اور ان سب کو اسی مرکز سے قوت بخوبی ہے۔ اگر اس بنیاد میں عمل واقع ہو جائے تو دین اسلام ہی بل جاتا ہے۔ ایسا نہ ہے جس میں توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ رسوم احتیار کر لی جائیں اور بیعت کو جزو دین قرار دے دیا جائے، اسلام نہیں ہو سکتا، لیکن بدتری سے ترج ہمارے معاشرے کی بھی حالت ہے۔

ہماری قوم کی اکثریت نے اصل دین کو چھوڑ دیا ہے۔ پوری قوم فرقوں میں بہت گئی ہے۔ ہر فرقے نے اپنے اپنے فرقے کی خصوصی اور امتیازی علامات مقرر کر کے ان کو احتیار کرنا دین کے اصولوں سے زیادہ ضروری قرار دے دیا ہے اور نئی نئی بد عقتوں اور مشرکہ نہ اعمال و افعال کو یہی اصل دین خیال کیا جانے لگا ہے اور وہ لوگ ہودین کا سلسلی شور بھی نہیں رکھتے۔ قرآن و حدیث کی دعوت دینے والوں کو بد عقی، کافروں مشک قرار دیتے ہیں اور یہ دلخت ہے جس سے صرف اللہ تعالیٰ ہی نجات دلا سکتا ہے، لہذا ہم بالگاہ رب العزت میں دست بد عاریں ।

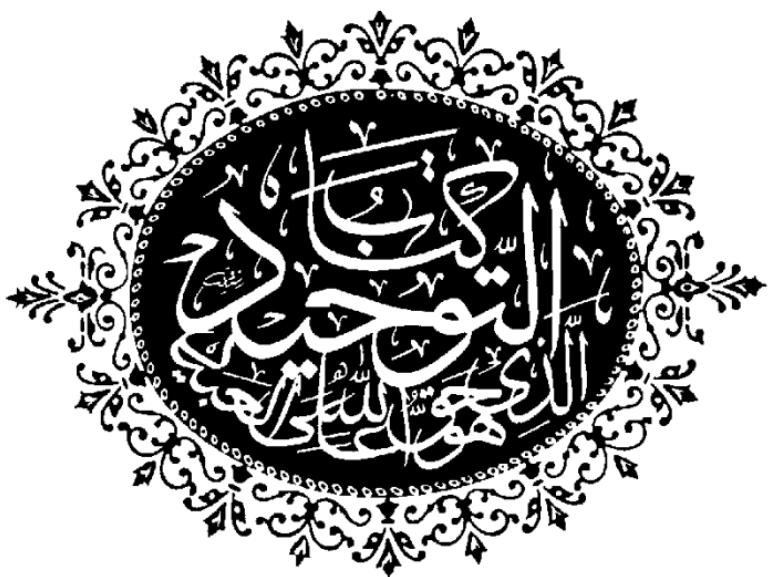
”بِارَابِسْ! تو نے ہی اس دین کو ہمارے لیے پسند فرمایا ہے اور قبی اس کا حامی و ناصر ہے۔“

بَارِ الْهَسَا! بَهَارِي آنچھیں کھوں دے اور ہمیں وہ نویصیرت عطا فرمایا، جس سے
ہم حق و باطل میں امتیاز کر سکیں اور تیری رستی کو پھر مضبوطی سے تھام لیں اور فرقہ بندی
کی لعنت سے نجات پا جائیں، جس نے تیرے حسیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و سلم
کی امت کو جسے تو نے انتِ وسط قرار دے کر قیامتِ ہنگ کے لیے کل دنیا کا امام
رہبیر بنایا تھا، آج دنیا والوں کی نظروں میں ذلیل و خواکر دیابت اور ہمیں توفیق عطا فرمائے
ہم زندگی کی وہ طرزِ دروش بپس لیں جو بالکل راست و درست اور حکم و مستحکم ہو۔ آمین!

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين

(بیانِ صفائی - ۲)

جن میں اللہ تعالیٰ کو ذات و صفات میں بخدا و بے مثال مدعا کے باوجود غیر سے تو قرکھی جائے یا اس سے خوف کھایا جائے یا غیر اللہ پر بھروسہ کر کجا جائے مثلاً یہ کہا جائے کہ اگر یہ کہ نہ ہوتا تو چرہ جلا اگھر رُوث یعنی بالا شخص نہ ہوتا تو آج میری بان
نہ پھتی وغیر۔ نبائی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ ایک شخص نے بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں عرض کیا : ما شاء اللہ و شئت فتعال اجعلتني لہ سندًا قتل مشاء اللہ وحدہ ۔ ” جو اللہ
اور آپ نے چاہا ” تو بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : کیا تو نے مجھے اللہ کا ہمسر نہ دیا ہے صرف ماشا اللہ اجو
اللہ نے پاہا ، کہا کردو ۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ . وَ صَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ
وَعَلَى أَهْلِهِ وَسَلَّمَ .

وَقَوْلَ اللَّهِ تَعَالَى : وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّةِ وَالْإِنْسَانَ
إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ○ (الذَّرِيرَاتُ : ٥٦)

وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ
رَسُولًا أَنْ اعْبُدُوا اللَّهَ وَالْخَتَنِبُوا
الظَّاعُونَ ○ (النَّحْلُ : ٣٦)

قول الله تعالى: وَ قَضَى رَبُّكَ أَنْ لَا
تَعْبُدُوا إِلَّا إِبَاهَ وَ بِالْوَالَّدَيْنِ
إِحْسَانًا . إِمَّا يَبْلُغُنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ
أَحَدُهُمَا أَوْ كُلُّهُمَا فَلَا تَقْتُلْ لَهُمَا
أَفْ وَ لَا تَنْهَرْهُمَا وَ قُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا
وَ اخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الدُّلُّ مِنَ
الرَّحْمَةِ وَ قُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا
رَبَّيْنَا فَصَغِيرًا ○ (بَنْيُ اسْرَائِيلُ : ٢٠ - ٢١)



شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو حمل و حیم ہے
ہر قسم کی تعریف و تحسین اللہ کے یہے ہے اور درود و سلام جناب محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آں واولاد پر۔
ارث ادباری تعالیٰ ہے:

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے یہے پسیدانیں کیا
ہے کہ وہ میری بندگی کریں۔

اور انہوں کا ارشاد ہے:

ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سے سب کو
خبردار کر دیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچ۔

اور ارشاد ادباری تعالیٰ ہے:

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کر، معرفت
اس کی۔ اور دالین کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر تمہارے پاس ان میں
سے کوئی ایک یادوؤں بڑھے ہو کر رہیں تو انھیں افت تک نہ کرو، نہ
انھیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔ اور نرمی و
رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھٹک کر رہو۔ اور دعا کرو کہ لے پروردگار! ان پر
رحم فرما جس طبق انھوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے کچپن میں پالا تھا۔

وَ اعْبُدُوا اللَّهَ وَ لَا تُشْرِكُوا

فِي إِيمَانِكُمْ بِهِ شَيْئًا (الآية ٢٦)

قُلْ تَعَالَوْا أَتَلْ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ
 عَلَيْكُمُ الْأَنْشُرِكُوَاهِ شَيْئًا وَ بِالْوَانِدِينِ احْسَانًا
 وَ لَا تَقْتُلُوَا أَوْلَادَكُمْ مِنْ
 إِمْلَاقٍ طَنَخْ رَزْفُكُمْ وَ إِيَاهُمْ
 وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ
 مِنْهَا وَ مَا بَطَرَ وَ لَا تَقْتُلُوا
 النَّفْسَ الْقِنْ حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْعَقْ
 ذَلِكُمْ وَ صِنْكُمْ بِهِ لَعْنَكُمْ تَعْقِلُونَ
 وَ لَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتَمِ إِلَّا
 بِالْقِنْ هِيَ أَحْسَنُ حَقًّا يَبْلُغُ
 أَشْدَدَهُ وَ أَوْفُوا الْكَيْلَ وَ الْمِيزَانَ
 بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا
 وُسْعَهَا وَ إِذَا قُلْتُمْ فَنَاعِدُ لَوْا
 وَ لَوْ كَانَ ذَا قُرْبَى وَ بِعَهْدِ
 اللَّهِ أَوْفُوا طَذْلِكُمْ وَ صِنْكُمْ بِهِ

کتب کلکٹوں پر

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اور تم سب اللہ کی بندگی کرو، اس کے ساتھ کسی کو شرکیں نہ بناؤ۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے محمد! ان سے کوئی کہ آدمیں تہمیں سناؤں تمہارے رب نے تم پر
کیا پابندیاں عامد کی ہیں۔ یہ کہ (۱) اس کے ساتھ کسی کو شرکیت کرو (۲)
اور والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو (۳) اور اپنی اولاد کو غسلی کے
ڈستے قتل نہ کرو، بلکہ تہمیں بھی برزق دیتے ہیں اور ان کو بھی دیں گے^(۴)
(۴) اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ گھلی ہوں یا پچھی
(۵) اور کسی جان کو جسے اللہ نے محترم ٹھہرا یا ہے ہلاک نہ کرو مگر حق
کے ساتھ۔ یہ باتیں ہیں جن کی ہدایت اس نے تہمیں کی ہے۔ شاید کتم
بمحض بوجھ سے کام لو

(۶) اور یہ کہ تیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بمقابلہ ہو،
یہاں بیک کر دہ اپنے سُن رُشد کر پہنچ جائے۔

(۷) اور ناپ توں میں پورا اضاف کرو۔ ہمہ شخص پر ذمہ داری کا آتنا
ہی بار رکھتے ہیں جتنا اس کے امکان میں ہے (۸) اور جب بات کو
اضاف کی کو خواہ معاملہ اپنے رشتہ داری کا کیوں نہ ہو (۹) اور اللہ کے
عهد کو پورا کرو۔ ان باتوں کی ہدایت اللہ نے تہمیں کی ہے شاید کتم نصیحت

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ

وَ أَنَّ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمًا
فَإِذَا قِيَمْتُهُ وَ لَا تَثِبُّوا السُّبُّلَ
فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ ذَلِكُمْ
وَضْرِكُمْ بِهِ لَعَلَّكُمْ تَشْقَوْنَ

(الإمام - ١٥٣ - ١٥٤ - ١٥٥)

قال ابن مسعود رضي الله عنه من أراد أن ينظر
إلى وصيحة محمد صلى الله عليه وسلم التي
عليها حاتمة فليقرأ قوله تعالى
قل تعالوا أتُنَزِّلُ مَا حَنَمْ
رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ أَلَا تُشْرِكُوا بِهِ
شَيْئاً إِلَّا قُلْهُ وَ أَنَّ هَذَا صِرَاطٌ
مُسْتَقِيمًا

وعن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال كنت رديفاً
للسجى عليه السلام على حمار فقال
لي يا معاذ ! أتدرى ما حق
الله على العباد وما حق العباد
على الله ؟ قلت الله ورسوله

لکھن کتاب

قبول کرو (۱۰) نیز اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے لہذا تم اسی پر چلوا اور دوسرے راستوں پر نہ چلو کہ وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پر اگنڈہ کروں گے۔ یہ ہے وہ ہدایت جو تمہارے رب نے تمہیں کی ہے تھا یہ کہ تم کو روایت سے بچو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس وصیت کو دیکھنا چاہتا ہے،
جب آپ نے اپنی مرثیت فرمائی تھی وہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد :
فُلْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ سَعَاهَدْ مُسْتَعِيْمَا

تک پڑھئے

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آپ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گدھ سے پر آپ کے پیچے بیٹھا ہوا تھا کہ آپ نے فرمایا اسے معاذ! تمہیں حکوم ہے بندوں پر اللہ تعالیٰ کا کیا حق ہے؟ اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بترا جلتے ہیں، آپ نے فرمایا،

لہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ لے فُلْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا حَرَمَ اللہ کوئی کیم ملی اللہ علیہ وسلم کی وصیت اس امور سے کہا ہے کہ قرآن مجید ہی آپ کی وصیت ہے جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے افے تاریخ فیکم ما ان تم سکتم بدین اضسلوا حکتاب اللہ۔ میں تما سے لیے ایسی چیز چھوڑ سے جاری ہوں کہ جب تک تم سے محروم ہے تھا تو ہر گز گمراہ ہو گے اور وہ کتب الشہبے۔ نیز حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقد پر فرمایا : تم میں سے کون ان تین آئیوں پر بیری بیت کت ہے۔ پھر آپ نے آیات تلوٹ دیا ہیں : فُلْ تَعَالَوْا إِلَىٰ مَا حَرَمَ رَبُّكُمْ مُّبِيْكُمْ اللہ درحقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب و سنت کے علاوہ اسست کے پیلے کوئی وصیت نہیں چھوڑی۔ (متجم)

لِكَبْرٍ لِلْجَنَّةِ

أَعْلَمُ . قَالَ حَقُّ اللَّهِ عَلَى الْعِبَادِ ،
أَنْ يَعْبُدُوهُ وَ لَا يُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا
وَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللَّهِ أَنْ لَا
يُعَذِّبَ مَنْ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا .
قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ أَبْشِرُ
النَّاسَ ؟ قَالَ : لَا تُبَشِّرُهُمْ فَبَشَّرْتَهُمْ
أَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيفَةِ .

فِيلِمْ دَسَائِلَ

الْأُولَى الْحِكْمَةُ فِي حَنْوَتِ الْجِنِّ
وَ الْإِنْسِنِ

الثَّانِيَةُ أَنَّ الْعِبَادَةَ هِيَ التَّوْحِيدُ
لَا أَنَّ الْخُصُومَةَ فِيهِ .
الثَّالِثَةُ أَنَّ مَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِ
لَمْ يَعْبُدِ اللَّهَ - فِيهِ مَعْنَى
قوله (وَ لَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ
مَا أَعْبُدُ)

لکھب کتابیہ

بندوں پر اللہ تعالیٰ کا ختیب ہے کہ وہ صرف اسی کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شرک نہ ہٹھ رائیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر بندوں کا ختیب یہ ہے کہ جو شرک نہ کرے۔ اس کو عذابِ حسم سے محفوظ رکھے جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں لوگوں کو یہ خوشخبری دے دوں؟ آپ نے فرمایا نہیں، اگر تم انھیں یہ بشارت دے دو گے تو وہ اسی پر پھر وہ کر کے بیٹھ جائیں گے اور عمل میں کرتا ہی کریں گے (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱- تخلیقِ جن و انس کی حکمت بیان کی گئی ہے یعنی یہ کہ وہ عبادت کے لیے پیدا کیے گئے ہیں۔
- ۲- توحید ہی عبادت ہے اس یہ کہ انہیاً علیہم السلام اور مشرکین کے مابین وجہِ نزاع یہی سُکَلہ رہا ہے۔
- ۳- جس نے توحید اختیار نہیں کی اس نے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی نہیں کی۔ آئیہ کریمہ ﴿وَلَا أَنْتَمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ كَمَفْهومِ بھی یہی ہے۔﴾

الرابعة أَلْحِكْمَةُ فِي إِرْسَالِ الرَّسُولِ

الخامسة أَنَّ الرِّسَالَةَ عَمِّتْ كُلَّ أُمَّةٍ

السادسة أَنَّ دِينَ الْأَنْبِيَاءِ وَاحِدٌ

السابعة الْمَسْأَلَةُ الْكِبِيرَةُ أَنَّ عِبَادَةَ

اللهِ لَا تَحْصُلُ إِلَّا بِالْكُفُرِ

بِالظَّاغُورِ - فِيهِ مَعْنَى غَلَقَ عَلَى

(فَمَنْ يَكْفُرُ بِالظَّاغُورِ وَ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ

بِالْعُرُوقِ الْوُثْقَى)

الثامنة أَنَّ الظَّاغُورَ عَامٌ فِي

كُلِّ مَا عُبِدَ مِنْ دُونِ اللهِ

التاسعة عَظِيمُ شَأنِ ثَلَاثِ الْآيَاتِ

الْمُحْكَمَاتِ فِي سُورَةِ الْأَنْعَامِ

عِنْدَ السَّلَفِ وَفِيهَا عَشَرُ

مَسَائِلٍ - أَوَّلُهَا التَّهْمُ

- عِنْ الشِّرْكِ

لکھنؤ کی تحریر

۴۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض دعایت بھی توحید باری تعالیٰ کی دعوت و تعلیم دینا تھا۔

۵۔ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ تمام اقوام عالم میں انبیاء و رسول علیہم السلام مسیحیوں کے معبوث ہوئے۔

۶۔ نیز یہ کہ تمام انسانوں علیہم السلام کا دین ایک ہی تھا۔

۷۔ سب سے پہلا مسئلہ جو بیان کیا گیا ہے یہ ہے کہ جب تک طاغوت کے پوری طرح انہمار بینے ارہی نہ کیا جائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ آئی کریم فَنَّيَكْفُرُ بِالظَّاغُوتِ وَيُؤْمِنُ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى
جس نے طاغوت کا انکار کیا اور اللہ تعالیٰ کو مانا اس نے عروۃ الوثقی کو ضربی سے پکڑ لیا، کامفہوم بھی یہی ہے۔

۸۔ لفظ طاغوت کا اطلاق ہر اس چیز پر ہوتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کی جائے۔

۹۔ سورہ انعام کی مذکورہ بالا تینوں حکم آیات (۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴) سلف صاحبین کے نزدیک بہت ہی اہم اور عظمت ہیں اسی آیات میں دس سائل بیان کیے گئے ہیں جن میں سے پہلا مسئلہ شرک کی ممانعت ہے۔

العاشرة

الآياتُ الْمُحْكَمَاتُ فِي
سُورَةِ الْأَسْرَاءِ وَفِيهَا
ثَانِيَةُ عَشَرَ مَسَأَلَةً
بَدَأَهَا اللَّهُ بِقَوْلِهِ "لَا تَجْعَلْ
مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أُخْرَ فَتَقْعُدْ
مَذْمُومًا مَخْذُولًا" ۝
وَخَتَّهَا بِقَوْلِهِ : "وَ لَا تَجْعَلْ
مَعَ اللَّهِ إِلَهًا أُخْرَ فَتَلْقَى
فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا
مَذْحُورًا" ۝ وَ نَبَهَنَا اللَّهُ
سُبْحَانَهُ عَلَى عِظَمِ شَأنِ
هُذِهِ الْمَسَائِلِ بِقَوْلِهِ : "ذَلِكَ
مِمَّا أَوْحَى إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنْ
الْحِكْمَةِ" ۝

الحادية عشرة

أَيَّةٌ سُورَةِ النِّسَاءِ الَّتِي
تُسْتَشِي أَيَّةٌ الْحُقُوقِ الْعَشْرَةِ
بَدَأَهَا اللَّهُ تَعَالَى بِقَوْلِهِ :
وَ اغْبُدُوا اللَّهَ وَ لَا تُشْرِكُوا
بِهِ شَيْئًا" ۝

کتاب الحجۃ

۱۰۔ سورہ الاسراء کی آیات میکات میں اخخارہ مسائل بیان کیے گئے ہیں ان میں بھی پلا سلسلہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی دوسرے کو عبور نہ بناؤ، ورنہ تم طامت زدہ اور بے یار و مدد و گارہ جاؤ گے اور سب سے آخری سلسلہ بھی یہی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی دوسرے کی عبادت نہ کرو۔ ورنہ بھلائی سے حروم اور طامت زدہ ہو کر جنہم میں ڈال دیے جاؤ گے۔ اسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ: **ذلِّكَ مِمَّا أَنْهَا إِلَيْهِ رُبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ** یہ وجہ ت کی باتیں میں جو خاص طور پر آپ کے رب نے آپ کو بذریعہ دی تباہی ہیں، ہمیں خبردار کیا ہے کہ یہ مسائل بہت اہمیت کے حامل ہیں۔

۱۱۔ سورہ نساء کی آیت **وَاعْبُدُوا اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا** (جز کا نام ہی آئیہ حقوق عشرہ ہے) میں بھی سب سے پلا سلسلہ یہی بیان کیا گیا ہے کہ: **”سُرْفَ اللَّهُ تَعَالَى كَيْ عِبَادَتْ كَرْ وَ اُرْ كَسِيْ كَرَاسْ كَاشْرِكِيْ نَهْ ثُبَرَادْ“**

الثانية عشرة أَلْتَثِينِيَّةُ عَلَى وَصِيَّةِ رَسُولِ اللهِ

عِنْدَ مَوْتِهِ -

الثالثة عشرة مَغْرِفَةُ حَقِّ اللَّهِ عَلَيْنَا -

الرابعة عشرة مَغْرِفَةُ حَقِّ الْعِبَادِ عَلَيْهِ إِذَا

أَذْوَا حَقَّهُ -

الخامسة عشرة أَنَّ هَذِهِ الْمَسْأَلَةَ لَا يَعْرِفُهَا

أَكْثَرُ الصَّحَابَةِ

السادسة عشرة جَوازُ كِتَمَانِ الْعِلْمِ لِلْمَصلِحَةِ

السابعة عشرة إِسْتِجْبَابُ بَشَارَةِ الْمُسْلِمِ

بِمَا يَسُرُّهُ -

الثامنة عشرة أَلْخَوْفُ مِنَ الْإِتَّكَالِ عَلَى سِعَةِ

رَحْمَةِ اللَّهِ -

التاسعة عشرة قَوْلُ الْمَسْئُولِ عَمَّا لَا يَعْلَمُ

اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ -

العشرون جَوازُ تَخْصِيصِ بَعْضِ النَّاسِ

بِالْعِلْمِ دُونَ بَعْضٍ

۱۲. حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعیت بیان فرمائی۔

۱۳. یہ بھی علوم ہرگی کہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق کیا ہے اور

۱۴. اللہ تعالیٰ پر بندوں کا کیا حق ہے۔

۱۵. یہ بھی علوم ہر اک اس سلسلہ سے بہت سے صحابہ کرام بھی نادیقت تھے۔

۱۶. یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ لگرگئی صدحت کی بنابر کوئی سلسلہ یا بات لوگوں پر ظاہرنہ کی جانے تو کوئی حرث نہیں ہے۔

۱۷. نیز لگرگئی مسلمان کو کوئی اچھی یا خوش کن خبر مٹے تو اس کا دوسروں تک پہنچانا ممکن ہے۔

۱۸. یہ بھی علوم بتاتا ہے کہ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے باشے میں یہ خوف تھا کہ حضرت خداوندی پر بھروسہ کر کے نہ مبیح جائیں اور عمل سے کنارہ کھٹس نہ ہو جائیں۔

۱۹. جس بات کا علم نہ ہوا س کے جواب میں اللہ و رسولہؐ کہنا زیادہ مناسب ہے۔

۲۰. بعض لوگوں کو بتانا اور بعض کو سہتا جائز ہے۔

لِكَبِيرٍ

للحادي والعشرين **تَوَاضُعَةُ لِرَكْوْبِ الْعِمَارِ**
مَعَ الْإِرْدَافِ عَلَيْهِ -
الحادي والعشرين **جَوَازُ الْإِرْدَافِ عَلَى الدَّائِرَةِ** -
الحادي والعشرين **فَضِيلَةُ مَعَاذُ بْنِ جَبَلِ شَهَقَةِ**
الحادي والعشرين **عَظَمُ شَانِ هَذِهِ الْمَسَأَةِ** -



لکھنؤ کتب خانہ

۲۱. یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنے متواضع تھے (کہ گدھ سے پر سوار ہوا کرتے تھے اور اس پر بھی کسی کو اپنے سچے بٹھائیا کرتے تھے)
۲۲. یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سواری پر اپنے ساتھ دوسرے کو بٹھانا جائز ہے۔
۲۳. حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی فضیلت اور برگزی بھی ثابت ہوتی ہے کہ انھیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ سواری پر بٹھاتے ہیں اور ایک ایسی بات بتاتے ہیں جو دوسروں کو بتانا مناسب نہیں)
۲۴. مجموعی طور پر ان آیات اور احادیث سے یہ واضح ہو گیا کہ مسئلہ توحید کتنا عظیم اور مہم باشان ہے۔



لِكِتبِ الْأَنْبِيَاءِ

بَابٌ

فَضْلُّ التَّوْحِيدِ وَمَا يَكْفِي مِنَ الذُّوبِ

وقول الله تعالى : وَ الَّذِينَ آمَنُوا وَ لَمْ يَلْبِسُوا
إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ
وَ هُمْ مُهْتَدُونَ (الأنعام - ٨٢)

عن عبادة بن الصامت رضي الله عنه قَالَ فَتَالَ رَسُولُ اللَّهِ مُصَلِّي اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَهَدَ أَنَّ لَآءَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَريكَ لَهُ وَ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَ رَسُولُهُ وَ أَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَ رَسُولُهُ وَ كَلِمَتُهُ أَقَامَ إِلَى مَرْبِيهِ وَ رُوحُ مِنْهُ وَ الْجَنَّةُ حَيَّ وَ الشَّارُ حَيَّ وَ دَخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةُ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ - (احرجاه)

ولهذا في حديث عتبان : فَإِنَّ اللَّهَ حَرَمَ عَلَى الشَّارِ مَنْ قَاتَلَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَبْتَغِي بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ

توحید کی فضیلت کا بیان توحید تمام گناہوں کو مساوی تھی ہے

ارث اور بادی تعالیٰ سبے:

”حقیقت میں تو امن انھیں کے یہے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان
لاسے اور جنہوں نے پانچ یا سانچھا کو ظلم کے ساتھ آلوہ نہیں کیا۔“
حضرت عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ شہادت دے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی قابل
پرستش نہیں وہ یہ بتا ہے اس کا کوئی شرکیہ نہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ
صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اور یہ شہادت دے
کہ عیین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بندے، اس کے رسول اور مکملۃ اللہ ہیں
جو اس سے حضرت مریم علیہا السلام کی طرف التأفیر میا اور حضرت عیین علیہ السلام
کے روح اللہ ہونے اور جنت اور دوزخ کے برق ہونے کی شہادت فے
ایسے شخص کے اعمال کیسے بھی ہوں اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیگا
اس روایت کو امام بخاری اور سلم دنوں نے بیان کیا ہے۔

نیز حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے (یہ روایت بھی
بخاری اور سلم) دنوں میں ہے، کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جو شخص محض رضاۓ الہی کی خاطر لا الہ الا اللہ کہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر
دوزخ کی آگ حسرا م کر دیتا ہے۔

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه عن رسول الله
 قَالَ فَتَالَ مُوسَى يَا رَبِّ
 عَلِمْتَنِي شَيْئاً أَذْكُرُكَ وَأَدْعُوكَ
 بِهِ فَتَالَ قُلْ يَا مُوسَى لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 قَالَ يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُولُونَ
 هَذَا فَتَالَ يَا مُوسَى لَوْ أَنَّ السَّمَاوَاتِ
 السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِي
 وَالْأَرْضِينَ السَّبْعَ فِي كَفَةٍ
 وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فِي كَفَةٍ
 مَالَتْ بِهِنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 رواه ابن حبان والحاكم وصححه

وللتزمدي وحسنه. عن انس رضي الله عنه سمعت رسول الله
 قَالَ يَقُولُ : فَتَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ -
 يَا بَنَتَ آدَمَ لَوْ أَتَيْتَنِي
 بِقَرَابِ الْأَرْضِ خَطَايَا ثُمَّ
 لَقِيتَنِي لَا تُشْرِكْ بِنَ شَيْئاً
 لَأَتَيْتَكَ بِقُدَّاها مَغْفَرَةً -

ادھر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مولیٰ علیہ السلام نے جناب پاری میں عرض کیا کہ بارہالا اب مجھے وہ طریقہ تعلیم فرماجس سے میں بچھے یاد کروں ، اور بچھے پکاروں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اسے مولیٰ ! لا الہ الا اللہ پڑھا کرو جناب مولیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ، لے پر درودگاری ایک تو تیرے سب بندے پڑھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : اسے مولیٰ ! اگر میرے سدا ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اور ان کی تمام آبادی ایک پڑٹے میں رکھ دی جائے اور دوسرے پڑٹے میں لا الہ الا اللہ ہو تو کلمہ طیبہ والا پڑھان سے بھاری ہو گا ۔ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکمؓ نے روایت کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے ۔

نیز امام ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے اس حدیث کو خوب قرار دیا ہے ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ، میں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سننا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسے ابن آدم ! اگر تو میرے حضور اس حالت میں آتا ہے کہ تیرے گناہوں پر کوری زمین بھر جکی ہو ۔ لیکن تو نے شرک نہ کیا ہو تو میں بچھے تیرے گناہوں کے برابر اپنی بخشش عطا کروں گا



فِيهِ مَسَائِكٌ

سَعَةٌ فَضْلُ اللَّهِ -

الاول:

كَثْرَةُ ثَوَابِ التَّوْحِيدِ عِنْدَ اللَّهِ

الثانية:

تَكْفِيرُ مَعَ ذَلِكَ لِلذُّنُوبِ

الثالث:

تَفْسِيرُ الْأَيَّةِ (٨٢) الْأَقْبَلُ

الرابع:

فِي سُورَةِ الْأَنْجَامِ

تَأْمِيلُ الْخَمْسَةِ التَّوَاعِنِ

الخامسة:

فِي حَدِيثِ عُبَادَةَ

أَثْلَكَ إِذَا جَمَعَتْ بَيْنَهُ

السادسة:

وَبَيْنَ حَدِيثِ عِثْمَانَ

وَمَا بَعْدَهُ تَبَيَّنَ لَكَ

مَغْفِلُ قَوْلٍ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَتَبَيَّنَ لَكَ خَطَا الْمَغْرُوزِينَ

الثَّالِتُ لِلشَّرْطِ الْذِي فِي

السابعة:

حَدِيثِ عِثْمَانَ

كَوْنُ الْأَنْجِيَاءِ يَحْتَاجُونَ

الثامنة:

لِلْكَنْيَةِ عَلَى فَضْلِ لَا إِلَهَ

إِلَّا اللَّهُ -

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم بہت دسیع اور بے پایاں ہے۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک توحید کا اجر و ثواب بہت زیاد ہے۔
- ۳۔ اجر و ثواب کے علاوہ توحیدگانہوں کا کفارہ بھی ہے۔
- ۴۔ سورہ انعام کی آیت ۸۲ میں لفظ ظلم سے مراد بشرک ہے۔
- ۵۔ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو پانچ باتیں مذکور ہیں ان پر خود فکر ضروری ہے۔
- ۶۔ حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اور عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیثوں کو ملکر غور و فکر کیا جائے تو لا الہ الا اللہ کہنے کا صحیح طریقہ معلوم ہوتا ہے کہ:
 ۱۔ زبان سے کہبی دیالا الہ تو کیا حال
 ۲۔ دنگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں لے
 اور یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ جو لوگ صرف زمان سے کلمہ ثپڑ دینا کافی خیال کرتے ہیں وہ غلطی پر ہیں۔

- ۷۔ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ابتخار و جراحت کی جو شرط ہے اس پر خود کرنا ضروری ہے۔
- ۸۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انس بیان ملکیم السلام کر بھی لا الہ الا اللہ کی فضیلت کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت تھی۔

لئے علامہ اقبال رح

الناسعة

الثَّنِيْهُ لِرُجُحَانَهَا بِجَمِيعِ
الْخَلُوقَاتِ مَعَ أَنَّ كَثِيرًا
مِنْ يَقُولُهَا يَخْفِي مِيزَانَهُ

العاشرة

الثَّنِيْهُ عَلَى أَنَّ الْأَرْضَيْنِ
سَبَعُهُ كَالسَّمَوَاتِ

الحادية عشرة

إِشَابُ الْقِسَفَاتِ حِلَافَةً
لِلْأَشْعَرِيَّةِ -

الثانية عشرة

أَنَّكَ إِذَا عَرَفْتَ حَدِيثَ ابْنِ عَرْفَتْ أَنَّ
قُولَهُ فِي حَدِيثِ عِثْبَاتٍ :
فَإِنَّ اللَّهَ حَرَمَ عَلَى النَّارِ
مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
بِسْتَغْفِرَةٍ بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ
أَتَهُ تَرْكُ الشِّرْكِ لَيْسَ
قُولُهَا بِاللِّسَابِ -

الرابعة عشرة

تَأْمَلِ الْجَمِيعَ بَيْنَ كَوْنِ
عِيسَى وَ مُحَمَّدٍ عَبْدِيٍّ
اللَّهُ وَ رَسُولِهِ

کتاب کلام اللہ تھیہ

۹۔ یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ لا الہ الا اللہ کا وزن، مرتبہ اور فضیلت پری
کائنات سے زیادہ ہے۔ اس کے باوجود بہت سے بُلصیبُول کی میزان لا الہ
الا اللہ کہ کہ لینے کے باوجود بُلچی ہوگی۔

۱۰۔ یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ آسمانوں کی طرح زمینیں بھی سات ہیں۔

۱۱۔ نیز یہ بھی کہ زمینوں اور آسمانوں میں آبادیاں ہیں۔

۱۲۔ جناب باری تعالیٰ کے یہ صفات کا ہونا بھی ثابت ہوتا ہے جن سے فرقہ
اشعریہ کے تبعین اختلاف کرتے ہیں۔

۱۳۔ جب آپ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
کی حدیث کے اس حصہ (فَإِنَّ اللَّهَ حَرَمَ عَلَى الْمُتَّارِئِنَ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ بِحِلِّي
بِذَلِكَ وَجْهَ اللَّهِ) کی روشنی میں بھیں گے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ لا الہ
کہنے سے تصور شرک چھوڑنا ہے۔ صرف زبان سے لکھہ پڑ دینا کافی نہیں۔

۱۴۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علیہ السلام
دونوں کو اللہ کا بنہ اور رسول کما گیا ہے (یعنی جس طرح لوگوں نے حضرت علیہ
علیہ السلام کو عبد اللہ ہونے کے باوجود ابن اللہ کہ دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کے سلسلے میں بھی ایسا نہ ہو اس لیے آپ کے عبد اللہ ہونے کی گواہی بھی
 ضروری قرار دی گئی)

كتاب التفسير

مَعْرِفَةُ إِخْتِصَاصِ عِينِي

الخامسة عشرة

- بِكَوْنِهِ كَلِمَةُ اللَّهِ -

السادسة عشرة مَعْرِفَةُ كَوْنِهِ رُوحًا مِنْهُ -

السادسة عشرة مَعْرِفَةُ فَضْلِ الْإِيمَانِ

بِالْجَنَاحَةِ وَ التَّارِ

الثامنة عشرة مَعْرِفَةُ قَوْلِهِ عَلَى مَا كَانَ

مِنَ الْعَمَلِ -

التاسعة عشرة مَعْرِفَةُ أَنَّ الْمِيزَانَ

لَهُ كِفَّافٌ -

العشرون مَعْرِفَةُ ذِكْرِ الوجهِ -

۱۵۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علیہ علیہ السلام کا خصوصی لقب کفٹہ اللہ ہے۔

۱۶۔ نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علیہ علیہ السلام روح الشہدیں ہیں۔

۱۷۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جنت اور دنخ کے موجود ہونے پر ایمان لانا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا لا الہ الا اللہ پر ایمان لانا۔

۱۸۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ حدیث شریف میں ”ما کانَ مِنَ الْمُعْلَمِ“ جو فرمایا گیا ہے اس سے مراد یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر ترکب شرک نہ ہو تو اس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے اور وہ جنت میں داخل ہو گا (ورثہ نہیں)

۱۹۔ ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ترازو کے دو پڑے ہیں۔

۲۰۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لفظ وجہ استعمال کیا گیا ہے۔
(باری تعالیٰ کے یہ صفات موجود ہونے کا شجت)

باب

مَنْ حَقِّقَ التَّوْحِيدَ دَخَلَ الجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ

فَلَمَسْعَدَ إِبْرَاهِيمَ كَانَ أُمَّةً
قَائِمًا لِّلَّهِ حَنِيفًا وَلَمْ يَكُنْ مِّنَ
الْمُشْرِكِينَ (النَّعْلَانِ : ١٢٠)

وَقَالَ : وَالَّذِينَ هُمْ بِرَبِّهِمْ
لَا يُشْرِكُونَ (الثَّمَودُ : ٥٩)

عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ : كُنْتُ عِنْدَ
سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ فَقَالَ : أَيُّكُمْ رَأَى
الْكَوْكَبَ الَّذِي أَنْقَضَ
الْبَارِحةَ ؟ فَقُلْتُ أَنَا شَهَدْ قُلْتُ :
أَمَا إِنِّي لَمْ أَرَكُنْ فِي صَلَاةٍ
وَلَكِفِي لَدِعْتُ . قَالَ فَمَا حَصَنَتَ ؟
قُلْتُ إِرْتَقَيْتُ : قَالَ فَمَا حَمَلَكَ
عَلَى ذَلِيلَ ؟

قُلْتُ : حَدِيثٌ حَدَّثَنَا الشَّاعِرُ
قَالَ مَا حَدَّثَكُمْ ؟ قُلْتُ حَدَّثَنَا
عَنْ بُرَيْدَةَ ابْنِ الْحُصَيْبِ أَنَّهُ قَالَ
لَا رُفِيَّةَ إِلَّا مِنْ عَيْنٍ أَوْ حُمَّةٍ .

جس نے توحید کو اعتقاد اور عمل اخلاقیار کیا وہ
بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو گا

ارثا دباری تعالیٰ ہے:

”حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنی ذات میں ایک پری امت تھے، اللہ کے
مطیع فرمان اور یک نہ، وہ کبھی مشرک نہ تھے“

نیز ارشاد ہے:

اور وہ لوگ جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتے۔

حسین بن عبد الرحمنؑ بیان کرتے ہیں کہ میں جناب سعید بن جبیرؑ کی خدمت
میں حاضر تھا۔ آپ نے حاضرین سے دریافت فرمایا، تم میں سے کسی نہ رات
ستارہ ٹوٹتے ہوئے دیکھا تھا؟ میں نے عرض کیا میں نے دیکھا تھا۔ پھر
میں نے کہا میں اس وقت نمازیں شرک نہ تھا مجھے کسی نہ بڑی لڑائی
نے ڈس لیا تھا۔ آپ نے دریافت فرمایا پھر تم نے کیا کیا؟ میں نے عرض کیا
کیا کہ میں نے دم کرایا تھا۔ آپ نے پوچھا، ایسا کیوں کیا؟ میں نے عرض کیا
اس حدیث کی پناپر جو حضرت شعبیؓ نے ہمیں سنائی تھی۔ آپ نے دریافت
فرمایا، جناب شعبیؓ نے کیا حدیث بیان کی تھی؟ میں نے عرض کیا
کہ جناب شعبیؓ نے حضرت بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ کا یہ قول بیان
کیا کہ نظر بدیا زہری جبیز کے ڈسے ہوئے کے علاوہ دم یا جھاڑ پھونک کسی اور
مرتع پر جائز نہیں ہے۔

قَالَ : وَقَدْ أَحْسَنَ مَنِ اسْتَهَى إِلَى
مَا سَيِّعَ .

وَ لِكِنْ حَدَثَنَا أَبْنُ عَبَّاسٍ
ظَهِيرَةً عَنِ الشَّبِيْهِ أَتَهُ قَالَ -
عُرِضَتْ عَلَىَ الْأَمَمِ فَرَأَيْتُ الشَّبِيْهَ وَ
مَعَهُ الزَّمْطُ وَ الشَّبِيْهَ وَ مَعَهُ
الرَّجُلُ وَ الرَّجْلَابُ وَ الشَّبِيْهُ وَ لَيْسَ
مَعَهُ أَحَدٌ . إِذْ رُفِعَ لِي سَوَادٌ عَظِيمٌ
فَظَنَّتُ أَنَّهُمْ أَمْتَيْ فَقِيلَ لِي
هَذَا مُوسَىٰ وَ قَوْمُهُ . فَنَظَرْتُ فَإِذَا
سَوَادٌ عَظِيمٌ فَقِيلَ لِي هَذِهِ أَمْتَافُ
وَ مَعَهُمْ سَبْعُونَ أَلْفًا يَدْخُلُونَ الجَنَّةَ
يُغَيِّرُ حِسَابٍ وَ لَا عَذَابٌ .

ثُمَّ نَهَضَ فَدَخَلَ مَنْزَلَةَ
فَخَاضَ النَّاسُ فِيَّ أُولَئِكَ
فَقَالَ بَعْضُهُمْ فَلَعْنَاهُمُ الَّذِينَ
صَحَّبُوا رَسُولَ اللَّهِ الْكَبِيرَ وَ قَالَ
بَعْضُهُمْ فَلَعْنَاهُمُ الَّذِينَ وَلَدُوا فِي
الْإِسْلَامِ فَلَمْ يُشْرِكُوا بِاللَّهِ شَيْئًا

لکھاں
لکھاں

حضرت سعید بن جبیر رضي عنہ نے فرمایا کہ جس شخص نے بقنا سنا اور اسی پر اکتفا کیا اس نے اچھا کیا۔

اس کے مقابلے میں ہمیں حضرت ابن عباس رضي الله عنه نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنایا تھا کہ آپ نے فرمایا (شب میدراج) مجھے بہت سی امتیں دکھانی لگیں جن میں میں نے دیکھا کہ بعض انسانوں کے ساتھ تو پوری عجت ہے اور بعض کے ساتھ ایک یاد دخنی ہیں اور کچھ بھی ایسے بھی ہیں جن کے ساتھ ایک شخص بھی نہیں۔ اسی حالت میں اچانک مجھے اپنے سامنے ایک بہت بڑی جماعت نظر آئی۔ مجھے لگاں ہوا کہ یہ میری امت ہو گئی لیکن مجھے بتایا گیا کہ یہ حضرت مولیٰ صلی اللہ علیہ السلام اور ان کی قوم ہے۔ پھر جب میں نے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے اپنے سامنے انسانوں کا ایک جماعت غصیر نظر آیا۔ بتایا گیا کہ یہی آپ کی امت ہے اور ان میں شریعت را فراہد ایسے بھی ہیں جو جنت میں حساب اور سزا کے بغیر داخل کیے جائیں گے۔ اتنا بیان فرمایا کہ آپ اٹھ کر اپنے مجرمہ مبارکیں تشریف لے گئے۔ اس وقت میں حاضرین ان خوش بختوں کے باسے میں قیاس آرائیا کرنے لگے جو بلا حساب جنت میں داخل ہوں گے۔

بعض کا خیال تھا کہ غالباً یہ وہ لوگ ہیں جن نہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا شرف حاصل ہے۔ بعض کی رائے تھی کہ غالباً یہ وہ لوگ ہوں گے جو اسلام میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے کبھی شرک نہیں کیا کچھ لوگوں نے

وَذَكَرُوا أَشْيَاءَ - فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ
 رَسُولُ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ هُمْ
 الَّذِينَ لَا يَسْتَرْفُونَ وَلَا يَكْتُونَ
 وَلَا يَتَطَهَّرُونَ وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ
 فَقَامَ عُكَاشَةُ ابْنُ مَحْصِنٍ فَقَالَ
 أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلِنِي مِنْهُمْ
 قَالَ أَنْتَ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ أَخْرُ
 فَقَالَ أَدْعُ اللَّهَ أَنْ يَجْعَلِنِي
 مِنْهُمْ فَقَالَ سَبَقْتَ بِهَا عُكَاشَةُ -

فيهم مسائل

الاول: مَعْرِفَةُ مَرَاتِبِ التَّائِسِ
 فِي التَّوْحِيدِ -

الثانية: مَا مَعْنَى تَحْقِيقِهِ -
 الثالثة: شَنَاءُهُ سُبْحَانَهُ عَلَى
 إِبْرَاهِيمَ بِكَرِيهِ لَهُ يَكُتُّ
 مِنَ الْمُشْرِكِينَ -

الرابعة: شَنَاءُهُ عَلَى سَادَاتِ الْأَوْلِيَاءِ
 إِسْلَامَتْهُمْ مِنَ الشِّرِّ -

کتابِ کلینیک

مزید مختلف آراء کا اظہار کیا۔ ہم لوگ انہی باتوں میں مصروف تھے کہ نبی کیم
صلی اللہ علیہ وسلم والپس تشریف لے آئے اور آپ کی خدمت میں یہ آزاد
پیش کی گئیں تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو نہ جھاڑ پھونک کرتے
ہیں اور نہ پانچھوسوں کو دخواستی ہیں اور نہ برداشتگوں لیتے ہیں۔ بلکہ
وہ صرف اپنے اللہ برپا کی کرتے ہیں۔

یہ کر حضرت عکاشہ بن محسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض
کیا یا رسول اللہؐ عا یکجیئے۔

اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل کر دے۔ آپ نے فرمایا تم انہی میں
سے ہو پھر ایک اور شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ سیرے لیے بھی یہی
دعا یکجیئے۔ آپ نے فرمایا دعا کے معاملے میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے

اس باب میں مسند درج ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ : توحید کے معاملے میں لوگوں کے درجے اور
مرتبے مختلف ہیں۔ (مثلاً حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت بڑے موحد تھے
یہ بھی سترہ چلتا ہے کہ توحید کو حقیقی معنی میں اپنی زندگی میں سونے کا کیا سفہوں ہے۔)
- ۲۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس بنیا پر تعریف کی ہے کہ ان کا
وامن کسی بھی شرک سے آلوہ نہ ہوا ۱ ﴿ وَلَعِيَكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾
- ۳۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بلند مرتبہ دوستوں کی شرک سے محظوظ رہنے کی بس پر
تعریف و توصیف کی ہے۔

لِكَافِ لِلْجَهَنَّمِ

كَوْنُ تَرَكِ الرُّقِيَّةِ وَ الخامسة
الْكَيْ مِنْ تَحْقِيقِ التَّوْحِيدِ
كَوْنُ الْجَامِعِ لِتِلْفَ السادسة
الْخِصَالِ هُوَ التَّوَكِّلُ -
عُمُّقُ عِلْمِ الصَّحَابَةِ السابعة
لِمَعْرِفَتِهِمْ أَنَّهُمْ لَمْ يَسْأَلُوا
ذَلِكَ إِلَّا يُعَمِّلُ -

حِرْصُهُمْ عَلَى الْخَيْرِ الثامنة
فَضْيَلَةُ هَذِهِ الْأُمَّةِ النinthة
بِالْكَيْتَيَّةِ وَالْكَيْنِيَّةِ -
فَضْيَلَةُ أَصْحَابِ مُوسَى العاشرة

عَرَضُ الْأَمَمِ عَلَيْهِ الحادية عشرة
أَنَّ كُلَّ أُمَّةٍ تُحَشَّرُ الثانية عشرة
وَحْدَهَا مَعَ نَيْمَهَا
قَلَّةٌ مِنْ اسْتَحْجَابَ الثالثة عشرة
لِلْأَنْتِيَاءِ -
أَنَّ مَنْ لَمْ يُجِنِّهِ أَحَدٌ الرابعة عشرة
يَأْتِي بِوَحْدَةٍ

گلوب کتب

- ۵۔ حقیقی توحید یہ ہے کہ ٹوپنے ٹوپکے اور دخوانے کے ذریعہ علاج اور اسی قسم کی دیگر مدد ابیرا خستیاں نہ کی جائیں۔
- ۶۔ مذکورہ بال تمام خوبیوں کو خود میں پیدا کرنے کا نام ہی تو حمل ہے۔
- ۷۔ صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم کے علم کی گمراہی کا پتہ چلتا ہے کہ وہ یہ بات جانتے تھے کہ عمل طے کے بغیر توحید کا مل نہیں ہو سکتی۔

- ۸۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیر اور بھلائی کے کاموں پر یہ کتنی رُغبت رکھتے تھے۔
- ۹۔ اُمّتِ محمدیہ کی فضیلت کہ اس اُمّت کے افراد تعداد میں بھی سب سے زیادہ ہو گے اور ان میں سے بہت سے حساب اور سزا کے بغیر جنت میں اُخْل ہوں گے۔
- ۱۰۔ رسول اللہ علیہ السلام کے ساتھیوں کی فضیلت (کہ وہ بھی کثیر تعداد میں ہو گئے)

- ۱۱۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمام اُمّتوں کا کپشیں کیا جانا۔
- ۱۲۔ مسید ابن حشر میں بر اُمّت اپنے اپنے بنی کے ہمراہ ہو گی۔
- ۱۳۔ انبیاء علیہم السلام کی دعوت کو قبول کرنے والے نسبتہ کم ہیں۔
- ۱۴۔ جس بنی کی کی دعوت ایک شخص نے بھی قبول نہیں کی۔ وہ تنہا مسید ابن حشر میں حاضر ہو گا۔

لِكَابِلِ الْمُهَبَّةِ

الخامسة هَذَا الْعِلْمُ وَ هُوَ
عَدْمُ الْإِغْتِرَارِ بِالْكَثْرَةِ
وَ عَدْمُ الرَّهْنِ فِي الْقِلَّةِ
السادسة الرُّخْصَةُ فِي الرُّفَيْةِ مِنَ
الْعَيْنِ وَ الْحُمَّةِ -

السبعين عُقُوفُ عِلْمِ السَّلَفِ لِقُولِهِ
(قد أَحْسَنَ مِنْ اسْتِهْنَى إِلَى مَا سَيَعْ وَلَكِنْ
كَذَا وَ كَذَا) فَعُلِمَ أَنَّ الْحَدِيثَ
الْأَقْلَلُ لَا يَحْالِفُ الثَّافِ

الثامنة بُعْدُ السَّلَفِ عَنْ مَدْحِ الْإِنْسَانِ
بِمَا لَيْسَ فِيهِ
قوله : " أَنْتَ مِنْهُ " عَلَمَ
مِنْ أَعْلَمِ الْمُبْتَدَأَةِ
فَضِيلَةُ عُكَاشَةٍ
العشرون
إِسْتِعْمَالُ الْمَعَارِيفِ
الحادي والعشرين
حُسْنٌ حُلْقِهِ

لکھنؤیہ کتاب

- ۱۵۔ اس حدیث میں جو خاص بات بتائی گئی ہے، یہ ہے کہ نکثرت تعداد پر مخواہ ہونا چاہیے اور نہ قلت تعداد سے دل برداشتہ۔
- ۱۶۔ نظر بد اور زہر میلے کی طرف کے ڈسنس پر فم اور منتر کی اجازت ہے۔
- ۱۷۔ حضرت سعید بن جبیرؓ کے یہ کہنے سے کہ جس نے جتنا سنا اور اُسی پر عمل کیا، اُس نے اچھا کیا۔ ان بزرگوں کے تبحیر علی کا پتہ چلتا ہے، اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نقطہ نکاح سے دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں۔
- ۱۸۔ سلف سالحین بلا استحقاق کسی کی مدح و شاشش نہیں کیا کرتے تھے۔
- ۱۹۔ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ سے یہ ارشاد فرمانا کہ تم ان میں سے ہو، آپ کی علامات ثبوت میں سے ہے۔
- ۲۰۔ حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت بھی معلوم ہوتی ہے۔
- ۲۱۔ ضمناً یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذو معنی کلام استعمال فرمایا کرتے تھے۔ (گویا ایسا کرنا جائز ہے)
- ۲۲۔ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حُجَّۃِ حُنْدَن۔

لِكِبْلَةِ الْكَبِيرِ
بَابٌ

الْخَوْفُ مِنَ الشَّرِّ

**إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ
يُشْرِكَ بِهِ وَ يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ
لِمَنْ يَشَاءُ . (السَّادَة: ٤٨)**

وقال الخليل عليه السلام : واجْنِبْنِي وَبَنِي
أَنْ تَعْبُدَ الْأَصْنَامَ . (ابن ميمون: ٢٥)

وَعَنْ أَبْنَى مُسْعُودٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
قَالَ مَنْ مَاتَ وَ هُوَ يَدْعُوا
مِنْ دُونِ اللَّهِ بِنِدَادَ حَلَّ الْبَارَ (رواية البخاري)

وَلِسْمَعْنَ جَابِرٍ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
قَالَ مَنْ لَقِيَ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ
بِهِ شَيْئًا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَ مَنْ لَقِيَهُ
يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ النَّارَ .

بُشَرَك سے ڈُرنا ضروری ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

بِسْ اَللّٰهِ شَرِيكَ هٰبِي كُو مُعافٌ نہیں کرتا۔ اس کے مابین و دوسرے جس قدر
گناہ ہیں وہ جن کے لیے چاہتا ہے، مُعافٌ کر دیتا ہے۔

نیز قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کا ذکر ہے کہ
”لَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِأَنْتَ أَنْتَ أَنْجِلُ عَذَابَ هَذِهِ الْأَرْضِ“

بی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے تمہارے بارے میں سب سے زیادہ
خوف شرک اصغر سے ہے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ بُشَرَك اصغر کیا ہے؟

اپ نے فرمایا : ریاء

نیز صحیح بخاری میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے :

آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اس حالت میں مرا کہ کسی
غیر اللہ کو اللہ کا شرکیہ اور ہمراں کر اسے پکارتا اور اس سے مدد طلب
کرتا تھا (اور توہہ نہیں کی) وہ سیدھا جہنم میں جائے گا۔

او. صحیح سلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے :

آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ تعالیٰ کے حضور اس حالت میں
پیش ہوا کہ اس کا داہن بُشَرَك سے پاک تھا وہ جنت میں جائے گا، اور
جو شرک کرتا رہا اور اسی حالت میں مر گیا، وہ جہنم میں جائے گا۔

كتاب الظاهر

فِيهِ مَسَائِلٌ

الخُوفُ مِنَ الشَّرِكِ -

الاول

أَنَّ الرِّبَّاَةَ مِنَ الشَّرِكِ -

الثانية

أَنَّهُ مِنَ الشَّرِكِ الْأَمْفَرِ -

الثالث

أَنَّهُ أَخْفَى مَا يَخَافُ مِنْهُ

الرابع

عَلَى الصَّالِحِينَ -

الخامس

قُرْبُ الْجَمَّةِ وَ التَّارِ -

السادس

الْجَمَعُ بَيْنَ قُرْبِهِمَا فِي حَدِيثٍ وَاحِدٍ -

السابع

أَنَّهُ مَنْ لَقِيَ لَا يُشَرِّكُ بِهِ

شَيْئًا دَخَلَ الْجَمَّةَ وَ مَنْ

لَقِيَ يُشَرِّكُ بِهِ شَيْئًا دَخَلَ

الْتَّارَ وَ لَوْ كَانَ مِنْ أَغْبُدِ

الْتَّارِ -

الثامنة

الْمَسْنَلَةُ الْمَظِيَّةُ سُؤَالُ الْخَلِيلِ

لَهُ وَ لِبَنِيهِ وَ قَاتِلَةُ عِبَادَةِ الْأَصْنَامِ -

التاسع

إِعْتِبَارُهُ بِعَالِ الْأَكْثَرِ لِقولِهِ:

رَبِّ إِنْهُنَّ أَضْلَلَنَ كَثِيرًا

مِنَ التَّارِ -

العاشر

فِيهِ تَفْسِيرٌ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

كَمَا ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ

فَضِيلَةُ مَنْ سَلَمَ مِنَ الشَّرِكِ -

الحادي عشرة

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ شرک سے ڈرنا ضروری ہے۔
- ۲۔ ریا، بھی ایک قسم کا شرک ہے۔
- ۳۔ ریا، شرک صغر ہے۔
- ۴۔ ریا، ہی دُہ چیز ہے جس کا نیک لوگوں کے بارے میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ خطرہ تھا۔
- ۵۔ جنت اور جہنم دونوں بہت قریب ہیں۔
- ۶۔ جنت اور جہنم کے قرب کو ایک ہی حدیث میں جمع کر دیا گیا ہے۔
- ۷۔ جو شخص شرک کیے بغیر اللہ تعالیٰ سے ملے گا وہ جنت میں جائے گا۔ اور جو شرک کی آلوگی لیے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش ہوگا، وہ جہنم میں جائے گا، خاہ کیسا بھی عابد و زاہ کیوں نہ ہو۔
- ۸۔ سب سے ابھم اور بڑا نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی یہ دُعاء لگی ہے کہ اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو شرک سے بچا۔
- ۹۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوسرا سے بہت سے لوگوں کی حالت سے عبرت حاصل کرنا اور یہ کہنا کہ لے رب ان بتاؤ نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔
- ۱۰۔ اس میں کلمہ لاَ إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی تفسیر موجود ہے جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا ہے۔
- ۱۱۔ شرک سے محفوظ رہنے والے شخص کی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

لِكَلْمَبِ الْجَنِيدِ

بَابٌ

الدُّعَاءُ إِلَى شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

فَقُلْ مَذِهْ سَيْلِيْ أَدْعُوا إِلَى اللَّهِ فَ
عَلَى بَصِيرَةِ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ
وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ (بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

عَنْ أَبْنَى عَبَّاسٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
لَمَّا بَعَثَ مَعَاذًا إِلَى الْيَمَنِ قَالَ لَهُ
إِنَّكَ تَأْتِيْ قَوْمًا مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ فَلَا يَكُنْ أَوَّلَ مَا تَدْعُهُمْ
إِلَيْهِ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَفِي رَوْاْيَةِ إِلَيْهِ أَنْ يَعْبُدُوا اللَّهَ
فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكُمْ لِذَلِكَ فَاعْلَمُهُمْ أَنَّ
اللَّهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ
فِي كُلِّ يَوْمٍ وَ لَيْلَةٍ ، فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكُمْ
لِذَلِكَ فَاعْلَمُهُمْ أَنَّ اللَّهَ افْتَرَضَ
عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ
فَتَرَدُّ عَلَى فُقَرَاءِهِمْ - فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوكُمْ
لِذَلِكَ فَإِيَّاكَ وَ كَرَبَّاهُمْ أَمْوَالَهُمْ
وَ اثْقِ دَعْرَةَ الْمَظْلُومِ فَإِنَّهُ لَيْسَ
بَيْنَهَا وَ بَيْنَ اللَّهِ حِجَابٌ - احْجَابٌ

باقی

شہادت لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَيْ تَبْلِغُ دُعَوَتْ كَابِیَانْ

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راست تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں
میں خود بھی پوری روشنی میں اپناراستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی۔
اور اللہ پاک ہے۔ اور شرک کرنے والوں سے میرا کوئی واسطہ نہیں۔“
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو میں کا حاکم بننا کر رواز کیا تو
آپ نے ان سے فرمایا تھا۔ اسے معاذ! تمہارا سامنا اہل کتاب
سے بھی ہو گا لہذا تمہارا طلاق کاری ہونا چاہیے کہ سب سے پہلا نہیں دعویٰ
دو کوہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی شہادت دیں۔ ایک دوسرا میری روایت میں یہ الفاظ
ہیں: انہیں دعوت دو کہ اللہ کی وحدانیت کا اقرار کر لیں۔ اگر وہ توحید کا
اقرار کرنے میں تمہاری اطاعت کر لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے
دن اور رات کے چوبیں گھنٹوں میں ان پر پائچ نمازیں فرض کی ہیں۔
اگر وہ یہ بات مان لیں تو پھر انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے مال
میں زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے وصول کی جاوے گی
اور انہی کے غریبوں میں سکینتوں میں تقسیم کی جاتے گی۔ پھر اگر وہ ادلتے نہ کوئی
کے لیے بھی آمادہ ہو جائیں تو ان کے بہترین مال کو باہم نہ لگانا اور مظلوم
کی آہ سے ڈرتے رہنا کہ مظلوم کی فریاد اور ذات باری تعالیٰ کے درمیان
کوئی پرده حائل نہیں ہے۔ یہ روایت بخماری اور مسلم دونوں میں ہے۔

وَلَهَا عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
 قَالَ يَوْمَ خَيْرٍ لِأَعْطِينَ الرَّاِيَةَ
 غَدَّا رَجُلًا يُحِبُّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ
 اللَّهُ وَرَسُولُهُ يَقْتَعِنَ اللَّهُ عَلَى يَدَيْهِ فَبَاتَ
 النَّاسُ يَدْوِكُونَ لِيُلَتَّهُمْ أَيُّهُمْ
 يُعْطَاهَا ؟ فَلَمَّا أَصْبَحُوا غَدَّوْا عَلَى
 رَسُولِ اللَّهِ كُلُّهُمْ يَرْجُو أَنْ
 يُعْطَاهَا - فَقَالَ أَيْنَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ طَالِبٍ ؟
 فَقِيلَ هُوَ يَشْتَكِي عَيْنِيهِ فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ
 فَأَتَى بِهِ فَبَصَقَ فِي عَيْنِيهِ وَ دَعَاهُ
 فَبِرًا كَانَ لَمْ يَكُنْ بِهِ وَجَعٌ -
 فَأَعْطَاهُ الرَّاِيَةَ فَقَالَ أَنْفَذْ عَلَى
 رِسْلِكَ حَتَّى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ -
 ثُمَّ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ وَ أَخْبِرُهُمْ
 بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللَّهِ تَعَالَى
 فِيهِ - فَرَأَ اللَّهُ لَا نَ يَهْدِيَ اللَّهُ يُلْهِ
 رَجُلًا وَاحِدًا خَيْرُ الْكَافِرِ مِنْ حُمْرِ
 النَّعْمَ :

يَدْوِكُونَ أَيْنَ يَخُوضُونَ " ۝

اسی طرح بخاری اور مسلم دونوں میں حضرت سمل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ غرہ خبیر کے دوران ایک دن آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کل میں پرچم ایسے شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول بھی اسے محبوب رکھتے ہیں اور اسی کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ خبر فتح کرائے گا۔ رات بھر صحابہ کرام ضمحل اللہ علیہم اس منskم پر قیاس آتا یاں کرتے رہتے ہے کہ پرچم کس کو دیا جاتے گا۔ دوسرے دل صبح کے وقت تڑکے ہی تمام صحابہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت میں حاضر ہو گئے۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ پرچم اسے عطا کیا جاتے۔ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کے باسے میں دریافت فرمایا کہ وہ کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا کہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے آپ کے حکم کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بولایا گیا۔ جب حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ حاضر حضرت ہوتے تو آپؓ نے اپنا العاب در ہن حضرت علیؓ کی آنکھوں میں ڈالا اور دعا فرمائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اسی وقت اس طرح تند رست ہو گئے کہ کیا آپؓ کو کتنی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر آپؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پرچم عطا فرمایا اور حکم دیا کہ اٹھیناں اور وقار سے مجاہدین کو ساتھ لے کر چل پڑو اور خبیر کے سامنے جا کر دم لو وہاں پہنچنے کے بعد سب سے پہلے اخیں اسلام کی دعوت دینا اور اللہ تعالیٰ کے وہ حقوق بتانا جو ازروتے اسلام ان پر عامد ہوتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر ایک شخص بھی تمہارے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا تو یہ تمہارے لیے سُرخ اونٹوں کے حصول سے کہیں بہتر ہے۔

حدیث میں لفظ "ندوکون" استعمال ہوا ہے اس کے معنی غور و فکر و سوچ بچا کرنا ہے۔

فِي مَسَائِلٍ

الاول: أَنَ الدُّعَةَ إِلَى اللَّهِ طَرِيقٌ

مِنْ أَثْبَعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّدَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

الثانية: أَثْنَيْهُ عَلَى الْإِخْلَاصِ لِأَنَّ

كَثِيرًا لَوْ دَعَا إِلَى الْعَقْ فَهُوَ

يَدْعُوا إِلَى نَفْسِهِ .

الثالث: أَنَ الْبَصِيرَةَ مِنَ الْفَرَائِضِ .

الرابعة: مِنْ دَلَائِلِ حُسْنِ التَّوْحِيدِ أَنَّهُ

تَنْزِيهُ اللَّهُ تَعَالَى عَنِ الْمُسَبَّبَةِ .

الخامسة: أَنَّ مِنْ قُبْحِ الشَّرِكِ كُونَةُ

مُسَبَّبَةُ اللَّهِ .

السادسة: وَ هِيَ مِنْ أَهْمَهَا : إِبْرَادُ

السُّلْطَنِ عَنِ الْمُشْرِكِينَ

لَا يُصِيرُ مِنْهُمْ وَ لَوْ لَمْ يُشْرِكُ

كُونُ التَّوْحِيدِ أَوْلُ وَاجِبٍ .

السابعة: أَنَ يَبْدَا بِهِ قَبْلَ حُكْمِ شَفَاعَةِ

حَقِّ الْعَلَوَةِ -

الثامنة: أَنَ مَغْفِفَةً : أَنْ يُؤَجِّدُوا اللَّهَ

مَغْفِفَةً شَهَادَةً : أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ .

اس باب میں مندرجہ ذیل سوالات ہیں

- ۱۔ اللہ کی طرف دعوت دینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کا طرفی کارا اور لا حکم عمل ہے۔
- ۲۔ دعوت الی اللہ میں اخلاص نیت پر بطور خاص زور دیا گیا ہے اس لیے کہ بہت سے لوگ بغاہر حق کی دعوت دینے کا ہونی کرتے ہیں لیکن واقعیت اس کے پر دے میں وہ اپنی ذات کی پرتش کراتے ہیں۔
- ۳۔ دعوت الی اچھی کے لیے دین کی پوری بصیرت کا ہنا بھی فرض ہے۔
- ۴۔ اچھی اور مکمل توحید کی نشانی ہے کہ ذات باری تعالیٰ کو ہر طرح کے نقص عیب سے پاک نہ جائے۔
- ۵۔ شرک کے پڑا ہونے کا سبب یہی ہے کہ شرک ذات باری تعالیٰ کے لیے نقص و عیب ثابت کرنے کے متزادف ہے۔
- ۶۔ اور سب سے اہم مسترد یہ ہے کہ مسلمانوں کا مشکل کو سے گورہ سہنا ضروری ہے کہ کہیں ان سے میل جل کے باعث ہر کب شرک نہ ہونے کے باوجود ان کا شمار بھی مشکل کوں میں نہ ہو۔
- ۷۔ توحید اختیار کرنا سببے پہلا فرض ہے۔
- ۸۔ اسلام کی دعوت دینتے وقت ہر چیز حق کی نماز سے بھی پہلے توحید کی دعوت دی جائے۔
- ۹۔ حدیث میں آن یَوْجِدُوا اللَّهَ جو کہا گیا ہے اس سے مُرَاوِلًا إِلَّا إِلَّا اللَّهُ کی شہادت دینا ہے یعنی ذات باری تعالیٰ کی کیتالی اور توحید کا دل سے اعتراف کرنا۔

العاشرة أَنَّ الْإِنْسَانَ قَدْ يَكُونُ

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَهُوَ
لَا يَعْرِفُهَا أَوْ يَعْرِفُهَا وَلَا يَعْلَمُ بِهَا.

الحادية عشرة الْتَّنِيَّةُ عَلَى التَّعْلِيمِ بِالتَّدْبِيرِ

الثَّانِيَّةُ الْبَدَاءَةُ بِالْأَمْمَةِ فَالْأَمْمَةُ -

الثَّالِثَّيَّةُ مَصْرِفُ الرَّكْوَةِ -

الرَّابِعَيَّةُ كَشْفُ الْعَالَمِ الشَّبَهَةِ عَنِ التَّعْلِيمِ

الخامسَيَّةُ الْتَّهْفُ عنْ كَرَابِيِّ الْأَمْوَالِ -

السادسَيَّةُ إِتْقَاءُ دَعْرَةِ الْمَظْلُومِ -

السَّابُعَيَّةُ الْإِخْبَارُ بِأَنَّهَا لَا تُحَجَّبُ -

الثَّامِنَيَّةُ مِنْ أَدَلَّةِ التَّوحِيدِ مَا حَرَى عَلَى

سَيِّدِ الرُّسُلَيْنَ وَ سَادَاتِ الْأُولَيَاءِ
مِنَ الْمَشَقَّةِ وَ الْجُحُوعِ وَ الْوَبَاءِ -

الثَّالِثَّيَّةُ قَوْلُهُ : "لَا أَعْمَلُ يَتَّ - التَّرَاهَةَ - عَلَمٌ

مِنْ أَعْلَامِ التَّسْبِيَّةِ -

العشرون تَفْلِهَ فِي عَيْنِيْهِ عَلَمٌ مِنْ

أَعْلَامِهَا أَيْضًا -

الحاديَّةُ وَالعشرون فَضْيَّلَةُ عَلَيْهِ

- ۱۰۔ اپنے کتاب میں بھی ایسے لوگ میں جو توحید کرنے والیں سمجھتے ہیں تو اس پر عمل نہیں کرتے۔
- ۱۱۔ تعلیم و تلقین میں ترتیب و تدریج ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
- ۱۲۔ سب سے پہلے سب سے اہم بات بتائی جاتے پھر وہ جواہمیت کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہوا و پھر تیسرا درجہ کی علی ہذا القیاس۔
- ۱۳۔ نکوہ وصول کرنے اور صرف کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے جس علاقہ کے مالداروں سے وصول کی جاتے اسی علاقہ کے غرباً میں تقسیم کی جاتے۔
- ۱۴۔ استاد کو چاہیے کہ طالب علم کے شہادت فور کرے۔
- ۱۵۔ نکوہ وصول کرتے وقت لوگوں کا عمدہ مال حاصل کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔
- ۱۶۔ مظلوم کی فریاد سے ڈرتے رہنا ضروری ہے۔
- ۱۷۔ یہ بھی بتایا گیا ہے کہ مظلوم کی فریاد اور عرش الٰہی کے دریان کوئی پردہ مائل نہیں ہے۔
- ۱۸۔ حقیقی موحد ہونے کی نشانی را، توحید کی مشقتوں کو برداشت کرنا اور بُوک پیاس اور یماریوں کو اسی صبر و استقامت سے جھیلانا ہے جو کاموں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام صوان اللہ علیم کی مبارک زندگیوں میں ملتا ہے۔
- ۱۹۔ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کل اس شخص کو ریجم دوں گا جس کے ہاتھ پر خیرخواہ ہو گا۔ اسلام امت نبوت میں سے ہے۔
- ۲۰۔ آپ کا حضرت علی وصی اللہ عنہ کی آنکھ میں اپنا عاپ ڈین ڈالنا اور ان کا تندروست ہو جانا بھی علماء نبوت میں سے ہے۔
- ۲۱۔ حضرت علی وصی اللہ عنہ کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

الثانية والعشرون فَضْلُ الصَّحَابَةِ فِي دُوْكِهِمْ
الثالث والعشرون تِلْكَ الْيَلَةُ وَ شُفِّلَهُمْ عَنْ
الرابعة والعشرون بَشَارَةُ الْفَتْحِ -

الخامسة والعشرون الْأَيْمَانُ بِالْقَدْرِ لِحُصُولِهَا
السادسة والعشرون لِئَنْ لَمْ يَسْعُ لَهَا وَ مَنْعِهَا
السابعة والعشرون عَنْتَ سَفِيٌّ -

الثانية والعشرون الْأَذَدْبُ فِي قَوْلِهِ : " عَلَى رِسْلِكَ "
الخامسة والعشرون الْدَّعْوَةُ إِلَى الإِسْلَامِ قَبْلَ الْقِتَالِ -
السادسة والعشرون أَنَّهُ مَشْرُوعٌ لِئَنْ دُعُوا قَبْلَ
السبعين ذَلِكَ وَ قُوْتِلُوا -

السبعين الْدَّعْوَةُ بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهِ " أَخِرُهُمْ
الثامنة والعشرون الْمَعْرِفَةُ بِعِنْتِ اللَّهِ فِي الإِسْلَامِ -
الحادية والعشرون ثَوَابُ مَنْ اهْتَدَى عَلَى يَدِيهِ
الحادية والعشرون يَجْلُّ وَاحِدٌ -
الحادية والعشرون الْحَلْمُ عَنْ الْفَتَيَا -

نکاح کا لذت پوری

- ۲۲۔ صحابہ کرام کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ تمام رات یہی سوچتے ہے کہ یک یہی کل کس خوشخت کو چشم عطا ہوتا ہے اور کس کے ہاتھوں فخر خبر کی بشار پوری ہوتی ہے۔
- ۲۳۔ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے کہ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کی جیون کے حصول کی کوشش نہیں کرتا لیکن اسے مل جاتی ہے دوسرا کوشش کے باوجود محروم رہ جاتا ہے۔
- ۲۴۔ آن حدت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ الحمایان اور وقار سے جاؤ علی رسلِ اللہ آداب جنگ کی تعلیم ہے۔
- ۲۵۔ رذاق شروع کرنے سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دینا ضروری ہے۔
- ۲۶۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس قوم کو لدکا را جائے جن سے جنگ کی جاتے ان کا یہ قانونی حق ہے کہ جنگ سے پہلے ان کے سامنے دعوت اسلام پیش کی جاتے۔
- ۲۷۔ آپ کے اس ارشاد سے کہ "أَنْبَرُهُمْ بِمَا يَحْبُبُ اللَّهُ عَزَّوَجَّا هُنَّا" ان کے فرائض بتاتے جائیں تیثابت ہوتا ہے کہ دعوت حکمت دانی سے پیش کی جاتے۔
- ۲۸۔ یہ معرفت بھی حاصل ہوتی ہے کہ اسلام میں حقوق اللہ کیا ہیں۔
- ۲۹۔ جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام قبول کر لے اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔
- ۳۰۔ فتویٰ پر قسم کھانا جائز ہے۔

لِكُلِّ الْجَنَاحِ

بَابٌ

تَفْسِيرُ التَّوْحِيدِ وَشَهادَةُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

وَلَا شَرِيكَ لَهُ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ

يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيَّهُمْ
أَقْرَبُ وَ يَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَ يَخَافُونَ
عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ
مَحْذُورًا ○ (بِحِسَابِ مِيل : ٥٤)

قُلْهُ وَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَأَبِيهِ
وَ قَوْمِهِ إِنِّي بَرَآءٌ مِّمَّا تَبْدُونَ ○
إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِيْنِ ○
وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ○ (النَّعْدُ : ٢٣، ٢٧، ٢٩)

وَقُولُهُ : إِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ

أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ - (الْعَيْنَةُ : ٣١)

وَقُولُهُ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ

دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَعِتْ اللَّهِ

وَ الَّذِينَ أَمْنَوْا أَشَدُ حُبَّا

لِلَّهِ - (الْبَقْرَةُ : ١٩٥)

لکھنی کتاب

باق

توحید کی تفہیر اور شہادت لا إله إلا الله دینے کا مفہوم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”جن کو بی پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا
ویسیہ ملاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جائے اور وہ اس
کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خالف ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ یہ سے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے
کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میرا تعلق صرف
اس سے ہے جس نے مجھے پہیا کیا وہی سیری زندگی کرے گا اور ابراہیم
علیہ السلام ہی کلام اپنے بھیچے اپنی قوم میں چھوڑ گئے تاکہ وہ اس کی طرف
رجوع کریں۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اثر کے سوا اپنے رب بنایا ہے۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سو ادو رسول کو اس کا ہمسرا اور متر مقابل بناتے
ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں صبیی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے
حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر انہ کو محظوظ رکھتے ہیں۔“

وَ فِي الصَّحِّحِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ كَفَرَ بِمَا
يُبَشِّدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَمَ
مَالُهُ وَدَمُهُ وَ حِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ
وَ شَرْحُ هَذِهِ التَّرْجِمَةِ . مَا بَعْدَهَا
مِنَ الْأَبْوَابِ .

فِيهِ أَكْبَرُ الْمَسَائِلِ وَ أَمْثَلُهَا
وَ هِيَ تَفْسِيرُ التَّوْحِيدِ وَ تَفْسِيرُ
الشَّهَادَةِ وَ بَيْنَهَا يَأْمُورُ وَ اخْضَعُهُ .
مِنْهَا : أَيَّةُ الْأَسْرَارِ بَيْنَ
فِيهَا الرَّتَّةُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ
يَدْعُونَ الْعَذَابَ الْعَيْنَ .
فِيهَا : بَيَانُ أَنَّ هَذَا نُورُ
الشِّرْكِ الْأَكْبَرِ .
وَ مِنْهَا : أَيَّةُ بَرَاءَةِ ، بَيَّنَ
فِيهَا أَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ
إِتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا

صحیح مسلم میں ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لا الا اللہ کا قرآن کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے سوا جن کی عبادت کی جاتی ہے ان سے کفر و انکار کیا اس کا جان و مال محفوظ ہو گیا (دنیا میں) البتہ اسکے اعمال کا حساب (آخرت میں) اللہ تعالیٰ کے پر دے ہے۔
ذکر و بالا آیات و احادیث کی شرح آئندہ ابواب میں آتے گی۔

۱۔ ان میں جو سب سے اہم اور بڑا مسئلہ بیان ہوا ہے وہ توحید اور کلمۃ شہادت کی تغیریت ہے، جسے صاف الفاظ میں جنبداتوں سے واضح کیا گیا ہے انہیں یک سُرہ اسراء کی وہ آیت ہے جس میں مشرکوں کے اس طرزِ غل کو غلط اور ناجائز قرار دیا گیا ہے کہ وہ مصائب و مشکلات میں اپنے صاحبوں کو پکارتے ہیں گویا یہی شرکِ اکبر ہے۔

۲۔ دوسرے سورہ توبہ کی وہ آیت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علماء اور پیروں کو اپنا رب بنالیا تھا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گی تھا کہ وہ صرف ایک معبود اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں اس آیت کی

مِنْ دُونِ اللَّهِ وَ بَيْنَ
 أَنَّهُمْ لَمْ يُؤْمِنُوا إِلَّا يَأْنَ يَعْبُدُوا
 إِلَهًا وَاحِدًا مَعَ أَنْ تَفْسِيرُهَا
 الَّذِي لَا إِشْكَالَ فِيهِ طَاعَةُ
 الْعُلَمَاءِ وَ الْعُبَادُ فِي الْعَصِيَّةِ
 لَا دُعَاءُهُمْ إِلَيْاهُمْ -

وَ مِنْهَا : قَوْلُ الْخَلِيلِ عَلَى التَّلِيمِ
 لِلْكُفَّارِ : "إِنَّمَا يَرَءُ مِمَّا
 تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَ -
 فَاسْتَشْفَى مِنْ الْمَعْبُودِينَ رَبَّهُ
 وَ ذَكَرَ سُبْحَانَهُ أَنَّ هَذِهِ
 الْبَرَاءَةُ وَ هَذِهِ الْمُوْلَاهُ هِيَ تَفْسِيرُ
 شَهَادَةِ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 فَقَالَ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي
 عَقِبِهِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ -"

وَ مِنْهَا : أَيَّهُ الْبَقَرَةُ فِي الْكُفَّارِ
 الَّذِينَ قَالَ فِيهِمْ "وَ مَا هُمْ
 بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ذَكَرَ أَنَّهُمْ

لکھنؤ کتاب

واضح تفسیر حسین میں کوئی اجھن نہیں یہ ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علماء اور راہبوں کے ان احکام کی بیانی اطاعت شروع کر دی تھی جو حکامِ الہی کے خلاف تھے اس کے یعنی نہیں ہیں کہ صرف ان کو پچارنا یا ان سے سوداگری ہی ان کو خدا منے کے مترادف ہے۔

۳۔ تیسرا می بات ہواں باب میں مذکور ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ ارشاد ہے جس میں انہوں نے کفار سے فرمایا کہ میں تمہارے محبودوں ایسا طالع سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور اس ذات کی تائیکی عبادت کروں گا جس سے مجھے پیدا فرمایا گویا ابراہیم علیہ السلام نے ان تمام معبودوں میں سے اپنے حقیقی رب کو مشتمل کریا اور اللہ تعالیٰ ہمہ اذانتے ہی معبودوں ایسا طالع سے اسی اطمینان پذیری اور صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق چڑانے کو ارادا اللہ کی شہادت دینے کی تفسیر و تعبیر یہ کہ کہ قرار دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی غلطیم کوکر کو اپنی اولاد میں ایک لازوال حقیقت کے طور پر باقی چھوڑ رکھا کہ وہ اس سے استفادہ کرتے رہیں اور حیب بھی گماہ ہوں اسی کلمہ کی طرف جو عنکبر کے بڑا یت مصل کریں۔

اسی طرز اس باب کی اہم باتوں میں سے ایک وہ مسئلہ ہے جو سورہ بقرہ کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے وَمَا هُنْ مُخَارِجُنَّ مِنَ النَّارِ إِلَّا مَرْأَةً مُهَاجِرَةً مَنْ مُهَاجِرَةً ہے کہ اسی کے وہ اپنے بتوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جسی محبت اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہتے ہیں۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود کوئی غیر کریم الشکرانا غلطیم محبت رکھتے تھے لیکن بتوں سے محبت کی وجہ سے ان کا شمار مسلمانوں میں

يُحِبُّونَ أَنْدَادَهُمْ كَعُبْ اللَّهِ
 فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُمْ يُحِبُّونَ اللَّهَ حُبًا
 عَظِيمًا وَ لَمْ يُدْخِلْهُمْ فِي الْإِسْلَامِ
 فَكَيْفَ يُمْسِنْ أَحَبَّ النِّسَاءِ أَكْبَرُ
 مِنْ حُبِّ اللَّهِ؟ فَكَيْفَ يُمْسِنْ
 لَهُ يُعِبَّ إِلَّا النِّسَاءُ وَحْدَهُ وَ لَمْ
 يُحِبِّ اللَّهَ؟
 وَمِنْهَا: فَلَهُ: الْمُشْكُوكُ مَنْ قَالَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ كَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ
 مِنْ دُوْنِ اللَّهِ حَرُمَ مَالُهُ وَ دَمُهُ
 وَ حِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ
 وَ هَذَا مِنْ أَعْظَمِ مَا
 يُبَيِّنُ مَعْنَى "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"
 فَإِنَّهُ لَمْ يَجْعَلِ الشَّكْفَظَ بِهَا عَاصِمًا
 لِلَّهِ مِرْ وَ الْمَالِ
 بَلْ وَ لَا مَعْرِفَةٌ مَعْنَاهَا
 مَعَ لَفْظِهَا. بَلْ وَ لَا إِلْفَارٌ
 بِذَلِكَ. بَلْ وَ لَا كُونَةٌ لَا يَدْعُو

نہ ہو سکتا تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے بتوں کو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محیوب رکھتے ہیں؟ اور پھر ان کا کیا بینے کا جو صرف بتول سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے محبت ہی نہیں رکھتے؟ انہی قابل غور اور اہم سوال میں سے یہ فرمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ شخص لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ شَهَادَتْ دے اور عبودان یا حل کا انکار کرے از روئتے اسلام اس کا جان و مال محفوظ ہو گیا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جلتے گا۔

یہ ارشاد نبی اُن نصوص میں سب سے اہم ہے جو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے سنتی اور مفہوم کی مشیک تھیک تعریف و تفسیر کرتی ہیں۔ اس لیے کہ اس کی رو سے معنی زبان سے کلمہ پڑھ لینا یا پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم کو پڑھ لینا بلکہ دل

إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ بَلْ
 لَا يَحْرُمُ مَالُهُ وَ دَمُهُ حَقٌّ
 يُعْنِي فَإِلَى ذَلِكَ الْكُفَّارُ بِمَا
 يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ -
 فَإِنْ شَاءَ أَوْ تَوَقَّمَ
 لَمْ يَحْرُمُ مَالُهُ وَ دَمُهُ فِي أَلْهَامِ
 مِنْ مَسَأَلَةِ مَا أَعْظَمَهَا وَ أَجْلَهَا؛
 وَ بِاللهِ مِنْ بَيَانِ مَا أَوْضَعَهُ
 وَ حُجَّةٌ مَا أَقْطَعَهَا لِلْمُسَازِعِ ؛



بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سے اقرار کر لینا یا اقرار کے ساتھ صرف ائمۃ تعالیٰ کو ہی وصہ لاثر کیتے مان لینا بھی کسی شخص کے جان و مال کو محفوظ کرنے کے لیے کافی نہیں ہے جب تک کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ مجبودان باطل سے کفر و انکار نہ کرے۔ اگر اسے ان مجبودان باطل کے باہم میں ذرا بھی شک یا توقیف ہوا تو اسلام اس کے جان و مال کی حفاظت کلیفت مدد اور نہ سہو گا۔

غور کیجیے یہ سند کتنا اہم اور عظیم ہے اور یہ بیان کتنا واضح اور صاف ہے اور مخالفین کے لیے کسی بُرگان قاطع ہے۔



باب

مِنَ الشِّرِّ لَا يُلْبِسُ الْحَلْقَةَ وَلَا يُخِيطُ وَلَا يَحْمِلُ
 قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ
 مِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ
 بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَشِفُتُ ضُرَّهُ أَوْ أَرَادَنِيَ
 بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُسِكُتُ رَحْمَتِهِ
 فَلْ حَسِيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ
 الْمُتَوَكِّلُونَ ○ (الزمر- ۳۹)

عن عران بن حصين رضي الله عنه أَنَّ الشَّيْءَ مُلْكُهُ
 رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ حَلْقَةً مِنْ
 صُفِيرٍ - فَقَالَ مُلْكُهُ مَا هَذِهِ ؟
 قَالَ مِنَ الْوَاهِنَةِ فَقَالَ : أَنْزِعْهَا
 فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهُنَّا -
 فَإِنَّكَ لَوْمَتَ وَهِيَ عَلَيْكَ
 مَا أَفْلَغْتَ أَبَدًا

رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنْدٍ لَا يَأْسَ بِهِ
 وَلَهُ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا : مَنْ تَعَلَّقَ
 شَمِيمَةً فَلَا أَتَقَ اللَّهُ لَهُ . وَمَنْ
 تَعَلَّقَ وَدْعَةً فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ اللہ کی طرف دعوت دینا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کا طریقہ کارا در لائگر عمل ہے۔
- ۲۔ دعوت الی اللہ میں اخلاص نیت پر بطور خاص زور دیا گیا ہے اس لیے کہ بت سے لوگ بظاہر حق کی دعوت دینے کا وحی کرتے ہیں لیکن وحقیقت اس کے پردے میں وہ اپنی ذات کی پرتش کرتے ہیں۔
- ۳۔ دعوت الی الحق کے لیے دین کی پوری بصیرت کا ہونا بھی وض ہے۔
- ۴۔ ابھی اور کل توحید کی نشانی یہ ہے کہ ذات باری تعالیٰ کو ہر طرح کے نص و عیب سے پاک مانا جائے۔
- ۵۔ شرک کے براہونے کا سبب بھی ہے کہ شرک ذات باری تعالیٰ کے لیے نص و عیب ثابت کرنے کے مترادف ہے۔
- ۶۔ اور سب سے اہم سترکی یہ ہے کہ مسلمانوں کا مشکوں سے دور رہنا ضروری ہے کہ کہیں ان سے میل جوں کے باعث ترکب شرک نہ ہونے کے باوجود ان کا شمار بھی مشکوں میں نہ ہو۔
- ۷۔ توحید اختیار کرنا سب سے پہلا وض ہے۔
- ۸۔ اسلام کی دعوت دینتے وقت ہر چیز حقی کہ نماز سے بھی پہلے توحید کی درست دی جائے۔
- ۹۔ حدیث میں آن یَوْجِدُوا اللَّهَ جو کہا گیا ہے اس سے مراد لا إلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی شہادت دینا ہے یعنی ذات باری تعالیٰ کی بیتلائی اور توحید کا دل سے اعتراض کرنا۔

الغاشية آنَ الْإِنْسَانَ قَدْ يَكُونُ

مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ وَهُوَ
لَا يَعْرِفُهَا أَوْ يَعْرِفُهَا وَلَا يَعْمَلُ بِهَا.

الحادية عشرة الْشَّنِينَيْهُ عَلَى التَّعْلِيمِ بِالْقَدْرِ بِعِ

الثانية عشرة الْبَدَاءَهُ بِالْأَمْمَهُ فَالْأَمْمَهُ

الثالثة عشرة مَصْرِيفُ الرَّكْوَهُ -

الرابعة عشرة كَشَفَ الْعَالَمُ الشَّبَهَهُ عَنِ التَّعْلِيمِ

الخامسة عشرة الْتَّهَفُ عنْ كَرَابِيِّ الْأَمْوَالِ -

السادسة عشرة إِتْقَاءُ دَعْوَهُ الْمَظْلُومِ -

السابعة عشرة الْإِخْبَارُ بِأَنَّهَا لَا تُجَمِّبُ -

الثامنة عشرة مِنْ أَدَلهِ الْقَوْحِيدِ مَا جَرِيَ عَلَى

سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَ سَادَاتِ الْأُولَيَاءِ

مِنَ الْمَشَقَهُ وَ النَّجَوعُ وَ الْوَبَاءُ -

التاسعة عشرة قَوْلُهُ : " لَا أَعْلَمُ بِالزَّايَهَ " عَلَمَ

مِنْ أَعْلَامِ التَّبَرَّهَ -

العشرون تَفَلَّهُ فِي عَيْنَيْهِ عَلَمٌ مِنْ

أَعْلَامِهَا أَيْضًا -

الحادي والعشرون فَضِيلَهُ عَلَيْهِ ثَلَاثَهُ

- ۱۰۔ اہل کتاب میں بھی ایسے لوگ ہیں جو توحید کو نہیں سمجھتے ہیں تو اس پر اعلیٰ نہیں کرتے
- ۱۱۔ تعلیم و تدھین میں ترتیب و تدریج ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔
- ۱۲۔ سب سے پہلے سب سے اہم بات بتائی جاتے پھر وہ جدا ہمیست کے لحاظ سے دوسرے درجہ پر ہو اور پھر تیسرے درجہ کی علیٰ نہما القیاس۔
- ۱۳۔ زکوٰۃ وصول کرنے اور صرف کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے جس علاقہ کے مالداروں سے وصول کی جاتے اسی علاقہ کے غرباً میں تقسیم کی جاتے۔
- ۱۴۔ استاد کو چاہیے کہ طالب علم کے شہادت دُور کرے۔
- ۱۵۔ زکوٰۃ وصول کرتے وقت لوگوں کا عمدہ مال حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔
- ۱۶۔ مظلوم کی فریاد سے دُر تے رہنا ضروری ہے۔
- ۱۷۔ یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ مظلوم کی فریاد اور عرش الہی کے درمیان کوئی پرواز ممکن نہیں ہے۔
- ۱۸۔ حقیقی مودود ہونے کی نشانی راؤ توحید کی مشقتول کو برداشت کرنا اور بھجوک پس اس اور بیماریوں کو اسی صبر و استقامت سے جھیلانا ہے جو کاموںہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی مبارک زندگیوں میں ملتا ہے۔
- ۱۹۔ آئی حضرت ملی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمानا کہ اس شخص کو پرچم دوں گا جس کے باوجود پھرخیر فتح ہو گا یہ علاماتِ نبوت میں سے ہے۔
- ۲۰۔ آپ کا حضرت ملی رحمت اللہ عزیز کی آنکھ میں اپنا العاب ذہن ڈالنا اور ان کا تندurst ہو جانا بھی علاماتِ نبوت میں سے ہے۔
- ۲۱۔ حضرت علی و مولی اللہ عزیز کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے۔

الثانية والعشرون فَضْلُ الصَّحَابَةِ فِي دُوَّكِهِمْ
تِلْكَ الْيَلَةَ وَ شُغْلِهِمْ عَنْ
بَشَارَةِ الْفَتْحِ -

الثالث والعشرون أَلِيَّسَابُ بِالْقَدْرِ لِحُمُولِهَا
لِنَّ لَمْ يَسْعُ لَهَا وَ مَنْعِهَا
عَمَّنْ سَعَى -

الرابعة والعشرون الْأَذَبُ فِي قَوْلِهِ : " عَلَى رِسَالَتِ

الخامسة والعشرون الدَّعْوَةُ إِلَى الإِسْلَامِ قَبْلَ الْقِتَالِ

السادسة والعشرون أَنَّهُ مَشْرُوعٌ لِمَنْ دُعُوا قَبْلَ
ذَلِكَ وَ قُوْتُلُوا -

السابعة والعشرون الدَّعْوَةُ بِالْحِكْمَةِ لِقَوْلِهِ أَخْبَرُهُمْ
بِمَا يَحِبُّ عَلَيْهِمْ -

الثامنة والعشرون الْمَعْرِفَةُ بِعَوْنَى اللَّهِ فِي الإِسْلَامِ

التاسعة والعشرون ثَوَابُ مَنْ امْتَدَى عَلَى يَدَيْهِ

رَجُلٌ وَاحِدٌ -

الحادية والعشرون الْحَلْمُ عَنِ الْفَتَيَا -

الثلاثون

ذکر کلام خوبیہ

۲۲۔ صاحبہ کرام کی فضیلت بھی ثابت ہوتی ہے کہ وہ تمام رات یہی سوچتے ہے کہ یحییٰ کل کس خوشخت کو رحم عطا ہوتا ہے اور کس کے ہاتھوں فتح خبری کی بشار پوری ہوتی ہے۔

۲۳۔ تقدیر پر ایمان لانا ضروری ہے کہ بارہا ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کی حیز کے حصول کی کوشش نہیں کرتا لیکن اسے مل جاتی ہے دوسرا کوشش کے باوجود موجود مرد جاتا ہے۔

۲۴۔ آن مدت سلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں کہ ایمان اور وقار سے جاؤ علی رسلِ اللہؐ آداب جنگ کی تعلیم ہے۔

۲۵۔ لڑائی شروع کرنے سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دینا ضروری ہے۔

۲۶۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ جس قوم کو لدکارا جائے جن سے جنگ کی جاتے ان کا یہ قانونی حق ہے کہ جنگ سے پہلے ان کے سامنے دعوتِ اسلام پیش کی جاتے۔

۲۷۔ آپ کے اس ارشاد سے کہ آخْبَرْهُمْ بِمَا يَجْعَلُ عَلَيْهِمْ حُكْمَ فَإِنَّ
ان کے فرائض بتاتے جائیں یہ ثابت ہوتا ہے کہ دعوت حکم دانی سے پیش کی جاتے۔

۲۸۔ یہ معرفت بھی حاصل ہوتی ہے کہ اسلام میں حقوق اللہ کیا ہیں۔

۲۹۔ جس کے ہاتھ پر کوئی شخص اسلام قبول کر لے اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔

۳۰۔ فتویٰ پر قسم کھانا جائز ہے۔

لِكِتَابِ اللَّهِ الْمُبِينِ

باب

تَفْسِيرُ التَّوْحِيدِ وَشَهادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ

أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ قول الشاعر

يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيْمَهُ
أَقْرَبُ وَ يَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَ يَخَافُونَ
عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ
مَحْذُورًا

(بني اسرائيل : ٥٤)

قُولَهُ وَ إِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ
وَ قَوْمِهِ إِنِّي بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ
إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِيْنِ
وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي عَقِبِهِ
لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ

(النَّفَر: ٢٣٠٢٢١٢٣)

وَ قُولَهُ إِنْتَخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ
أَرْبَابًا مِّنْ دُونِ اللَّهِ - (التوبه: ٣١)
وَ قُولَهُ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ مِنْ
دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَعِتْ اللَّهِ
وَ الَّذِينَ أَمْنُوا أَشَدُ حُبًّا
لِّلَّهِ - (البقرة: ١٦٥)

کتاب التہذیب

باب

توحید کی تفسیر اور شہادت لا إلہ الا اللہ دینے کا مفہوم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”جن کو یہ پکارتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کے حضور رسائی حاصل کرنے کا وسیلہ تلاش کر رہے ہیں کہ کون اس سے قریب تر ہو جاتے اور وہ اس کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے خالق ہیں۔“

حقیقت یہ ہے کہ تیرے رب کا عذاب ہے ہی ڈرنے کے لائق۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

”یاد کرو وہ وقت جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اپنی قوم سے کہا تھا کہ تم جن کی بندگی کرتے ہو۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں میرا تعلق صرف اس سے ہے جس نے مجھے پسیا کیا وہی میری رہنمائی کرے گا اور ابراہیم علیہ السلام ہی کلام اپنے چھپے اپنی قوم میں چھوڑ گئے تک فہ اس کی طرف رجوع کریں۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اخنوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنایا ہے۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسرا اور تبدیل مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہوئی چاہیے: حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔“

وَ فِي الصَّحِيفَةِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ
 مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ كَفَرَ بِمَا
 يُبَدِّلُ مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرَمَ
 مَالُهُ وَ دَمُهُ وَ حِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ مِنْ وَجْلِ
 وَ شَرْحُ هَذِهِ التَّرْجِيمَةِ . مَا بَعْدَهَا
 مِنَ الْأَبْوَابِ .

فِيهِ أَكْبَرُ الْمَسَائِلِ وَ أَهْمَهَا
 وَ هِيَ تَفْسِيرُ التَّوْحِيدِ وَ تَفْسِيرُ
 الشَّهَادَةِ وَ بَيْنَهَا يَأْمُورُ وَ يُنْهَا .
 مِنْهَا : أَيَّةُ الْأَسْرَاءِ بَيْنَ
 فِيهَا الرَّةُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ
 يَدْعُونَ الصَّالِحِينَ .
 فِيهَا : بَيَانُ أَنَّهُ هَذَا هُوَ
 السِّرْكَيْرُ الْأَكْبَرُ .

وَ مِنْهَا : أَيَّةُ بَرَاءَةِ ، بَيْنَ
 فِيهَا أَنَّهُ أَهْلَ الْكِتَابِ
 إِذَا خَدُوا أَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا

سیمیں مسلم ہیں ہے: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیا اور اللہ تعالیٰ کے سو اجنب کی عبادت کی جاتی ہے ان سے کفر و انکار کریں اس کا جان و مال محفوظ ہو گیا (دنیا میں) البتہ اسکے اعمال کا حساب (آخرت میں) اللہ تعالیٰ کے پر دے ہے۔
ذکر و بالا آیات و احادیث کی شرح آئندہ ابواب میں آتے گی۔

- ۱ - ان میں جو سب سے اہم اور بڑا مسئلہ بیان ہوا ہے وہ توحید اور کلمہ شہادت کی تغیری ہے، جسے صاف الفاظ میں چند باتوں سے واضح کیا گیا ہے۔ انہیں ایک سو فقرہ اسراء کی وہ آیت ہے جس میں مشکر کوں کے اس طرزِ غل کو غلط اور ناجائز قرار دیا گیا ہے کہ وہ مصائب و مشکلات میں اپنے صاحبین کو پکارتے ہیں گویا یہی شرک اکبر ہے۔

- ۲ - دوسرے سورہ توبہ کی وہ آیت ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علماء اور پیغمبر کو اپنا رب بنایا تھا حالانکہ ان کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ صرف ایک معبود "اللہ تعالیٰ" کی عبادت کریں، اس آیت کی

مَنْ دُونَ اللَّهِ وَ بَيْنَ
 أَنَّهُمْ لَمْ يُؤْمِنُوا إِلَّا يَأْنَ تَعْبُدُوا
 إِلَهًا وَاحِدًا مَعَ أَنْ تَفْسِيرُهَا
 الَّذِي لَا إِشْكَالَ فِيهِ طَاعَةُ
 الْعُلَمَاءُ وَ الْعُبَادُ فِي الْعَصِيَّةِ
 لَا دُعَاءُهُمْ إِبَاهُمْ -

وَ مِنْهَا : قَوْلُ الْخَلِيلِ عَلَى السُّلَيْمَانِ
 لِلْكُفَّارِ : إِنَّفِي بَرَاءَ مِمَّا
 تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَنَنِي -
 فَاسْتَشْتَئِي مِنْ الْمَعْبُودِينَ رَبَّهُ
 وَ ذَكَرَ سُبْحَنَهُ أَنَّ هَذِهِ
 الْبَرَاءَةُ وَ هَذِهِ الْمُوَلَّةُ هِيَ تَفْسِيرُ
 شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
 فَقَالَ وَ جَعَلَهَا كَلِمَةً بَاقِيَةً فِي
 عَقِبِهِ لَعَلَمُهُمْ يَرْجِعُونَ -

وَ مِنْهَا : أَيَّهُ الْبَقَرَةُ فِي الْكُفَّارِ
 الَّذِينَ قَالَ فِيهِمْ " وَ مَا هُمْ
 بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ ذَكَرَ أَنَّهُمْ

لکھنی الحکیم

واضح تفہیز میں کوئی اجھن نہیں یہ ہے کہ اہل کتاب نے اپنے علماء اور راہبؤں کے ان حکما کی بھی اطاعت شروع کر دی تھی جو حکامِ الٰہی کے خلاف تھے اس کے معنی نہیں ہیں کہ صرف ان کو پکارنا یا ان سے مدد مانگنا ہی ان کو خدا ماننے کے مترادف ہے۔

۳۔ تیسری بات جو اس باب میں مذکور ہے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ ارشاد ہے جس میں انھوں نے کفار سے فرمایا کہ میں تمہارے معبودوں میں باطل سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں اور اس ذات کی تکمیل عبادت و اطاعت کروں گا جس نے مجھے پیدا فرمایا۔ گویا ابراہیم علیہ السلام نے ان تمام معبودوں میں سے اپنے حقیقی رب کو مشتمل کر لیا اور اللہ تعالیٰ بسماز نے بھی معبودوں میں باطل سے اسی اطمینان پر ایزاری اور صرف اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کو لا الہ الا اللہ کی شہادت دینے کی تفسیر و تعبیر کی کہ کہ قرار دیا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اسی غلطیم کلہ کو اپنی اولاد میں ایک لازوال حقیقت کے طور پر باتی چھوڑ رکھا کہ وہ اس سے استفادہ کرتے رہیں اور جب بھی گمراہ ہوں اسی کلہ کی طرف رجوع کر کے ہدایت حاصل کریں۔

اسی طرح اس باب کی اہم یاتوں میں سے ایک وہ مسئلہ ہے جو سورہ بقرہ کی اس آیت میں بیان کیا گیا ہے: **وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ** اور **كُلُّ أَهْلٍ فِي جَهَنَّمْ** ہے گز نہ کل پائیں گے۔ اس لیے کہ وہ اپنے بتوں سے ایسی محبت کرتے ہیں جبکہ محبت اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ باوجود یہ کہ مشرکوں کے میں

لئے آیت ۱۶۹ سورہ بقرہ - مترجم

يُعْبُّونَ أَنْدَادَهُمْ كَعْبَ اللَّهِ
 فَدَلَّ عَلَى أَنَّهُمْ يُعْبُّونَ اللَّهَ حَبَّا
 عَظِيمًا وَ لَمْ يُدْخِلْهُمْ فِي الْإِسْلَامِ
 فَكَيْفَ يُمْنَ أَحَبَّ النِّدَّ أَكْبَرُ
 مِنْ حُبِّ اللَّهِ ؟ فَكَيْفَ يُمْنَ
 لَمْ يُحِبَّ إِلَّا النِّدَّ وَحْدَهُ وَ لَمْ
 يُحِبَّ اللَّهَ ؟

وَمِنْهَا: فَلَهُ: ﴿مَنْ قَالَ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ كَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ
 مِنْ دُونِ اللَّهِ حَرُمَ مَالُهُ وَ دَمُهُ
 وَ حِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ﴾

وَ هَذَا مِنْ أَعْظَمِ مَا
 يُبَيِّنُ مَعْنَى "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"
 فَإِنَّهُ لَمْ يَجْعَلِ الشَّفَقَظَ بِهَا عَاصِمًا
 لِلَّدَّمِ وَ الْمَالِ -

بَلْ وَ لَا مَعْرِفَةٌ مَعْنَاهَا
 مَعَ لَفْظِهَا - بَلْ وَ لَا إِلْفَرَارُ
 بِذِلِّكَ - بَلْ وَ لَا كَوْنَهُ لَا يَدْعُو

نہ ہو سکا تو ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنے بیویوں کو اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ محبوب کہتے ہیں؟ اور جب ان کا کیا بیٹے کا جو صرف بیوی سے محبت رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے محبت ہی نہیں رکھتے؟ انہی قابل غور اور اہم مسائل میں سے یہ فرمان نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے کہ کوچھ شخص لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کی شہادت دے اور عبودان باطل کا انکار کرے از روئے اسلام اس کا جان و مال محفوظ ہو گیا اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا جائے گا۔

یہ ارشاد نبیوی ان نصوص میں سب سے اہم ہے جو لا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کے معنی اور مفہوم کی فیکٹ مھیک تعریف و تفسیر کرتی ہیں۔ اس لیے کہ اس کی رو سے محض زبان سے کلمہ پڑھ لینا یا پڑھنے کے ساتھ ساتھ اس کے مفہوم کو پڑھ لینا بلکہ دل

إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ بَلْ
 لَا يَحْرُمُ مَالَهُ وَ دَمْهُ حَقٌّ
 يُضِيغُ إِلَى ذَلِكَ الْكُفَّارُ بِمَا
 يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللَّهِ -
 فَإِنْ شَاءَ أَوْ تَوَقَّمَ
 لَمْ يَحْرُمُ مَالَهُ وَ دَمْهُ فِي أَهْلِهَا
 مِنْ مَسْأَلَةِ مَا أَعْظَمَهَا وَ أَجْلَهَا؛
 وَ بِاللهِ مِنْ بَيَانِ مَا أَوْضَعَهُ
 وَ حُجَّةٌ مَا أَقْطَعَهَا لِلنُّسَاجِعِ ؛



گلہب الہمہب

سے افوا کر لینا یا افوار کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی وصہ لا شرک کئے مان لینا بھی کسی شخص کے جان و مال کو محفوظ کرنے کے لیے کافی نہیں ہے جب تک کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ معبدوں باطل سے کفر و اکارز کر رہے۔ اگر اسے ان معبدوں باطل کے برابر میں ذرا بھی شک یا توقف ہو تو اسلام اس کے جان و مال کی خانہ لکھ دیتا رہے گا۔

غور کیجیے یہ مستکد کتنا اہم اور عظیم ہے اور یہ بیان کتنا واضح اور صاف ہے اور نما الفین کے لیے کسی بُرمان قاطع ہے۔



بَابٌ

مِنَ الشَّرِّ لَبِسُ الْحَلْقَةِ وَالْخِيطِ وَنَحْمَهَا
 قُلْ أَفَرَأَيْتُمْ مَا تَدْعُونَ
 مِنْ دُوْنِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ
 بِضُرِّ هَلْ هُنَّ كَشِفُتُ ضُرَّهُ أَوْ أَرَادَنِيَ
 بِرَحْمَةِ هَلْ هُنَّ مُمْسِكُتُ رَحْمَتِهِ
 قُتلُ حَسِّيَ اللَّهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ
 الْمُتَوَكِّلُونَ ○ (الزمر - ۳۸)

عَنْ عَمَّارِ بْنِ حَسِينٍ أَنَّ الشَّيْءَ مَنْ
 رَأَى رَجُلًا فِي يَدِهِ حَلْقَةً مِنْ
 صُفِرٍ - فَقَالَ مَا هَذِهِ ؟
 قَالَ مِنَ الْوَاهِنَةِ فَقَالَ : أَنْزِعْهَا
 فَإِنَّهَا لَا تَزِيدُكَ إِلَّا وَهُنَّا -
 فَإِنَّكَ لَوْمُتَ وَهِيَ عَلَيْكَ
 مَا أَفْلَحْتَ أَبَدًا

رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنْدٍ لَا يَأْسَ بِهِ
 وَلَهُ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مِنْهَا : مَنْ تَعَلَّقَ
 ثَمِيمَةً فَلَا أَتَمَّ اللَّهُ لَهُ . وَمَنْ
 تَعَلَّقَ وَدَعَةً فَلَا وَدَعَ اللَّهُ لَهُ

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ١- سورہ نجم کی آیت (۱۹ - ۲۰) کی تفسیر۔
- ٢- اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا مطالبہ کیا تھا
- ٣- یہ بھی قابل غور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے (صرف سوال کیا تھا) کہ جو رو
کرد گیا کسی خلاف شرع کا تمکان کا ارتکاب نہیں کیا تھا۔
- ٤- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے یہ مطالبہ اس گمان کے ماتحت کیا تھا کہ یہ
بات اللہ تعالیٰ کو پسند ہے اور وہ اس طرح اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حامل
کرنا چاہتے تھے۔
- ٥- یہ بات بھی قابل غوبت ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ بات سمجھ کے
کہ اس قسم کے اعمال رکسی درخت سے برکت حاصل کرنا وغیرہ (شکر) ہیں
 تو دوسروں کے نسخہ سکنے کا تو زیادہ امکان ہے۔
- ٦- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نیکیاں اور ان سے مخفیت کا جو وعدہ کیا گیا ہے وہ
دوسروں کو متین نہیں۔
- ٧- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس مطالبہ پر (لا علمی کی
وجہ سے) معدود نہیں تواریخ ملکہ ان کی سرزنش فرمائی کہ اللہ اکبر۔ یہی تو
طریقہ ہیں۔ تم بھی اپنے سے پہلی امتیں کے نقش قدم پر چلو گے ان تین
باتوں سے اس معاملے کی اہمیت اور شدت واضح ہو جاتی ہے۔

الثانية
الأَمْرُ الْكَبِيرُ وَ هُوَ الْمَقصُودُ
أَنَّهُ أَخْبَرَ أَنَّ طَلَبَتْهُمْ
كَطَبَةُ بَنِي إِسْرَائِيلَ

لَتَأْفَلُوا الْمُوسَى إِجْعَلْ
لَنَا إِلَهًا :

النinth
أَنَّ نَفَى هَذَا مِنْ مَعْنَى
”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ مَعَ دِقَّتِهِ
وَخِفَائِهِ عَلَى أُولَئِكَ -

العاشرة
أَنَّهُ حَلَفَ عَلَى النَّفَتِيَا ،
وَهُوَ لَا يَحْلِفُ إِلَّا لِمَصْلِحَةٍ -
أَنَّ الشِّرْكَ فِيهِ أَكْبَرُ
وَأَصْغَرُ لَا تَهْمُمُ لَعَيْرَتُهُ وَ
يَهْدَا -

الحادية عشرة
قَوْلَهُمْ وَنَحْنُ مُحَدِّثُهُمْ
عَهْدٌ بِكُفْرٍ فِيهِ أَنَّ غَيْرَهُمْ
لَا يَجْهَلُ ذَلِكَ -

الثانية عشرة
أَكْبَرُ عِنْدَ التَّعْجِيبِ خِلَافًا
لِسْنٍ كَرِمَهُ -

لکھب کتاب

- ۸ - سب سے زیادہ اہم جو سارے معاملوں کا اپنے باب ہے یہ امر ہے کہ آپ نے ان لوگوں کے مطالبے کرنی اسرائیل کے اُس مطالبے کی مانند قرار دیا ہے میں انھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ایک معنوں بنائے کے لیے کہا تھا۔
- ۹ - اس قسم کی چیزوں کو متبرک مانتے کا انکار بھی لا الا الا اللہ کے معنی میں داخل ہے لیکن یہ اتنا باریک اور نازک نکتہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سمجھ میں بھی نہ آسکا۔
- ۱۰ - آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسئلہ پر قسم کھاتی جبکہ آپ بغیر ضرورت کے کبھی قسم نہ کھایا کرتے تھے۔
- ۱۱ - چونکہ اس مطالبہ پر مطالبہ کرنے والوں کو مرتد نہیں قرار دیا گیا اس سے معلوم ہوا کہ شرک کی دو قسمیں ہیں (۱) شرک اکبر اور (۲) شرک اصغر (گویا یہ مطالبہ شرک اصغر میں داخل ہے)
- ۱۲ - راوی کے یہ کہنے سے کہہتے ہیں کفر سے نکلے تھے یہ معلوم ہوا کہ باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو سایقون الاؤ لون تھے وہ اس مسئلہ کو جانتے تھے۔
- ۱۳ - یہی معلوم ہوا کہ تعجب اور حیرت کے موقع پر ”اللہ اکبر“ کہنا جائز ہے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کی تردید ہوتی ہے جو اسے مکروہ کہتے ہیں۔

السُّنْنَةُ

سُدُّ الدَّرَاثِعِ -

أَتَقْبَحُ عَنِ الشَّبَّهِ بِأَهْلِ

الْجَامِلَيَّةِ

السُّنْنَةُ

الْغَضَبُ عِنْدَ التَّعْلِيمِ -

السُّنْنَةُ

الْفَاعِدَةُ الْكَلِيَّةُ لِقَوْلِهِ :

أَنَّهَا السُّنْنُ -

السُّنْنَةُ

أَنَّ هَذَا عَلَمٌ مِّنْ أَعْلَامِ

الثُّبُقَةِ لِكَوْنِهِ وَقَعَ كَمَا

أَخْبَرَ -

السُّنْنَةُ

أَنَّ مَا ذَرَ اللَّهُ بِهِ إِلَيْهِ مَوْدَ

وَ النَّصَارَى فِي الْقُرْآنِ

فَإِذْهَبْتَهُمْ فَلَمْ يَرْجِعُوهُمْ

أَتَهُمْ مُشَقَّرُونَ عِنْدَهُمْ أَنَّ

الْعِبَادَاتِ مَبْنَاهَا عَلَى الْأَمْرِ

فَصَارَ فِيهِ التَّنِيَّةُ عَلَى

مَسَائِلِ الْفَتْنَةِ -

العشرون

أَمَّا "مَنْ رَتَبْتَ" فَوَاضَعٌ

وَ أَمَّا "مَنْ يَتَبَيَّنَ" فَمِنْ أَخْبَرْهُ

يَأْنَبَاءَ الْغَيْبِ

کتابِ حجتہ

- ۱۴۔ شرک کے ذرائع کو روکنا ضروری ہے۔
- ۱۵۔ اہل جاہلیت کی رسوم اختیار کرنا منزع ہے۔

- ۱۶۔ دوران تعلیم استاد کا شاگرد پر ناراض ہونا بوقت ضرورت جائز ہے۔

- ۱۷۔ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اِنَّهَا الْشُّفَّنَ (یہ وہی طریقے ہیں) فرمائکرہ شارہ فرمایا ہے کہ یہ ایک اصول اور کلید ہے۔
- ۱۸۔ یہ بات بھی آپ کے دلائل نسبت میں سے ہے کہ جیسا آپ نے ارشاد فرمایا تھا ویسا ہی وقوع میں آ رہا ہے۔
- ۱۹۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جن بڑے کاموں کے ارتکاب پر سیودو نصاریٰ کی مذمت کی ہے وہ دراصل ہمارے لیے تنبیہ ہے کہ کہم بھی انسی اعمال بد میں مبتلا نہ ہو جائیں۔

- ۲۰۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تزدیک یہ طفہ اصول تھا کہ عبادات کی بنیاد صرف حکم ہے اس سے ان سوالات کی طرف بھی اشارہ ہوتا ہے جو قبر میں کیسے جائیں گے۔ مثلًاً (۱) مَنْ زَبَّقَ (تیرارت کون ہے) اس سوال کی نوعیت تو واضح ہے کہ رت توصرف اللہ تعالیٰ ہے۔
 (۲) مَنْ نَيْشَدَ (تیرانبی کون ہے) اس سوال میں مَنْ رَسُولُكَ کی بحاجتے مَنْ نَيْشَدَ کہا گیا ہے اس لیکے کہبی غیب کی خبر دیتا ہے۔

لِكَبِيرٍ كَذَبَتْ بِهِ

وَأَمَّا مَا دِينْتَ فَمِنْ قَوْلِهِمْ
”إِجْعَلْ لَنَا إِلَيْهَا“ إِلَى أُخْرِيهِ

أَنَّ سَنَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ
مَذْمُومَةٌ كُسْنَةُ الْمُشْرِكِينَ

الحادية والعشرون

أَنَّ الْمُنْتَقَلَ مِنَ الْبَاطِلِ
الَّذِيْنَ إِعْتَادُهُ قُلْبُهُ لَا
يُؤْمِنُ أَنْ يَكُونُ فِي
قُلْبِهِ بَقِيَّةٌ مِنْ تِلْكَ الْعَادَةِ
لِقَوْلِهِمْ“ وَنَحْنُ خَدَّاشَ
عَهْدٍ بِكُفْرٍ

الاثنتين والعشرين



(۳) مَادِيْنُكَ (تیرا دین کیا ہے) اس پر اجعَلْ لَكَ الْهَادِلَت
کرتا ہے (یعنی جس کو اللہ مانا جاتے گا اسی کی عبادت کی جاتے گی اور یہ
عبادت کرنا ہی عبادت کرنے والے کا دین ہے)

- ۲۱۔ اہل کتب کے غلط طور طریقے اور بُری رسمیں بھی اسی طرح قابل نہست
ہیں جس طرح مشرکوں کی رسمیں اور طریقے۔

- ۲۲۔ جو لوگ مذاہب باطل کے پیروکار رہنے کے بعد مسلمان ہوتے ہیں۔ ان
میں شرکاء رسم و عادات کے باقی رہ جانے کا امکان ہے۔

نَحْنُ حَدَّثَاهُ عَنْهُدٍ يُكْفِيرُ
زیادہ مدت نہیں گزری بھتی) کہہ کر راوی نے اسی بات کی طرف اشارہ
کیا ہے۔



مَاجَأَ فِي الدُّجُجِ لِغَيْرِ اللَّهِ

مُؤْكِدٌ بِالْعَالَمِ [فَإِنَّمَا] مُتْلِّدٌ إِبَّا صَلَاتِي وَ نُسْكِنِي
وَ مَحِيَّا يَ وَ مَمَاتِبِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ
لَا شَرِيكَ لَهُ وَ بِذَلِكَ أُمِرْتُ وَ
أَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ (العنوان - ۱۹۲ - ۱۹۳)

[فَإِنَّمَا] فَصَلَلْ لِرَبِّكَ وَ الْخَرَّ
وَ عَنْ عَلَى ظُلْمَتِهِ قَالَ حَدَّثَنِي رَسُولُ
اللَّهِ ﷺ بِأَرْبَعِ كَلِمَاتٍ

لَعْنَ اللَّهِ مَنْ ذَبَحَ لِنَيْرِ اللَّهِ
لَعْنَ اللَّهِ مَنْ لَعَنَ وَالْدَّيْرِ
لَعْنَ اللَّهِ مَنْ أَوْى مُحَدِّثًا
لَعْنَ اللَّهِ مَنْ غَيَّرَ مَنَارَ الْأَرْضِ

وَ عَنْ طَارِقَ بْنِ شَهَابٍ ظُلْمَتِهِ أَتَ
رَسُولَ اللَّهِ ظُلْمَتِهِ قَالَ : دَخَلَ الْجَنَّةَ رَجُلٌ
فِي دُبَابٍ وَ دَخَلَ الشَّارِ رَجُلٌ فِي
دُبَابٍ قَاتُوا وَ كَيْفَ ذَلِكَ يَا رَسُولَ
اللَّهِ ظُلْمَتِهِ قَالَ مَرَّ رَجُلًا نَعْلَى قُوْمٍ

غیر اللہ کے نام پر جانوروں کی قربانی دینے کے احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کتو! میری نماز، میرے تمام مراسم عبودیت، میرا جینا اور میرا مناسب
کچھ ارشاد رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شرکیہ نہیں، اسی کا
محجّہ حکم دیا گیا ہے اور سب سے پہلے سراطِ امداد جعلکنے والا میں ہوں؛
نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

پس مَ اپنے ربِ جمی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دو ۷۶

او حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے مجھے چار باتیں بطورِ خاص ارشاد فرمائیں (۱) جو شخص غیر اللہ کے نام
پر جانور ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت (۲)، جو شخص اپنے والدین کو گاہی دے اس
پر اللہ کی لعنت (۳)، جو شخص محدث کو پناہ دے اس پر اللہ کی لعنت (۴)، جو شخص
زمین کے نشانات مٹائے اس پر بھی اللہ کی لعنت۔

او حضرت علارق بن شہاب بیان کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا کہ ایک شخص صرف ایک سختی میں تحریر چیز کی وجہ سے جنت میں پلا
گیا اور دوسرا اسی وجہ سے جہنم میں پلا گیا۔ حاضرین میں نے عرض کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہوا۔ آپ نے فرمایا، دو شخص ایک ایسے قبیلے کے پاس

لَهُمْ صَمَمٌ لَا يُحَاوِزُهُ أَحَدٌ حَتَّى
يَقْرِبَ لَهُ شَيْئاً فَقَالُوا ذَهَبَهُمَا قَرَبٌ
قَالَ لَيْسَ عِنْدِي شَيْئاً أَقْرَبٌ
قَالُوا لَهُ قَرَبٌ وَلَوْ ذَبَاباً، فَقَرَبَ
ذَبَاباً فَخَلُوا سَبِيلَهُ فَدَخَلَ التَّارَ.
وَقَالُوا إِلَّا لَغَرَّ قَرَبٌ . فَقَالَ مَا
كُنْتُ لِأُقْرِبَ لِأَحَدٍ شَيْئاً دُونَ
اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَضَرَبُوا عَنْقَهُ فَدَخَلَ الْجَنَّةَ.

(رواية احمد)

خييم طسائل

تَفْسِيدُ إِنَّ صَلَاتِي وَسُكُونِي
تَفْسِيدُ فَصَلٍ لِرَتِيكَ وَ انحرَ
الْبَدَاءَةُ بِلَعْنَةِ مَنْ ذَبَعَ
لِغَيْرِ اللَّهِ -

الأول

الثانية

الثالثة

لَعْنُ مَنْ لَعْنَ وَالدِّيْهِ، وَمِنْهُ
أَنْ تَلْعَنَ وَالدِّيْهِ
الرَّجُلُ فَيَلْعَنَ وَالدِّيْلَكَ

الرابعة

کتاب الہدیہ

سے گزرے جن کا ایک بُت تھا اور کوئی شخص اس بُت پر بھینٹ چڑھاتے بغیر دہاں سے نگزہ رکتا تھا۔ چنانچہ ان سے بھی نذر ان پیش کرنے کو کہا گیا۔ ان میں سے ایک نے مذمت کی کہ میرے پاس نذر ان پیش کرنے کے لیے کوئی جزیہ نہیں ہے؛ انہوں نے کہا کہ نذر تو معیں ضرور پیش کرنی پڑے گی خواہ وہ ایک نکھلی آئی۔ اس شخص نے ایک نکھلی پکڑ کر اس کی بھینٹ چڑھادی اور اس کی کلو خلاصی ہو گئی لیکن وہ جہنم میں چلا گیا۔ لیکن ان لوگوں نے جب دوسرے شخص سے بھینٹ کا مطالبہ کیا تو اس نے صاف جواب دے دیا کہ میں تو اشد تعالیٰ کے کے سوا کسی کے آگے نذر پیش نہیں کروں گا۔ اس بات پر قبلہ والوں نے اسے شہید کر دیا اور وہ سید حاجت میں گی۔ (امام احمدؓ نے روایت کیا)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ آیہ انَّصَلَاتِي وَنُشْكِي کی تفسیر۔
- ۲۔ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَاخْحُرَ کی تفسیر۔
- ۳۔ ارشادِ نبوی میں ترتیب کے عناصر سے سب سے پہلے اس شخص کو ملعون کہا گیا ہے جو غیرِ اشد کے نام پر قربانی پیش کرے۔
- ۴۔ اپنے والدین کو گالی دینے والے کو ملعون قرار دیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی داخل ہے کہ کسی کے والدین کو گالی دی جائے اور وہ جواہاً متحارے والدین کو گالی دے۔

لَعْنُ مَنْ أَذْوَى مُحَدِّثًا
 وَ هُوَ الرَّجُلُ يُخْدِثُ شَيْئًا
 يَحِبُّ فِيهِ حَقُّ اللَّهِ فَيَلْتَهِي
 إِلَى مَنْ يُعِيرُهُ مِنْ ذَلِكَ
 لَعْنُ مَنْ غَيَرَ مَنَارَ الْأَرْضِ
 وَ هِيَ الْمَرَاسِيمُ الَّتِي تُفْرِقُ
 بَيْنَ حَقِّكَ وَ حَقِّ جَارِكَ
 فَتَغْشِيْهَا سَقْدِينِهِ أَوْ تَأْخِيْرِهِ.
 الْفَرْقُ بَيْنَ لَعْنِ الْمَعَيْنِ
 وَ لَعْنِ أَمْلِ الْمَاعَصِيْبِ عَلَى
 سَبِيلِ الْعُمُومِ .

الخامس

السادس

السابع

الثامن

التاسع

هَذِهِ الْقِصَّةُ الْعَظِيْمَةُ وَ هِيَ
 قِصَّةُ الدَّبَابِ .
 كَوْنُهُ دَخَلَ التَّارَ بِسَبَبِ
 ذَلِكَ الدَّبَابِ الْذِي لَمْ
 يَقْصِدْهُ بَلْ فَعَلَهُ تَخْلُصًا
 مِنْ شَرِّهِمْ .

لکھن کی تنبیہ

- ۵۔ نجہت کو پناہ دینے والے کو بھی ملعون کہا گیا ہے۔ نجہت سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ حقوق و فرائض میں زیادتی یا تبدیلی کرے رہیں کسی پر ظلم کرے یا کوئی ایسا کام جس سے حقوق انسان میں مداخلت ہوتی ہو، اور پھر سزا سے بچنے کے لیے کسی کی پناہ کا طالب ہو۔
- ۶۔ زمین کے نشانات تبدیل کرنے والے پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ اس سے مراد وہ نشانات ہیں جو آپ کے اور آپ کے ہمسایہ کے حقوق کی حدود کا تعین کرتے ہیں۔ ان نشانات کو آگے پھیپھی کر کے اپنے ہمسایہ کا حق ماننا موجہ لعنت ہے۔

۷۔ کسی عیین شخص پر نام کے کر لعنت بیکھنے اور زنام میں انیز، بالعموم گھنہ کاروں پر لعنت بیکھنے میں فرق ہے۔

- ۸۔ کہنی کا واقعہ بظاہر کتنا حیرت ہے لیکن ناتج کے لحاظ سے کتنا عظیم۔
- ۹۔ ایک شخص صرف مکتمی کی قربانی چڑھانے سے (حالانکہ اس کا مقصد شرک کرنا نہ تھا) مکر صرف ان لوگوں کے شر سے بچنا تھا، جہنم میں پلا گیا۔

لِكَابِلِ الْجَنَاحِ

العاشرة

مَعْرِفَةُ قَدْرِ الشِّرْكِ فِي مَتْلُوبِ
الْمُؤْمِنِينَ كَيْفَ صَبَرَ ذَلِكَ
عَلَى الْقَتْلِ وَ لَمْ يَوَافِهِمْ
عَلَى طَلَبِهِمْ مَعَ كُونِهِمْ
لَمْ يَطْلُبُوا إِلَّا الْعَمَلَ الظَّاهِرَ

الحادية عشرة

إِنَّ الَّذِي دَخَلَ التَّارَ
مُسْلِمًا، لَأَتَهُ لَوْ كَانَ كَافِرًا
لَمْ يَقُلْ "دَخَلَ التَّارَ فِي ذَبَابٍ":

الثانية عشرة

فِيهِ شَاهِدٌ لِلْعَدِيْثِ الصَّحِيْحِ
الْجَتَةُ أَفْتَرَبُ إِلَى أَحَدِكُمْ مِنْ
شِرَاكِ نَعْلِمُ وَالتَّارُ مِثْلُ ذَلِكَ
مَعْرِفَةُ أَنَّ عَمَلَ الْمَتَلْبِ
مُوْالِ المَقْصُودُ الأَعْظَمُ حَتَّى يُعْنَدَ
عَبَدَةُ الْأَوْثَانِ -

الثالثة عشرة



لذکر لامبی تجویہ

۱۰۔ یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک مومن کے نقطہ نگاہ سے شرک کتنا سنگین ہرم ہے کہ اس نے اس سے بچنے کے لیے اپنی جان دے دی اور ادنیٰ شرک کے ارتکاب پر آمادہ نہ ہوا حالانکہ مشرکوں نے صرف رسمی طور پر یہ کام کرنے کو کہا تھا نہ کہ مشرک ہو جانے کو۔

۱۱۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ شخص جو حبیث چڑھانے کی وجہ سے جہنم کا سزاوار ٹھہرا سُدماں سخا اس لیے کہ اگر کافر ہوتا تو آپ یہ نہ فرماتے کہ ایک کھمی کی وجہ سے جہنم میں گیا۔

۱۲۔ اس حدیث سے ایک دوسری صحیح حدیث کی بھی تائید ہوتی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ جنت اور دوزخ انسان سے اس کے جزوئے کے قسم سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

۱۳۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عملوں میں سب سے بڑا مطلوب و مقصود عمل دل کا عمل اور دل کی کیفیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اور بُت پرستوں کے نقطہ نگاہ سے بھی۔



لِكُلِّ الْمُرْسَلِينَ

بَابٌ

لَا يَذْجُحُ لِلَّهِ بِمَكَانٍ يُذْبَحُ فِيهِ لِغَيْرِ اللَّهِ

لَا تَقْمُ فِيهِ أَبَدًا لِمَسْجِدٍ
أُسِّسَ عَلَى التَّقْوَىٰ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ أَعْنَىٰ
أَنْ تَقْوَمَ فِيهِ - فِيهِ يَجَالُ
يُجْبَوْنَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَ اللَّهُ يُحِبُّ
الْمُطَهَّرِينَ . (التوبه : ١٠٨)

عن ثابت بن الصحاحد رضي الله عنه قال : سَذَرَ رَجُلٌ
أَنْ يَنْحَرِ إِبْلًا بِمَوَانَةَ فَسَأَلَ الشَّبَّابَ
رضي الله عنه فَقَالَ : مَهْلِكَانَ فِيهَا وَثَرَّ
مِنْ أَوْنَاتِ الْجَاهِلِيَّةِ يُبَعَّدُ ؟ قَالُوا لَا .
قَالَ : فَهَلْ كَانَ فِيهَا عِنْدَ مِنْ
أَعْيَادِهِمْ ؟ قَالُوا لَا . فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صلوات الله عليه وسلم أَوْفِ بِسَذْرِكَ فَإِنَّهُ لَا وَفَاءَ
لِسَذْرٍ فِي مَعْصِيَةِ اللَّهِ . وَ لَا فِيمَا لَدَ
يَسْلِكُتْ ابْنُ آدَمَ .

رواية أبو داود و استاده على شرطها

جس مقام پر غیر اللہ کے نام کی قربانی دی جاتی ہو،
وہاں اللہ کے نام پر قربانی کرنا بھی جائز نہیں

ارث دباری تعالیٰ ہے:

”تمہرگز اس عمارت میں کھڑے نہ ہونا، جو مسجد روزِ اذل سے تقویٰ پر
قائم کی گئی ہے وہی اس کے لیے زیادہ موزوں ہے کہ تم اس میں
رعایات کے لیے، کھڑے ہو۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو پاک
رہنا پسند کرتے ہیں، اور اللہ کو پاکیزگی اختیار کرنے والے ہی پسند ہیں۔“

حضرت ثابت بن منعہؑ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نذر مانی
تحقیٰ کروہ مقام ”بوانہ“ پر اونٹ ذبح کرے گا۔ چنانچہ اس نے آس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس قربانی کی اجازت طلب کی۔ آپ نے دریافت فرمایا: کیا اس مقام پر
نمازِ جماعتیت کے بُتوں میں سے کوئی بُت تھا جس کی نوجاں کی جاتی ہو، حاضرین نے عرض
کیا، نہیں۔ آپ نے پھر دریافت فرمایا کہ وہاں مشرکوں کا کوئی سید لگتا تھا؟ صحابہ کرام
رضی اللہ عنہم نے عرض کیا نہیں۔ آپ نے اس شخص سے فرمایا کہ تم اپنی نذر پوری کر سکتے
ہو، اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف جو نذر مانی گئی ہو اس کا پورا کرنا جائز
نہیں ہے۔ اسی طرح ایسی نذر کا پورا کرنا بھی لازم نہیں ہے جو انسان کے اختیار میں
نہ ہو۔ اس روایت کو اب رداود نے بیان کیا ہے اور اس کی سند بخاری اور سلم کی
شروط کے مطابق ہے۔

فِيهِ مَسَائِلٌ

تَسْبِيرُ قَوْلِهِ : لَا تَقْعُدُ فِيهِ أَبَدًا -

أَرَبَّ السَّعْيَةَ قَدْ تُؤْثِرُ
فِي الْأَرْضِ وَكَذَلِكَ الطَّاعَةُ

رَدُّ السُّنْنَةِ الْمُشْكِلَةِ إِلَى السُّنْنَةِ

الْبَيِّنَةِ لِيُزَوَّلَ الْأَشْكَالُ

إِسْتِفَاضَ الْمُفْقِدُ إِذَا احْتَاجَ
إِلَى ذَلِكَ -

الاولى

الثانية

الثالثة

الرابعة

الخامسة

السادسة

السابعة

الثامنة

أَنْ تَخْصِيصُ الْبُقْعَةِ بِالشَّذِيرِ
لَا بَأْسَ بِهِ إِذَا خَلَا مِنَ
الْمَوَاعِينَ -

الْمَنْعُ مِنْهُ إِذَا كَانَ فِيهِ وَشْنُونٌ
مِنْ أَوْثَاثِ الْعَاهِلَيَّةِ وَ لَوْ
بَعْدَ زَوَالِهِ

الْمَنْعُ مِنْهُ إِذَا كَانَ فِيهِ عِيَّةٌ
مِنْ آغْيَادِهِمْ وَ لَوْبَعْدَ زَوَالِهِ -

أَنَّهُ لَا يَجُوزُ الْوَقْنَاءُ بِمَا نَذَرَ
فِي تِلْكَ الْبُقْعَةِ لِأَنَّهُ نَذَرَ
مَعْصِيَةً -

لکھاب کلکٹر

اس باب میں مندرجہ ذیل سائل ہیں

- ۱۔ آئیہ لا فَتَّمْ فِيْهِ أَبَدًا کی تفسیر ہے کہ
نیک اور بدی سے زین، بھی متاثر ہو جاتی ہے۔
- ۲۔ کسی پیغمبر کو دانش مثال سے سمجھانا ضروری ہے تاکہ مسئلہ پوری طرح
سبھی میں آجائے۔
- ۳۔ ضرورت مکوس ہو تو منفی بجزئیات اور تفصیلات دریافت کر سکتے ہے۔
- ۴۔ اگر کوئی شرعی مانع موجود نہ ہو تو نذر کو کسی مخصوص مقام سے دابستہ کرنے میں
کوئی حرج نہیں۔
- ۵۔ جو مقام زمانہ جاہیت میں کسی بُت کی وجہ سے تقدس حاصل کر چکا ہوا س مقام
پر قربانی کرنے کی نذر ماننا جائز ہے خواہ دہاں سے وہ بُت ہٹا دیا گیا ہو۔
- ۶۔ اسی طرح ایسے مقامات پر قربانی کرنا منوع ہے جہاں مُشرکوں کے میلے گئے ہے
ہوں خواہ اب میلے منعقد ہونے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہو۔
- ۷۔ مذکورہ بالامقامات پر قربانی کرنے کی نذر اگر مان لی گئی ہو تو ایسی نذر پوری کرنا
ضروری نہیں۔ اس لیے کہ یہ نذر مصیت ہے۔

الناسعة

العاشرة

الحادي عشرة

الْحَذْرُ مِنْ مُشَابَّهَةِ الْمُشْرِكِينَ
فِي أَعْيَادِهِمْ وَلَوْلَهُ يَفْصِدُهُ
لَا تَذَرْ فِي مَغْصِبَةِ
لَا تَذَرْ لِأَبْنِي أَدَمَ فِيمَا
لَا يَمْلِكُ -



لکھنؤیہ

- ۹۔ مُشرکوں کی تقریبات، عید، بیلے وغیرہ سے مشابہت پیدا کرنا منوع ہے۔ خواہ
معصوم دو ولی ہی تقریب منعقد کرنے نہ ہو۔
- ۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے خلاف جوندر مانی جائے وہ باطل ہے۔
- ۱۱۔ جس چیز پر انسان کو اختیار حاصل نہ ہو اس سے متعلق نذر ماننے پر بھی نذر کو پورا
کرنا لازم نہیں آتا۔



باب

من الشرك النذر لغير الله

يُوقِّنَ بِالنَّذْرِ وَ يَخَافُونَ

﴿وَلَا يَشْعُرُونَ﴾

يَوْمًا كَانَ شَرًّهُ مُسْتَطِيرًا (المردود: ٢٧)
فَلَهُ وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ نَفَقَةٍ
أَوْ نَذْرَتُمْ مِنْ نَذْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ
يَعْلَمُهُ ﴿البقرة: ٢٨﴾

وفي الصحيح عن عائشة رضي الله عنها أَنَّ رَسُولَ

الله صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نَذَرَ أَنْ يُطِيعَ اللَّهَ
فَلَيُطِعْهُ.

وَمَنْ نَذَرَ أَنْ يَعْصِيَ اللَّهَ
فَنَلَّا يَعْصِيهِ.

نَهْيٌ دَسَائِكَ

وُجُوبُ الوفاءِ بِالنَّذْرِ -

الأولى:

إِذَا ثَبَتَ كَوْنُهُ عِبَادَةً لِلَّهِ
فَصَرْفُهُ إِلَى غَيْرِهِ شِرْكًا

الثانية:

أَنَّ نَذْرَ الْمَغْصِيَةِ لَا يَجُوزُ الْوَفَاءُ

الثالثة:

- بِهِ -

باب ۱۲

غیراللہ کے نام پر نذر ماننا شرک ہے

ارشاد بباری تعالیٰ ہے :

”یہ وہ لوگ ہوں گے جو دُنیا میں، نذر پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈستے ہیں جس کی آفت ہر طرف پھیلی ہوئی ہوگی“

اور ارشاد بباری تعالیٰ ہے :

”تم نے جو کچھ بھی خرچ کیا ہو اور جو بھی نذر مانی ہو اس کو اس کا علم ہے“

اور سیمچ بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص ایسی نذر مانے جو اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہو اسے اپنی نذر کو پورا کرنا چاہیے اور جو شخص کوئی ایسی نذر مانے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ نذر کو پورا کرنا واجب ہے۔
- ۲۔ جب یہ ثابت ہوگی کہ نذر عبادت ہے تو غیراللہ کے لیے نذر ماننا غیراللہ کی عبادت کے مترادف ہے اور غیراللہ کی عبادت شرک ہے۔
- ۳۔ جس نذر سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو اس کا پورا کرنا جائز نہیں۔

باب

مِنَ الشَّرِّ كَالْأَسْتِعَاذَةِ لِغَيْرِ اللَّهِ

فَلَا يَغُرِّ وَ أَنَّهُ كَانَ رِجَالٌ مِنَ
الْأُنْسِ يَعُودُونَ بِرِجَالٍ مِنَ الْجِنِّ
فَرَأَوْهُمْ رَهْقَاتٍ^{العر} ٤٠
وعن خولة بنت حكيم رض قالت سمعت رسول الله صل يقول من نزل منزلًا
فتال

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ
مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ -
لَمْ يَضُرْهُ شَيْءٌ حَتَّىٰ يَرْحَلَ
مِنْ مَنْزِلِهِ ذَلِكَ - رواه مسلم



غیر اللہ کی پناہ مانگنا شرک میں داخل ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں میں سے بعض لوگوں کی پناہ مانگا کرتے
جسے اس طرح انہوں نے جتوں کا غور اور زیادہ ٹھہرا دیا۔

اور حنفی خواہ بنت حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے آئی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے مذاکرہ شخص کسی جگہ قیام کرے اور یہ
کلمات کرے: ”میں پناہ مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کے بے عیب کلمات
کی برکت سے تمام حقوق کے شر سے“ تو اس جگہ سے رخصت ہونے
کے وقت تک اسے کوئی چیز تسلیف نہ پہنچا سکے گی۔



فِيهِ مَسَائِكٌ

تَقْسِيرٌ أَيَّةِ الْجِنِّ .
 كَوْنُهُ مِنَ الشَّرْكِ
 لِإِسْتِدْلَالٍ عَلَى ذَلِكَ بِالْحَدِيثِ
 لَا يَأْتِي الْعُلَمَاءَ يَسْتَدِلُونَ بِهِ
 عَلَى أَنَّ كَلِمَاتَ اللَّهِ غَيْرُ
 مَخْلُوقَةٍ قَالُوا لِأَنَّ إِسْتِعَادةَ
 بِالْمَخْلُوقِ شَرْكٌ .

فَضِيلَةُ هَذَا الدُّعَاءِ مَعَ إِخْتِصَارِهِ
 أَنَّ كَوْنَ الشَّئْبِ يَحْصُلُ بِهِ
 مَنْفَعَةٌ دُنْيَوِيَّةٌ مِنْ كُفَّ
 شَرِّ أَوْ جَلْبِ نَفْعٍ لَا يَدْلُ
 عَلَى أَنَّهُ لَيْسَ مِنَ الشَّرْكِ .

الْأُولَى

الثَّانِيَةُ

الثَّالِثَةُ

الْأَرْبَعَةُ

الْخَامِسَةُ



اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سورۂ جن کی آیت ملک کی تفسیر یہ ہے کہ غیر ائمہ کی پناہ طلب کرنا شرک میں داخل ہے۔
- ۲۔ اس حدیث سے غیر ائمہ کی پناہ مانگنے کے شرک ہونے پر اس طرح استدلال کیا گی ہے کہ کلمات اللہ غیر مخلوق ہیں کیونکہ اگر یہ مخلوق ہوتے تو ان سے پناہ طلب کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔ اس لیے کہ مخلوق سے پناہ طلب کرنا شرک ہے۔
- ۳۔ اس دعا کے مختصر ہونے کے باوجود اس کی فضیلت۔
- ۴۔ کسی عمل کا دُنیوی فائدہ کے اعتبار سے صفائی ہونا (مثلاً اس کے اثر سے شر سے محفوظ رہنا یا کسی قسم کے نفع کا حاصل ہونا)، اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ عمل شرعاً جائز ہے اور شرک نہیں ہے۔



مِنَ الشَّرِّ لَكَ أَنْ يَسْتَغْفِرَ
لِغَيْرِ اللَّهِ وَيَدْعُونَ عَنْهُ

وَ لَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ
مَا لَا يَنْفَعُكَ وَ لَا يَضُرُّكَ فَإِنْ
فَعَلْتَ فِيمَا كَفَرَ إِذَا مِنَ الظَّالِمِينَ ○ (يونس: ١٠٩)
وَ إِنْ يَمْسِكَ اللَّهُ بِضَرِّ
فَنَلَوْ كَافِشَ لَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ
يُرِدُكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَادَ لِفَضْلِهِ
يُصِيبُ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ
وَ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ○ (يونس: ١٠٧)

إِنَّ الَّذِينَ تَبْعَدُونَ مِنْ دُونِ
اللَّهِ لَا يَسْلِكُونَ لَكُمْ رِزْقًا فَنَابُتَنَّ
عِنْدَ اللَّهِ الرِّزْقَ وَأَعْبُدُوهُ
وَ اشْكُرُوا لَهُ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ○
(النَّبِيَّة: ١٧)

وَ مَنْ أَضَلُّ مِنْ
مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَعْجِبُ لَهُ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَ هُمْ عَنْ دُعَائِهِ
غَفِلُونَ وَ إِذَا حُشِرَ النَّاسُ
كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءٌ وَ كَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ

غیر اللہ سے مدد طلب کرنا یا دعا مانگنا شرک میں داخل ہے

یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اور اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی ایسی سبتوں کو نہ پکارا جو تجھے نہ فائدہ
پہنچا سکتی جئے نہ فیصل ان اگر تو ایسا کرے گا، تو ظالموں میں سے ہوگا“
یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اور اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو اس
 المصیبت کو طالع دے۔ اور اگر وہ تیرے حق میں کسی بھلائی کا ارادہ کرے تو
اس کے فضل کو پھیرنے والا بھی کوئی نہیں ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے
جس کو چاہتا ہے اپنے فضل سے فوائد تماہیے اور وہ درگز کرنے والا
اور رحم فرمائے والا ہے：“

یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”وحقیقت اللہ کے سوا جن کی تم پرستش کرتے ہو وہ تھیں کوئی رزق
بھی دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ سے رزق مانگو اور اسی کی بندگی
کرو، اس کا شکر ادا کرو، اسی کی طرف تم پلٹائے جانے والے ہو۔“

یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”آخر اس شخص سے زیادہ بہکا ہو انسان اور کون ہو گا جو اللہ کو چھوڑ کر
ان کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہیں دے سکتے بلکہ اس سے
بھی سے خبر میں کو پکارنے والے ان کو پکار رہے ہیں... جب تما انسان
جس کیے جائیں گے اُس وقت وہ اپنے پکارنے والوں کے دشمن اور

لِكُلِّ الْمُتَّهِّدِينَ

كُفَّارِينَ ○ (الحقائق: ٥، ٦)

فَلَمَّا أَمَّنْ يَعِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا
دَعَاهُ وَيَكْتُشُ الشَّوَّأَةَ وَيَعْنَلُكُمْ
خُلَفَاءَ الْأَرْضِ مَوْلَاهُ مَعَ اللَّهِ
قَلِيلًا مَا تَذَكَّرُونَ ○ (الصلوة: ٦٢)

و روی الطبراني بأسناده : أَنَّهُ كَانَ فِي
زَمَنِ النَّبِيِّ ﷺ مُسَافِقٌ يُؤْذِي
الْمُؤْمِنِينَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَوْمُوا
بِنَا لَسْتَغْيِثُ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ مِنْ
هَذَا الْمُسَافِقِ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ
إِنَّهُ لَا يُسْتَغْاثُ بِي وَ إِنَّمَا يُسْتَغْاثُ
بِاللَّهِ

فِيهِ مُسَائِلٌ

أَنَّ عَطْفَ الدُّعَاءِ عَلَى
الْإِسْتَغْاثَةِ مِنْ عَطْفِ الْعَامِ
عَلَى الْخَاصِ

الآدف

لکھب کلہنہ بیہر

ان کی عبادت کے نتکر ہوں گے ۔“

نیز ارشاد دوباری تعالیٰ ہے :

”کون ہے جو سیر اک دعا سنا ہے جبکہ وہ اسے پکارے اور کون اس کی تکلیف کو رفع کرتا ہے اور کون ہے جو تھیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اہل خُد ابھی (یہ کام کرنے والا) ہے؟ تم لوگ کہی سوچتے ہو۔“

نیز امام طبرانیؑ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ایک منافق مسلمانوں کو تسلیف پہنچایا کرتا تھا۔ اس کی ایمارسانی سے تنگ آ کر بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے باہم مشورہ کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اس منافق کے بارے میں فریاد کی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے فریاد مت کرو فریاد صرف اللہ تعالیٰ سے کرنی چاہیے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

۱۔ باب کے عنوان میں جزو دعا کو استغاثۃ پر عطف کیا گیا ہے (آن یستَغْثِیثَ اَوْ يَذْعُو) یہ ”عطف العام علی الخاص“ کی قبیل سے ہے (دُعا عام ہے اور استغاثۃ فریاد کرنا خاص ہے)۔

فَسِيرْ قُولُهُ "وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ".

الثانية

إِنَّ هَذَا هُوَ الشَّرْكُ الْأَكْبَرُ.
أَنَّ أَصْلَحَ التَّاسِ سَوْيَةً لَوْ يَفْعَلُهُ
إِرْضَاءً لِغَيْرِهِ صَارَ مِنَ الظَّالِمِينَ
تَفْسِيرُ الْأَيْةِ الْقِيْتُ بَعْدَمَا
كَوُنْتُ ذَلِكَ لَا يَنْفَعُ فِي الدُّنْيَا
مَعَ كَوْنِهِ كُفْرًا.

الثالثة

تَفْسِيرُ الْأَيْةِ الْثَالِثَةِ -
أَنَّ طَلْبَ الرِّزْقِ لَا يَنْبَغِي
إِلَّا مِنَ اللَّهِ كَمَا أَنَّ الْجَهَةَ لَا
يُطْلَبُ إِلَّا مِنْهُ.

الرابعة

تَفْسِيرُ الْأَيْةِ الرَّابِعَةِ -
أَنَّهُ لَا أَصْلَلُ مِنْ دَعَا غَيْرَ اللَّهِ -
أَنَّهُ غَافِلٌ عَنْ دُعَاءِ الدَّاعِيِّ
لَا يَدْرِي عَنْهُ.

الخامسة

أَنَّ تِلْكَ الدَّعْوَةَ سَبَبَ لِبُغْضِ
الْمَدْعُوِّ لِلْدَّاعِيِّ وَ عَدَاوَتِهِ لَهُ.

السادسة

السابعة

الثامنة

النinthة

العاشرة

الحادية عشرة

الحادية عشرة

۶۔ آیتہ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَنْعَدُكُ وَلَا يَضُرُّكَ کی تفسیر:-

- ۳۔ غیر اللہ کو پکارانا اور فرمایہ کرنا شرکِ اکبر ہے۔
- ۴۔ اور اگر کوئی انتہائی نیک اور متقدی شخص بھی غیر اللہ سے دعا و استغاثہ اس نیستے کرے گا کہ اس طرح سے اس کی خوشودی حاصل ہو تو وہ بھی ظالموں میں شمار ہو گا۔
- ۵۔ آیتہ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللَّهِ کے بعد والی آیت یعنی آیت (۱۷) کی تفسیر:-
- ۶۔ غیر اللہ سے دعا، استغاثت اور استغاثۃ کفر ہے علاوہ ازیں ان سے دُنیا میں بھی کسی طرح کا فائدہ نہیں رکھتا

۷۔ تیسرا آیت کی تفسیر یہ ہے کہ:-

- ۸۔ جس طرح جنت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں مانگی جاسکتی اسی طرح رزق بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں مانگنا چاہیے۔

۹۔ چوتھی آیت کی تفسیر یہ ہے کہ:-

- ۱۰۔ غیر اللہ سے فرمادی رسی چاہئے والے سے زیادہ گراہ کوئی نہیں۔
- ۱۱۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن سے فرمادی کی جاتی ہے وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ کیا بالکھا جارہا ہے اور کون مانگ رہا ہے۔
- ۱۲۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جن سے فرمادی کی جاتی ہے وہ اس سے خوش نہیں ہوتے بلکہ اس طرح انھیں ان فرمادی کرنے والوں سے بغض و عناد پیدا ہو جاتا ہے۔

تَسْبِيَةُ تِلْكَ الْمَعْرَةِ عِبَادَةٌ
لِلْمَدْعُوِّ -

الثالث عشرة

كُفْرُ الْمَدْعُوِّ يُسْلِفُ الْعِبَادَةَ -

الرابعة عشرة

هِيَ سَبَبُ كَوْنِهِ أَهْلَ التَّأْسِ
تَفْسِيرُ الْأَيَّةِ الْخَامِسَةِ -

الخامسة عشرة

الْأَمْرُ الْعَجِيبُ، وَ هُوَ إِقْرَارُ عَبَدَةِ
الْأَوْثَانِ أَثَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُضطَرَّ
إِلَّا اللَّهُ وَ لِأَجْلِ هَذَا يَدْعُونَهُ
فِي السَّدَادِ مُخْلِصِينَ لَهُ
الَّذِينَ -

السادسة عشرة

حِمَاءُ الْمُصْطَفَى ﷺ حِمَاءُ
الْتَّوْحِيدِ وَ التَّأْدِيبِ مَعَ اللَّهِ -

الثامنة عشرة



لکھنؤ بہرہ

- ۱۲۔ غیر اللہ سے فریاد کرنے اور مدد مانگنے ہی کو ان کی عبادت کرنے سے تعمیر کیا گی ہے
- ۱۳۔ جن کو پکارا جاتا ہے وہ پکارنے والوں کی اس عبادت سے ناپسندیدگی اور بیزاری کا انہمار کریں گے۔
- ۱۴۔ ایسے شخص کو اَمْسَأْ السَّاسِ (سب سے زیادہ گمراہ) اس لیے کہا گیا ہے کہ وہ معبودِ حقیقی اور پروردگار از لی کو چھوڑ کر اور بھٹک کر ایسے انیار کی طرف رجوع کرتے ہیں جو خود اس دعوت سے بیزاری کا انہمار کریں گے۔
- ۱۵۔ پانچویں آیت آئَنَّ يَحْيِيُّ الْمُفْتَرَّ إِلَّا لِتَغْيِيرٍ
- ۱۶۔ اس میں سب سے عجیب بات یہ بتائی گئی ہے کہ ہتوں کو پوچھنے والے ہمی یا قرار کرتے ہیں کہ مجبور اور بے سار انسان کی فریادِ مُسْنَنَة والا اور مشکلات سے نجات دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں اور یہی وجہ ہے کہ شہزادی مصائب و مشکلات کے وقت وہ لوگ بھی انتہائی خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کرتے ہیں۔
- ۱۷۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا توحید کی حدود کی حفاظت فرمانا اور اللہ تعالیٰ کے حضور جس ادب و احترام کی ضرورت ہے اس کا احتیار کرنا ری فرمائ کر "إِنَّهُ لَا يُسْتَغْاثُ بِنِي وَإِنَّمَا يُسْتَغْاثُ بِاللَّهِ" فریادِ مجھ سے نہیں صرف اللہ تعالیٰ سے کی جائی چاہیے)



باب

قُولَّ اللَّهِ تَعَالَى أَيْشَرُكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا

أَيْشَرُكُونَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا
وَ هُمْ يُخْلِقُونَ ۝ وَ لَا يَسْتَطِعُونَ
لَهُمْ نَصْرًا وَ لَا أَنفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ ۝

(الاعانات : ١٩٢، ١٩١)

فَلَهُ وَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ مَا
يَسْتَكِونُ مِنْ قِطْمَيْرٍ ۝ إِنْ تَدْعُوهُمْ
لَا يَسْمَعُونَ دُعَاءَكُمْ وَ لَوْ سَمِعُوا مَا
اسْتَجَابُوا لَكُمْ وَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ يَكْفُرُونَ
بِشَرِّكِمْ وَ لَا يُنِتَّكَ مِثْلُ خَيْرٍ ۝

(فاطر : ١٤٠، ١٣)

وفي الصحيح عن أنس رضي الله عنه قال شيخ
 الشَّيْئِ للظاهر يوم أحدٍ وَ كُبِيرَتْ
 رُبَاعِيَّتُهُ - فَقَالَ كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ
 شَجَّعوا بَنِيهِمْ فَنَزَلتْ "لَيْسَ لَكَ مِنَ
 الْأَمْرِ شَيْئًا" -

وفيه : عن ابن عمر رضي الله عنه أَنَّهُ سَيَعَ رَسُولَ
 اللَّهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ
 الرُّكُوعِ فِي الرَّكْعَةِ الْآخِيَّةِ

جناب باری تعالیٰ کے مندرجہ ذیل ارشاد کے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

”یکے نادان ہیں یہ لوگ کہ ان کو نہ اکا شرکیٹ مٹھا سنتے ہیں جو کسی چیز کو بھی
پیدا نہیں کرتے بلکہ خود پیدا کیتے جاتے ہیں جونہ ان کی مدد کر سکتے ہیں اور نہ
اپنی مدد پر اسی قادر ہیں：“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے،

”اسے چھوڑ کر جن دوسروں کو تم پہچارتے ہو وہ ایک پرکاہ کے مالک
بھی نہیں ہیں۔ انہیں پکارو تو وہ تھاری دعائیں نہیں سن سکتے اور ان لیں
تو ان کا تھیں کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اور قیامت کے روز وہ تھارے
شرک کا انکار کر دیں گے جیسا کہ حال کی ایسی خبر تھیں ایک خبردار کے
سو اکوئی نہیں دے سکتے!“

اور صحیح بخاری[ؓ] میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب غزوۃ
اُحمد میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہو گئے اور آپ کے سامنے کے
وانست شید ہو گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ وہ قوم کیسے فلاخ پا سکتی ہے
جو اپنے بھی کو زخمی کر دے۔ تو اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی۔
”لَيْسَ لَكُمْ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ“ (اسے پہنچہ)، فیصلہ کے اختیارات میں
”تمہارا کوئی حصہ نہیں۔“

نیز صحیح بخاری میں ہی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مردی ہے
کہ انہوں نے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز فجر کی دوسری کعبت میں

مِنَ الْفَجْرِ اللَّهُمَّ اعْزِ فُلَانًا
 وَ فُلَانًا بَعْدَ مَا يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ
 لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا وَ لَكَ الْحَمْدُ فَأَنْزَلَ
 اللَّهُ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ^{بِحَاجَةٍ إِلَيْهِ}
 وَ فِي رِوَايَةٍ : " يَدْعُ عَلَى مَفْوَانَ
 بْنِ أَمِيَّةَ وَ سَهْلِ بْنِ عَمْرِ وَ الْحَارِثِ
 بْنِ هَشَامٍ فَنَزَّلَتْ " لَيْسَ لَكَ مِنَ
 الْأَمْرِ شَيْءٌ^{بِحَاجَةٍ إِلَيْهِ}" .

وَ فِيهِ : عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَاتَمَ
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ أُنْزِلَ عَلَيْهِ " وَ
 أَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ " فَقَالَ
 يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ " أَوْ كَلِمَةً نَحْرَهَا
 إِشْتَرُوا أَنْفَسَكُمْ لَا أَغْنِي عَنْكُمْ مِنَ
 اللَّهِ شَيْئاً - يَا عَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُظَلِّبِ !
 لَا أَغْنِي عَنْكَ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً ،
 يَا صَفِيَّةَ عَمَّةَ رَسُولِ اللَّهِ لَا أَغْنِي
 عَنْكِ مِنَ اللَّهِ شَيْئاً - وَ يَا فَاطِمَةَ
 بُنْتَ مُحَمَّدٍ سَلِينِي مِنْ مَالِي
 مَا شِئْتَ لَا أَغْنِي عَنْكِ مِنَ
 اللَّهِ شَيْئاً .

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رکوع سے اُٹھنے اور سمعِ اللہ لِمَنْ حَمِدَه رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ۔
کہنے کے بعد یہ فرماتے ہوئے مُنا کے اللہ فلاں شخص اور فلاں شخص پر
لغت بیجع۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لَيْسَ لَكَ مِنَ
الْأَمْرِ شَيْئٌ جُوْ۔ اُولیٰ۔ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے صفوان
بن اُمیتہ، سعیل بن عہرو اور حارث بن ہشام کے لیے بدُعا فرمائی تو یہ آیت
نازل ہوئی، لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ بِعْدَ إِخْرَاجِ

اور سیم بخاری میں ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب یہ آیت نازل ہوئی: وَإِنَّدُرْ
عَشِيرَنَّ تَكَ الدَّقَّرَ بَيْنَ "اپنے قربی رشتہ داروں کو اللہ کے عذاب
سے ڈراو" تو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا۔
لے اہل قریش! اپنے آپ کو بچاؤ۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے
تعین میں بھی نہ بچا سکوں گا۔ لے بیاش بن عبد الملک! تمیں اللہ
تعالیٰ سے میں نہ بچا سکوں گا۔ لے صفیہ! آپ رسول اللہ کی چھوپھی
ہیں اس کے باوجود میں اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کے کسی کام نہ آسکوں گا۔

لے فاطمہ! میری بیٹی تم میرے مال میں سیاں جو چاہو ماں گا لوئے
لو۔ لیکن ذات باری تعالیٰ کے سامنے اپنا حساب تعین خود پیش کرنا ہو گا۔
وہاں میں تحدارے کسی کام نہ آسکوں گا۔

فيه مسائل

تَفْسِيرُ الْأَيْتَيْنِ -
وَقَصَّةُ أَحْمَدٍ -

الاولى

الثانية

الثالثة

قُنُوطُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَخَلْفَهُ
سَادَاتُ الْأَوْلِيَاءِ يُؤْمِنُونَ فِي
الْعَذَابِ -

أَنَّ الْمَدْعُوَ عَلَيْهِمْ كُفَّارٌ -
أَنَّهُمْ فَلَوْا أَشْيَاءَ مَا فَعَلُوا^أ
غَالِبُ الْكُفَّارِ مِنْهَا شَجَهُمْ بَيْتَهُمْ
وَ حَرَصُهُمْ عَلَى قَتْلِهِ . وَ مِنْهَا
الْمُتَّهِلُ بِالْقَتْلِ مَعَ أَنَّهُمْ بَنُو
عَيْتَهُمْ

الرابعة

الخامسة

أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْهِ فِي ذَلِكَ " لَيْسَ
لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ بَعْدَ " -

السادسة

قَوْلُهُ : " أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ يُعَذَّبُهُمْ
فَتَابَ عَلَيْهِمْ فَأَمَنُوا .

السابعة

الْقُنُوتُ فِي الشَّوَّالِ
تَسْمِيَةُ الْمَدْعُوِ عَلَيْهِمْ فِي الْعَذَابِ
بِإِسْمَاهُمْ وَ أَسْمَاءِ أَبَائِهِمْ .

الثامنة

التاسعة

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ دونوں آئیوں کی تفسیر۔
- ۲۔ جنگ احمدیہ پیش آنے والا واقعہ۔
- ۳۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں کفار کو بدعا دینا اور سادات الادیار یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا آپ کے پیچے آئیں کہنا۔
- ۴۔ جن کے لیے بدعا کی گئی وہ کافر تھے۔
- ۵۔ ان لوگوں نے (جن کے لیے بدعا کی گئی) ایسے افعال کیے تھے جو دوسرے کا فرول نے نہ کیے تھے مثلاً اس حضرت سلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی کرنا اور آپ کو قتل کرنے کی کوشش اور خواہش رنہ مسلمان شہدار کا مشکل کرنا وغیرہ حالانکہ یہ لوگ آپ کے پیچائی اولاد تھے اتنے قریبی رشتہ کے باوجود اخنوں نے کوئی پرواہ نہیں۔

- ۶۔ ان لوگوں کے اتنے مظالم کے باوجود جب آپ نے ان کے لیے بدعا فرمان تو یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا : **لَئِنْ لَكُ مِنَ الْوَمْرِ شَيْئٌ فَإِذَا رَأَيْتُهُ كُلُّمَا**
- ۷۔ ان بھی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : **أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ أَوْ لَا يَتُوبُمْ** (اللہ چاہے تو ان کی توبہ قبول فرمائے اور چاہے تو انھیں عذاب دے،) چنانچہ ان کی توبہ قبول کری گئی اور وہ ایمان لے آئے۔
- ۸۔ نزولِ بلا اور حادثات کے موقع پر بدعا اور فتوت (مناجات) مسنون طریقہ ہے۔
- ۹۔ جن کے لیے بدعا کی گئی ان کے اور ان کے آبا اور اجداد کے نام نماز میں لیے گئے۔

لِكُلِّ الْمُهْبَرِ

لَعْنُ الْمُعَيْنِ فِي الْقُنُوتِ .
 قِصَّتُهُ لَنَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ
 وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ :
 حِدْهَ بِحَيْثُ فَعَلَ مَا شِئَ
 بِسَبِيهِ إِلَى الْجَنُونِ وَ كَذِلِكَ
 لَوْ يَفْعَلُهُ مُسْلِمٌ أَلَا :

قَوْلُهُ لِلْأَبْعَدِ وَ الْأَقْرَبِ لَا أَغْنِي
 عَنْكَ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا - حَتَّى
 قَالَ : يَا فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ
 لَا أَغْنِي عَنْكِ مِنْ اللَّهِ شَيْئًا.
 فَإِذَا صَرَحَ وَ هُوَ سَيِّدُ الْمُرْسَلِينَ
 بِإِنَّهُ لَا يُغْنِي شَيْئًا عَنْ سَيِّدِهِ
 نِسَاءَ الْعَالَمِينَ وَ أَمَّنَ الْإِنْسَانُ
 أَنَّهُ لَمْ يَقُولُ إِلَّا الْعَرَقَ
 ثُمَّ نَظَرَ فِيمَا وَقَعَ فِي قُلُوبِ
 خَاصِنِ النَّاسِ الْيَوْمَ . تَبَيَّنَ لَهُ
 التَّوْحِيدُ وَ غُرْبَةُ الدِّينِ

العاشرة

الحادية عشرة

الثانية عشرة

الثالثة عشرة



لکھن بلالہ جنہر

- ۱۰۔ قوت میں کسی مخصوص شخص کے لیے لعنت اور بد عاکر ناجائز ہے۔
- ۱۱۔ آئیہ "وَأَنذِرْ عَشَيْرَةَ الْأَقْرَبِينَ" کے نازل ہونے پر آپ کا اپنے انتہائی قریبی عزیز دوں سے خطاب کرنے کا واقعہ۔
- ۱۲۔ تبلیغ اسلام اور توحید کے ماحالے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتنی شدید چدوجہ جس کی وجہ سے آپ کو مشرکین نے دیوانہ کمار ایک قدیم دستور ہے، آج بھی اگر کوئی مسلمان ایسی چدوجہ کرتا ہے تو مخالفین اس کو اسی لقب سے نوازتے ہیں۔
- ۱۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربی اور دُور کے رشتہ داروں سے حقیقت کہ اپنی لخت بھگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہ ارشاد فرمادیا کہ میں تمہیں مذاہب الٰہی سے زیجاں سکوں گا جب انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تیڈ المرسلین ہونے کے باوجود اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمۃ الزہراؑ شی اللہ عنہا سے جو خواتین جہاں کی سردار ہیں واضح طور پر فرمادیا کہ میں تمہیں اللہ کے مذاہب سے زیجاں سکوں گا اور جہاں ایمان ہے کہ آپ مررت حق اور پچی بات ہی فرماتے ہیں اس صفات کی روشنی میں موجودہ زمانے کے خواص (علماء و مشائخ) کے دلوں میں اپنے باسے میں جو غلط اور سبے بنیاد نظریات جاگریں ہیں (کہ ہر فرم کی بے راہ روی و بد کاری کے باوجود ہم مذاہب الٰہی سے محفوظ رہیں گے) ان کی حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ اس زمانے میں دین اپنی اصل سے کس قدر دُور چلا گیا ہے۔

لکھن بلالہ جنہر

لِكَافِرٍ كَلَّا لَهُمْ بُرْدَةٌ

بَابٌ

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى حَتَّى إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ

حَتَّى إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ
قَالُوا مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا هُوَ
وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ
(سـ: ٢٢)

فِي الصَّحِيفَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ إِذَا قَضَى اللَّهُ الْأَمْرَ فِي السَّمَاءِ
صَرَّبَتِ الْمَلَائِكَةُ بِأَجْنِحَتِهَا خَضْمًا
لِقَوْلِهِ كَأَنَّهُ سَلَّمَ عَلَى صَفَرَانِ
يَنْذَهُمْ ذَلِكَ -

حَتَّى إِذَا فُزِعَ عَنْ قُلُوبِهِمْ قَالُوا
مَا ذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا هُوَ وَهُوَ
الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ فِيمَمَا مُسْتَرِفُ
السَّمْعِ - وَ مُسْتَرِفُ السَّمْعِ هُكْدَا بِعَضْهُ
فَوْتَ بَعْضِهِ - وَ صَفَةُ سُفَيَّانَ
بِكَفِيهِ فَحَرَفَهَا وَ بَدَدَ بَيْنَ

أَصَابِعِهِ فَيَسْعُ الْكَلِمَةَ فَيُلْقِيَهَا
إِلَى مَنْ تَعْتَهُ - ثُمَّ يُلْقِيَهَا الْأَخْرَى
حَتَّى يُلْقِيَهَا عَلَى لِسَانِ

مندرجہ ذیل ارشاد باری تعالیٰ کی تفسیر

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حقیقت کو جب ان کے دلوں سے گھبرا سٹ دو رہوتی ہے تو وہ (فرشتنے)
کہتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا فرمایا؟ وہ جواب دیتے ہیں اللہ نے
حق فرمایا وہ بزرگ و برتر ہے
صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ آسماؤں میں کسی معاملہ کے باعثے
میں فیصلہ اور حکم صادر فرماتا ہے تو ملا کوک حکمِ الہی کے آگے اہل اہماعت و
القیاد کی خاطر اپنے پر بچر بھڑانے لگتے ہیں۔ جانب باری کی آواز ایسی
 واضح اور زور دار ہوتی ہے جیسے کسی سخت چٹان سے لو ہے کی زنجیر بکراستے۔
یہ آواز فرشتوں کے دلوں میں انفوڈ کر کے ان پر خوف و دہشت کا گمرا
اثر چھوڑتی ہے۔ پھر جب ان کی دہشت اور گھبراہٹ دو رہوتی ہے تو
وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے ہیں کہ تمہارے پر دروغگار نے کیا حکم
فرمایا؟ وہ کہتے ہیں کہ فلاں حق بات کا حکم فرمایا ہے اور وہ بزرگ و برتر
ہے۔ ان ارشاداتِ ربائی کو وہ شیاطین سن لیتے ہیں جو عالم بالا کی
باتیں چوری چھپے سئنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور ایک سے
دوسراء، دوسرے سے تیسرا دجو اور تکے چڑھ کر زمین سے آسمان تک
سلسلہ قائم کیتے ہوتے ہیں، سئنے پلے جاتے ہیں۔ اس موقع پر رادیٰ
حدیث حضرت سفیان ائمہ شیاطین کے صفت بصفت اور تکے
کھڑے ہونے کی کیفیت کو اپنا اندھ کھدا کر کے اور انھیں میں فاصسلہ
کر کے بتایا کہ اس طرح کھڑے ہوتے ہیں جب سب سے اور پر والا
شیطان کوئی بات نہ تھا ہے تو وہ اپنے سے نیچے والے کو بتاتا ہے اور نیچے

السَّاحِرِ أَوِ الْكَاهِنِ . فَرُبَّمَا أَدْرَكَهُ
الشَّهَابُ قَبْلَ أَنْ يُلْقِيَهَا ، وَرُبَّمَا
أَلْقَاهَا قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ فَكَذَبَ مَعَهَا
مِائَةً كَذَبَةً فَيُقَالُ أَلِيسَ قَدْ قَالَ
لَنَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا كَذَا وَكَذَا
فَصَدَقُ بِتِلْكَ الْكَلِمَةِ الْقَوْنِ
سُمعَتْ مِنَ السَّمَاءِ .

وَعَنِ النَّوَاسِ بْنِ سَمَاعَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
إِذَا أَرَادَ اللَّهُ تَعَالَى أَنْ يُوحِي
بِالْأَمْرِ تَكَلَّمَ بِالْوَحْيِ أَخْذَتِ السَّمُوتُ
مِنْهُ رَجْفَةً أَوْ قَالَ رَعْدَةً خَوْفًا مِنَ
اللَّهِ تَعَالَى .

فَإِذَا سَمِعَ ذَلِكَ أَهْلُ السَّمُوتِ
صُعِقُوا وَخَرُّوا لِلَّهِ سُجَّدًا فَيَكُونُ
أَوَّلَ مَنْ يُرْفَعُ رَأْسَهُ جِبْرِيلُ فِي كِلِمَةِ
اللَّهِ مِنْ وَحْيِهِ بِمَا أَرَادَ رَ
ثُمَّ يَمْرُّ جِبْرِيلُ عَلَى الْمَلَائِكَةِ
كُلَّمَا مَرَّ بِسَمَاءٍ سَأَلَهُ مَلَائِكَتُهَا
مَاذَا قَالَ رَبُّنَا يَا جِبْرِيلُ ؟ فَيَقُولُ

دلے اپنے سے نیچے والوں کر۔ یہاں تک کہ یہ بات کسی ساحر یا کاہن
نہ پہنچی ہے۔ جب یہ شیاطین سنی ہوئی بات ایک دوسرے کو
بتانے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں تو کبھی قربات بتانے سے پہلے
ہی انھیں شہاب ثاقب آگتا ہے اور کبھی بات بتانے کے بعد وہ شہاب
کاشناز بن جلتے ہیں۔ جب یہ سنی ہوئی بات کسی کا ہن تک پہنچتی ہے
تو وہ اس ایک بات میں سوچ جوٹی باتیں لاتا ہے۔ پھر اس کا ہن کے
ماننے والے جب کوئی ایسی بات اس سے سنتے ہیں جو بعد میں درست
ثابت ہو جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ اس نے کیا پہلے ہی اس بات کی اطلاع
نہ دے دی تھی؟ گویا آسمانی رازوں میں سے اتفاقاً کوئی ایک راز جان
لینے کی وجہ سے اس کو تھا سمجھا جانے لگتا ہے (اور جوٹی باتوں کو نظر انداز
کر دیا جاتا ہے)

اور حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے، انھوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنَا کہ جب اللہ تعالیٰ کوئی
حکم یافیصلہ اہل دُنیا تک پہنچانا چاہتا ہے تو وہی کے مخصوص انداز میں کلام
فرماتا ہے جس کی وجہ سے آسمانوں پر خوف و دہشت سے لگپڑی طاری ہو
جاتی ہے۔ پھر جب یہ وحی آسمان کے باسی سنتے ہیں تو حواس باختہ ہو کر
اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گرپتے ہیں۔ پھر سب سے پہلے حضرت
جبیر بن جحش سے سر اٹھلتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انھیں اپنا حکم دی
فرماتا ہے جیسے چاہتا ہے۔ حضرت جبیر بن جحش اس دھی کو لے کر مختلف آسمانوں
میں فرشتوں کے پاس سے گزرتے ہیں اور ہر آسمان پر فرشتے ان سے سوال
کرتے ہیں کہ اے جبیر! ہمارے رب کا کیا حکم ہے؟ حضرت جبیر بن جحش

جِبْرِيلُ قَالَ الْعَيْ وَهُوَ الْمَلِكُ
الْكَبِيرُ - فَقُولُوا كُلُّهُمْ مِثْلُ
مَا قَالَ جِبْرِيلُ - فَيَسْتَهِنُ جِبْرِيلُ
بِالوَحْيِ إِلَى حِينٍ أَمْرَهُ اللَّهُ تَعَالَى

فِيهِ مَسَائِلٌ

تَفْسِيرُ الْأَيَّةِ -

الْأُولَى

مَا فِيهَا مِنْ الْحُجَّةِ عَلَى
إِبْطَالِ الشِّرْكِ خُصُوصًا مَا تَعَلَّقُ
عَلَى الصَّالِحِينَ وَهِيَ
الْأَيَّةُ الْقَنْدِيلُ فِيَنْ إِنَّهَا
تَقْطَعُ عُرُوقَ شَجَرَةِ الشِّرْكِ
مِنَ الْمَتَلِّبِ -

الثَّانِيَةُ

تَفْسِيرُ قَوْلِهِ قَالُوا الْعَيْ وَهُوَ
الْمَلِكُ الْكَبِيرُ -

الثَّالِثَةُ

سَبَبُ سُؤَالِهِمْ عَنْ ذَلِكَ -
أَنَّ جِبْرِيلَ يُعِيبُهُمْ بَعْدَ ذَلِكَ
بِقَوْلِهِ قَالَ كَذَا وَكَذَا -

الرَّابِعَةُ

ذَكْرُ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ يَرْفَعُ
رَأْسَهُ جِبْرِيلُ -

الْخَامِسُ

السَّادِسُ

لکھب کلہبہ بہر

دیتے میں کو حق ہی فرمایا ہے اور وہ بزرگ و برتر ہے۔ اس کے جواب میں سب فرشتے حضرت جبریلؐ کے کلمات دُھراتے ہیں (قَالَ الْحَقُّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ) اس کے بعد حضرت جبریلؐ یہ وحی دہان پہنچاتے ہیں جہاں پہنچانے کا حکم ہوتا ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ آئیہ کریمہ "حَتَّى إِذَا فَرَغَ" کی تفسیر۔
- ۲۔ اس آیت میں شرک کے بطلان کے لیے جو دلائل دیے گئے ہیں، قابل غور ہیں، بالخصوص اس شرک کے باطل ہونے کے دلائل، جس کا تعقین صلحاء اُمّت سے ہے، بہت اہم ہیں۔ اسی لیے عذر نہ کہا ہے کہ یہی وہ آیت ہے جس پر (اس کے سیاق و سبق میں) غور کرنے اور سمجھنے سے انسان کے دل سے ہر قسم کے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے۔
- ۳۔ آئیہ کریمہ قَالُوا الْحَقُّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ کی تفسیر و توضیح۔
- ۴۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ فرشتے اس کے بارے میں کیوں سوال کرتے ہیں؟
- ۵۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت جبریلؐ ان کے سوال پر کیا جواب دیتے ہیں۔
- ۶۔ یہ کہ سب سے پہلے حضرت جبریلؐ ہر کوشاں میں آتے ہیں اور اپنا سر اٹھاتے ہیں۔

أَنَّهُ يَقُولُ لِأَهْلِ التَّمَوْتِ كُلُّهُمْ
لَا نَهُمْ يَسْتَلُونَهُ -

السابع

أَنَّ الْفَشِيَّ يَعْمُلُ أَهْلَ التَّمَوْتِ
كُلُّهُمْ -

الثامن

إِرْتِجَافُ التَّمَوْتِ بِكَلَامِ اللَّهِ -

النinth

أَنَّ جِبْرِيلَ هُوَ الْذِي يَنْتَهِي
إِلَى الْوَحْيِ إِلَى حَيْثُ أَمْرَهُ اللَّهُ -
وَذَكْرُ إِسْتِرَاقِ الشَّيَاطِينِ -

العاشر

صَفَةُ رُكُوبِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا -

الحادي عشر

إِرْسَالُ الشَّهَابِ -

الثاني عشر

أَنَّهُ تَارَةً يُدْرِكُهُ الشَّهَابُ قَبْلَ
أَنْ يُلْقِيَهَا وَتَارَةً يُلْقِيَهَا فِي
أَذْبَابِ وَلِيَّهِ مِنَ الْإِنْسِ
قَبْلَ أَنْ يُدْرِكَهُ -
كَوْنُ الْكَاهِنِ يَصْدُقُ بَعْضَ
الْأَخْيَانِ -

الثالث عشر

الرابع عشر

كَوْنُهُ يَكْذِبُ مَعَهَا مِائَةَ
كَذَبَةٍ -

الخامس عشر

أَتَهُ لَمْ يَصْدُقُ كَذَبَهُ إِلَّا بِتِلْكَ
الْكَلِمَةِ الَّتِي سَمِعَتْ مِنَ السَّاءِ -

السادس عشر

السابع عشر

لکھب کلوب بہر

۴۔ یہ کہ تمام آسانوں کے فرشتے حضرت جبریلؐ سے سوال کرتے ہیں اور وہ جواب دیتے ہیں۔

- ۸۔ یہ کہ بے ہوشی سب آسانوں کے فرشتوں پر طاری ہوتی ہے۔
- ۹۔ یہ کہ ارشاد باری تعالیٰ کی دہشت سے آسان لرزائتھے ہیں۔
- ۱۰۔ یہ کہ حضرت جبریلؐ وحی دہان پہنچاتے ہیں جہاں پہنچانے کا حکم صادر ہوتا ہے۔
- ۱۱۔ یہ ذکر کہ شیطان عالم بالا کی باتیں چوری چھپے نہیں کی کوشش کرتے ہیں۔
- ۱۲۔ شیطاں کے ایک درسے پر چڑھ کر آسان تک صفت بستہ ہونے کی کیفیت کا بیان۔
- ۱۳۔ ان شیاطین پر شہاب ثاقب مارے جانے کا ذکر۔
- ۱۴۔ اس بات کا ذکر کہ شہاب ثاقب کبھی کامن تک بات پہنچانے سے پہنچے اور کبھی بات پہنچانے کے بعد آکر گلتا ہے۔

۱۵۔ یہ بات کہ کامن کی بات کبھی سچ بھی ہو جاتی ہے۔

۱۶۔ یہ کہ کامن ایک سچی بات میں سوچھٹی باتیں ملا تا ہے۔

۱۷۔ یہ کہ کامنوں کا جھوٹ اس لیے مان لیا جاتا ہے کہ آسانوں سے چوری چھپے ایک آدھ بات سُن لینے کی وجہ سے اس کی کوئی بات کبھی سچ نہ ثابت ہو جاتی ہے۔

قُبُولُ الْفُرْسَ لِلْبَاطِلِ كَيْفَ

الثامنة عشرة

يَعْلَقُونَ بِواحِدَةٍ وَ لَا يَسْتَرُونَ
بِمِائَةٍ -

كَوْنِيهِمْ يَسْتَلِقُ بَعْضُهُمْ مِنْ بَعْضٍ
تِلْكَ الْكَلِمَةُ وَ يَخْفَظُونَهَا وَ
يَسْتَدِلُونَ بِهَا .

النinth عشرة

إِثْبَاتُ الْعِصَافَاتِ خَلَافًا لِلأَشْعَرِيَّةِ

العشرون

الْمُعَظَّلَةُ

لِلحادي والعشرين [أَنَّ تِلْكَ الرَّجْفَةَ وَ الْفَشَى
خَوْفًا مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ .
أَنَّهُمْ يَخْرُونَ اللَّهَ سُجْدَةً .]

الحادي والعشرين



گلہبیہ

- ۱۸۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانی نفوس محبوب کی طرف زیادہ مال ہوتے ہیں اور اس ایک بات کو جو کبھی بچ ثابت ہو جاتی ہے گہرے میں باندھ لیتے ہیں۔
- ۱۹۔ یہ کہ وہ اُس سچی بات کو ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہیں اور محفوظ رکھتے ہیں اور اسے دلیل کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔
- ۲۰۔ اللہ تعالیٰ کے لیے صفات موجود ہونے کا ثبوت بھی ملتا ہے جس کو "اشاعرة معلمه" نہیں مانتے۔
- ۲۱۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ زلزلہ اور بے ہوشی کی کیفیت اللہ عز وجل کے خوف کے اثر سے پیدا ہوتے ہیں۔
- ۲۲۔ تمام ملک کے سجدے میں گرد پڑتے ہیں۔



الشَّفَاعَةُ

فَلَهُ وَأَنذِرْ بِهِ الَّذِينَ يَخَافُونَ
أَنْ يُخْسِرُوا إِلَى رَبِّهِمْ لَيْسَ لَهُمْ
مِنْ دُونِهِ وَلَا يُجْزِي وَلَا شَفِيعٌ
لَعَلَّهُمْ يَشْقُونَ ۝ (الإِنْجَان١٥)

فَوْلَيْتَعَالٌ : قُلْ لِلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعَهُ
فَوْلَيْتَعَالٌ : مَنْ ذَا الَّذِينَ يَشْفَعُونَ
عِنْدَهُ إِلَّا يَأْذِنُهُ

فَوْلَيْتَعَالٌ : وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا
إِلَّا مِنْ أَبْعَدِ أَنْ يَأْذِنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضِي

فَلَلْفَسْدِلْ قُلْ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ
مِنْ دُوْرِنَ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ
مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا
فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِنْ
شَرِكٍ وَمَا لَهُمْ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيرٍ
وَلَا شَفَعَ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ
أَذِنَ لَهُ -

شفاعت کے بیان میں

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اور اسے محمدؐ (تم اعلیٰ وحی) کے ذریعہ سے ان لوگوں کو نصیحت کرو جو اس بات کا خوف رکھتے ہیں کہ اپنے رب کے سامنے کبھی اس حال میں پیش کیے جائیں گے کہ اس کے سوا وہاں کوئی ایسا رذی اقتدار نہ ہو گا جو ان کا حامی اور مددگار ہو یا ان کی سفارش کرے، شاید کہ (اس نصیحت سے متنبہ ہو کر) وہ خدا ترسی کی روشن اختیار کر لیں۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”کو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”کون ہے جو اس کی جانب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے موجود ہیں، ان کی شفاعت کچھ بھی کام نہیں آ سکتی جب تک کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسے شخص کے حق میں اس کی اجازت نہ دے جس کے لیے وہ کوئی عرض اشتہ سنا چاہے اور اس کو پند کرے۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”(اے بنی ایلہ کشکین سے) کو کوئی ملکا درکیو اپنے ان معینو دوں کو جھینیں تم اللہ کے سوا اپنا معینو دیکھے میٹھے ہو، وہ نہ آسمانوں میں کسی ذرہ برابر چیز کے مالک ہیں نہ زمین میں، وہ آسمان و زمین کی تکیت میں شرکیں بھی نہیں ہیں۔ ان میں سے کوئی اللہ کا مددگار بھی نہیں ہے، اور اللہ کے حضور کوئی شفاعت بھی کسی کے لیے نہ نہیں ہو سکی۔ بجز اس شخص کے جس کے لیے اللہ نے سفارش کی اجازت دی ہو۔“

قال ابو العباس طلبيه نَفِيَ اللَّهُ عَمَّا سِوَاهُ كُلَّ
 مَا يَتَعَلَّقُ بِهِ الْمُشْرِكُونَ فَنَفِيَ أَنْ يَكُونَ
 لِغَنِيمَةِ مِلْكٍ أَوْ قِسْطًا مِنْهُ أَوْ يَكُونَ عَوْنَانِ
 لِلَّهِ وَلَمْ يَبْيَطْ إِلَّا الشَّفَاعَةُ فَبَيْنَ أَنَّهَا
 لَا تَنْفَعُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّبُّ كَمَا قَالَ
 وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنْ ارْتَضَى (الأنبياء: ١٠٠)
 فَهَذِهِ الشَّفَاعَةُ الَّتِي يَظْهَرُهَا الْمُشْرِكُونَ
 هِيَ مُنْتَفِيَةٌ كَيْوَمَ الْقِيمَةِ كَمَا نَفَاهَا
 الْقُرْآنُ

وَ أَخْبَرَ التَّبِيُّنَ : أَنَّهُ يَأْتِي
 فِي سُجُودٍ لِرَبِّهِ وَ رَحْمَدُهُ - لَا يَبْدأُ بِالشَّفَاعَةِ
 أَوْ لَا ثُمَّ يُقَالُ لَهُ : إِرْفَعْ رَأْسَكَ وَ قُلْ
 يُسْمَعْ وَ سَلْ تُعْطَ وَ اشْفَعْ تُشَفَّعْ -
 وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ : "مَنْ أَسْعَدَ النَّاسَ
 بِشَفَاعَتِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟"
 قَالَ مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا
 مَنْ قَلِيلٌ - فَتِلْكَ الشَّفَاعَةُ لِأَهْلِ الْإِلْهَامِ

لکھنی کتابیں

ام ابوالعباس ترقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے سوا کائنات کی ہر چیز سے ہر اس قدرت و اختیار کی نفی کر دی ہے جس کا مشرک ہیں سارے لئے تھے چنانچہ اس نے غیر اللہ کے لیے ملکیت کی نفی کر دی بلکہ ملکیت میں اشتراک سے بھی انکار فرمادیا اور اس بات کی نفی کر دی کہ کوئی غیر اللہ تعالیٰ کا معاون و مددگار ہو سکتا ہے۔ اب صرف ایک چیز باقی رہ گئی تھی اور وہ تھی سفارش۔ چنانچہ اس کے باسے میں ارشاد فرمادیا کہ یہ سفارش صرف اُسے فائدہ پہنچانے کے لیے جس کے لیے اسی کو ارشاد عطا فرماتے گا: وَلَا يَشْعُوْنَ إِلَّا لِمَنْ أَرْتَقْنَى۔ یعنی وہ شفاعت تھی جس کا منشک گان رکھتے تھے اور قرآن مجید نے ان کو قیامت کے دن اسی سے محروم کر کے مایوس کر دیا ہے۔

البته ایک دوسری قسم کی شفاعت ممنوع ہے جس کو بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمایا ہے کہ روز قیامت سروکائنات حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارگاؤ ایزدی میں حاضر ہوں گے تو آتے ہی شفاعت نہیں فرمائیں گے بلکہ جناب باری میں سجدہ رینے ہو جائیں گے۔ اور پہلے حمد و ثناء بیان فرمائیں گے۔ پھر جب آپ سے خطاب ہو گا کہ سر اٹھائیے آپ کی بات سنی جائے گی۔ مانگیے، جو مانگیں گے جائے گا۔ سفارش کیجیے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی تو آپ شفاعت فرمائیں گے۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ آپ کی شفاعت کی خوش بخوبی حاصل کرنے کا سب سے زیادہ مستحق کون ہو گا۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہے جو اپنے دل کی گہرائی سے لا الہ الا اللہ

يَأُذْنِ اللَّهُ وَ لَا تَكُونُ مِنْ أَشْرَكَ بِاللَّهِ .
 وَ حَقِيقَتُهُ أَنَّ اللَّهَ سُبْحَانَهُ هُوَ
 الَّذِي يَتَفَحَّصُ عَلَى أَمْلِ الْإِخْلَاصِ
 فَيَغْفِرُ لَهُمْ بِوَاسِطَةِ دُعَاءٍ مَنْ أَذْنَ لَهُ
 أَنْ يَشْفَعَ لِيُكْرِمَهُ وَ يَنَالَ الْمَقَامَ
 الْمَحْمُودَ .

فَالشَّفَاعَةُ الَّتِي نَفَامَا الْقُرْآنُ
 مَا كَانَ فِيهَا شُرْكٌ وَ لِهَذَا أَثْبَتَ
 الشَّفَاعَةَ يَأْذُنُهُ فِي مَوَاضِعَ -
 وَ قَدْ بَيْنَ الشَّيْءَ لَهُمْ أَنَّهَا لَا تَكُونُ
 إِلَّا لِأَمْلِ التَّوْحِيدِ وَ الْإِخْلَاصِ - انتهى حكمه



لکھنی کتاب خانہ

کی شہادت دے: ”ظاہر ہے کہ یہ شفاعت صرف اہل اخلاص کے لیے ہے اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کی اجازت سے مشرکوں کے لیے کوئی شفاعت نہ ہوگی۔ وحیقت یہ بھی ایک اندازہ کرم ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل اخلاص پر چونکہ اپنا فضل فرمانا چاہے گا تو وہ اس طرح نمودر پذیر ہو گا کہ اپنے جن برگزیدہ بندوں کو فوازنا چاہے گا انھیں معززہ کرم بنانے کے لیے شفاعت کی اجازت مرحمت فرمائے گام محدود پر فائز فرمادے گا۔ گویا قرآن مجید نے جس شفاعت کی لفی فرمائی ہے وہ ایسی شفاعت ہے جس میں شرک کا شائیبہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ شفاعت کو اپنی اجازت سے مشروط فرمائیا گی اس کا دل جو برقدار رکھا ہے اور آس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف اور واضح طور پر فرمادیا ہے کہ شفاعت صرف اہل توحید اور مخلصین کے لیے ہوگی۔



كتاب الصدقة

فِيم مسائِك

تَفْسِيرُ الْأَيَّاتِ -

الْأُولَى

صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمَنْفِيَّةِ -

الثَّانِيَةُ

صِفَةُ الشَّفَاعَةِ الْمُثِبَّةِ -

الثَّالِثَةُ

ذِكْرُ الشَّفَاعَةِ الْكُبْرَى وَ هِيَ
الْمَقَامُ الْمَحْمُودُ -

الرَّابِعَةُ

صِفَةُ مَا يَفْعَلُهُ اللَّهُ عَزَّ ذِلْكَ أَنَّهُ لَا
يَبْدَأُ بِالشَّفَاعَةِ بَلْ يَسْجُدُ فَإِذَا
أُذْنَ لَهُ شَفَعَ -

الْخَامِسَةُ

مَنْ مَأْسَدُ التَّاسِ سِبَّاهَا ؟

الْسَّادِسَةُ

أَنَّهَا لَا تَكُونُ لِمَنْ أَشْرَكَ

الْسَّابِعَةُ

بِاللَّهِ

بَيَّاثُ حَقِيقَتِهَا -

الثَّامِنَةُ



اس باب میں مندرجہ ذیل سائل ہیں

۱۔ آیات قرآنیہ کی تفسیر:

- ۲۔ مشرکوں کی منع مر شفاعت کے بارے میں وضاحت کہ اس کا کوئی وجود نہیں ہے۔
- ۳۔ جو شفاعت فی الواقع ہوگی اور جس طرح ہوگی اس کی تفصیل و کیفیت بیان کی گئی ہے۔
- ۴۔ شفاعت کبھی کہیں کہیں کہیں مقام محمود ہے (جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہے)
- ۵۔ تفصیل کردہ قیامت آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آتے ہی شفاعت نہیں فراہیں گے بلکہ سجدہ نیز ہو جائیں گے۔ پھر آپ کو اجازت ملے گی اور آپ شفاعت فراہیں گے۔

۶۔ اس شفاعت کی سعادت کا مستحق سب سے زیادہ کون ہے۔

- ۷۔ یہ وضاحت کہ شفاعت مشرک کے لیے ہرگز نہ ہوگی۔
- ۸۔ یہ وضاحت کہ شفاعت کی اصل حقیقت اور ماہیت کیا ہے۔



بِاِنْ

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ
فَلَا يَسْعُكَ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَخْبَبْتَ
وَ لَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَ هُوَ
أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ) (القصص. ٥٩)

وَ فِي الصَّمِيمِ عَنْ ابْنِ الْمُسِيبِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ لَنَا
حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ وَ الْوَفَاءُ حَاجَةُ رَسُولٍ
اللَّهِ وَ عِنْدَهُ عَبْدُ اللَّهِ ابْنُ أَمِيَّةَ
وَ أَبُو جَهْلٍ فَقَالَ لَهُ يَا عَمِّي !
قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ كَلِمَةُ أَحَاجِ
لَكَ بِهَا عِنْدَ اللَّهِ -
فَقَالَ لَهُ أَتَرْغَبُ عَنْ مَلَكٍ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ؟
فَأَعَادَ عَلَيْهِ الشَّيْءَ فَأَعَادَ -
فَكَانَ أُخْرُ مَا قَالَ -
مُوَعَّذُ مِلَّةُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ أَبِي
أَنَّ يَقُولَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَالَ الشَّيْءُ
لَا سَتَغْفِرُ لَكَ مَا لَمْ أَنْهِ
عَنْكَ -

مندرجہ ذیل آیت مبارکہ کے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

آئے نبی ! تم بے چاہو ہدایت نہیں دے سکتے مگر اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ ان لوگوں کو خوب جانتے ہے جو ہدایت قبول کرنے والے ہیں ۔

صحیح بخاریؓ میں ہے کہ حضرت سعید بن المیبؑ اپنے والد حضرت مسیتبؓ رضی اللہ عنہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ابوطالبؓ نزع کی حالت میں تھے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اس وقت ان کے پاس ابو جبل اور عبد اللہ بن امیة موجود تھے۔ آپ نے فرمایا : چچا جان ! کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے، یہی وہ کلکر ہے جسے میں بارگاہ خداوندی میں آپ کی نجات کے لیے بطور محبت پیش کر دوں گا۔

اس موقع پر ابو جبل اور عبد اللہ بن امیة بولے کہ ابو طالبؓ اسکیا تم دین عبد المطلب سے سخف ہو جاؤ گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اپنا ارشاد دہرا دیا۔

اور مخالفین ان دونوں نے اپنی بات ڈھرانی رکھ دین عبد المطلب پر قائم رہنمے کے لیے اصرار کرتے رہے۔ بالآخر ابو طالب نے کہا کہ میں عبد المطلب کے دین پر قائم ہوں اور لا الہ الا اللہ کھنہ سے انکار کر دیا۔ اور یہ ان کے آخری الفاظ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک اللہ کی طرف سے منع نہ کرو یا جائے گا میں تمہارے لیے نظرت کی دعا کرتا رہوں گا۔

كتاب كل الربوب

فَانْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ : مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ
وَالَّذِينَ أَمْنَوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا
لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَى فُرْقَةٍ .
(التوبة : ١١٣)

و انزل الله في ابي طالب : إِنَّكَ لَا تَهْدِي
مَنْ أَحْبَبْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ وَ هُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ (البقرة : ٢٦٤)

فيه مسائل

تفسیر (إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ
أَحْبَبْتَ وَ لَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي
مَنْ يَشَاءُ) الاول

تفسیر قوله (مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ
الَّذِينَ أَمْنَوْا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا
لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا
أَوْلَى فُرْقَةٍ) الثانية

وَهِيَ السَّالَةُ الْكَبِيرَةُ تَفْسِيرُ
قَوْلِهِ " قُلْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ "
بِخِلافِ مَا عَلِيَّهُ مَنْ يَدْعُ
الْعِلْمَ . الثالثة

کتابِ کلینیک

اس پر یہ ارشاد باری تعالیٰ نازل ہوا :

”بَنِي إِسْرَائِيلَ كُوَّا وَإِنَّ لَهُمْ كُوَّا وَجُوَادًا يَمْلَأُونَ الْأَرْضَ
مُخْرَجُهُمْ كُوَّا وَمُنْتَهِيَّهُمْ كُوَّا وَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ“

اور انسی ابو طالب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

”أَلَّا يَرَى أَنَّ مَنْ جَاءَهُنَا بِالْحِسْنَاتِ فَلَا يُؤْمِنُ
بِهِنَا بِالْمُنْكَرِ وَمَنْ جَاءَهُنَا بِالْمُنْكَرِ فَلَا يُؤْمِنُ
بِمَا جَاءَهُنَا بِالْحِسْنَاتِ وَمَنْ جَاءَهُنَا بِالْمُنْكَرِ فَلَا يُؤْمِنُ
بِمَا جَاءَهُنَا بِالْحِسْنَاتِ“

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

۱۔ آیہ مبارکہ : ”إِنَّكَ لَا تَنْهَىٰ مَنْ حَبَّتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَنْ
يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ“ کی تفسیر۔

۲۔ دوسری آیت : ”مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالشِّدَّادِ أَنْ يُسْتَغْفِرُوا
لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أَوْلَىٰ قُرْبَةً“ کی تفسیر۔

۳۔ تیسرا سب سے اہم اور قابل غور بات یہ ہے کہ آنحضرت کے ارشاد گرامی
قل لآ لآ الا اللہ سے مراد صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینا اور شکرانہ اعمال و
افعال پر قائم رہنا نہیں تھا جیسا کہ بعض مدعیان علم خیال کرتے ہیں۔ اس لیے کہ

كتاب الله

الرابع أَتَ أَبَا جَهْلٍ وَ مَنْ
مَعَهُ يَعْرِفُونَ مُرَادَ التَّبْغِ

الخامس إِذْ قَالَ لِلرَّجُلِ قُلْ لَا
إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ فَقَبَحَ اللَّهُ مَنْ
أَبْوَجَهْنِيلَ أَعْلَمُ مِنْهُ بِأَصْنَلِ
الْإِسْلَامِ -

الحادي حِدَّةُ طَهْرَةٍ وَ مُبَالَغَةُ فِي

إِسْلَامِ عَمِّهِ -

السادس الرَّدُّ عَلَى مَنْ زَعَمَ إِسْلَامَ
عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَ أَسْلَافِهِ -

السابع كَوْنُهُ إِنْتَغَرَلَهُ فَلَمْ
يُغَفِّرَلَهُ بَلْ نَهَىٰ عَنْ ذَلِكَ

الثامن مَضَرَّةُ أَصْحَابِ السَّوَءِ عَلَى الْإِنْسَانِ

التاسع مَضَرَّةُ تَعْظِيمِ الْأَسْلَافِ وَ الْأَكَابِرِ

العاشر إِسْتِدَالُ الْعَامِلَةِ بِذَلِكَ -

الحادي عشر الشَّاهِدُ لِكَوْنِ الْأَعْمَالِ

بِالْخَوَاتِيمِ لِأَنَّهُ لَوْ قَالَهَا لَنَفَعَهُ

لکھن لکھن

- ۹۔ ابو جبل اور اس کے ساتھی توبہ جلتے تھے کہ جب آنحضرت ابو طالب سے لا الا الا اللہ کہہ لینے کو فرمایا ہے تھے تو آپ کی کیا مراد تھی۔ (ایمیں اس اقرار کے بعد شرک تھجورا اور بتوں سے انہمار بیزاری کرنا ہو گا) اللہ ان لوگوں کی ناس کے (جو عالم دین ہوتے کے دعوییار ہیں۔ اس کے باوجود اسلام کی حقیقت سے قطعاً نا بلد ہیں بلکہ اسلام کی حقیقت ابو جبل ان سے زیادہ جانتا تھا)

- ۵۔ یہ بات معلوم ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حد سے زیادہ کوشش کی کہ ابو طالب سلمان ہو جائیں۔

- ۶۔ ان لوگوں کے خیال کی ترویج جو عبد المطلب اور ان کے اسلاف کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ہے کہ آپ نے ابو طالب کے لیے دعا مغفرت کی تھی۔ اس کے باوجود ان کی مغفرت نہ ہوئی بلکہ آپ کو دعا مغفرت سے بھی منع کر دیا گیا۔
- ۷۔ اس کا اندازہ کہ بُرے لوگوں کی صحبت انسان کو کس حد تک نقصان پہنچاتی ہے۔
- ۸۔ اپنے اسلاف اور اکابر کو خواہ وہ کیسے ہیں ہوں یا سمجھنے کا نقصان۔

- ۱۰۔ اپنے اکابر و اسلاف کے طریقے کو ہی سند ماننا اور اس کی پیر وی کرنا ہی اہل جاہلیت کا سلک تھا۔
- ۱۱۔ اس میں اس بات کا ثبوت بھی موجود ہے کہ انسان کی نجات کا دار و مدار اس کے وقت آخر (رسوت کے وقت) کی حالت پر ہے اس لیے کہ ابو طالب آخری وقت میں بھی اگر کلسہ پڑھلیتے تو ان کو فائدہ پہنچتا۔

الثانية عشر

التأمُلُ فِي كَبِيرِ هَذِهِ
الشُّبُهَةِ فِي قُلُوبِ الصَّالِفِينَ
لَا تَرَأَتِ فِي الْقُصْتَةِ أَنَّهُمْ لَمْ
يُجَادِلُوهُ إِلَّا بِهَا مَعَ مُبَالَغَتِهِ
وَسَخْنِهِ وَتَكْرِيرِهِ فَلَا يَجِدُ عَظَمَتِهَا
وَضُوْحَهَا عِنْدَهُمْ إِقْتَصَرُوا عَلَيْهَا



لکھن لکھن

۱۲۔ یہ بات قبل غور ہے، کہ گراہ لوگوں کے دلوں میں جو یہ مخالف طبیعت ہو اے کہ دین آباد ہی صحیح راست ہے، لکتنی بڑی گراہی ہے اور اس کا تھصان کس قدر زیادہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی کوشش اور اصرار کے باوجود ان لوگوں نے ابوطالبؑ کو اسی دلیل سے گراہ کیا۔ اور اسی پر انحصار کیا۔ اس لیے کہی دلیل ان کے نزدیک سب سے بڑی اور سب سے واضح دلیل ہے۔



ما جاءَ إِن سبَّ كُفَّارِنِي آدَمْ وَتَرَكَهُمْ
دِينَهُمْ هُوَ الْغُلُوقُ فِي الصَّالِحِينَ

قليلٌ مُعْلَمٌ يَاهْلَ الْكِتَبِ لَا تَعْنِلُوا
فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ
إِلَّا الْعَقَدُ (النَّاسَ : ١٧١)

وفي الصحيح عن ابن عباس رضي الله عنه في قول الله تعالى
وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ الْهَمَّكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ
وَدَّا وَلَا سُوَاعِدًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوْثَ
وَلَسْرًا (النَّجَاءَ : ٢٢) قال

هَذِهِ أَسْمَاءٌ رِجَالٌ صَالِحِينَ مِنْ
قَوْمٍ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ
إِلَى قَوْمِهِمْ أَنْ أَنْصِبُوهُمْ إِلَى
مَجَالِسِهِمْ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ
فِيهَا أَنْصَابًا وَسَتُّهُمْ بِأَسْمَاءِهِمْ
فَفَعَلُوا وَلَمْ تَبْدِ حَثْنٍ إِذَا هَلَكَ
أُولَئِكَ وَنَسِيَ الْعِلْمُ عَيْدَتْ -

بنی نوع انسان کے کفر و شرک میں مبتلا ہونے کا سب سے
بر اُسبیت نیک لوگوں کے باڑے میں خدا سے زیادہ مبالغہ کرنے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلوٹ کرو۔ اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی
بات منسوب نہ کرو۔“

صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید
کی آیت کریمہ : وَقَاتُوا الْأَنْتَدْرُونَ إِلَهَكُلُّمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدَّاً وَلَا كُسُوْعًاً: وَلَا
يَفُوتَ وَلَعْوَقَ وَلَسْرًا ۝ (نوع ۲۲)

”انہوں نے کہا ہر گز نہ چھوڑو۔ اپنے معمودوں کو اور نہ چھوڑو وہ اور سواع کو اور نہ
لیغوت اور تیوق اور نسر کو۔“ میں جن ناموں کا ذکر ہے یہ سب قوم نوح کے نیک لوگوں
جب یہ لوگ مر گئے تو شیطان نے اس قوم کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ ان بزرگوں
کی نشست گاہوں پر یادگاری پھر نصب کر دینے چاہئیں۔ اور ان پھرولوں کو ان
بزرگوں کے ناموں سے پیکارا جانا چاہے چنانچہ اس قوم نے شیطان کی یہ بات مان لی۔
مگر ابتداء میں ان پھرولوں کی عبادت نہیں کی گئی لیکن جب پہلی نسل ختم ہو گئی اور بعد
میں پیدا ہونے والی نسلوں کو ان کے بارے میں معلومات بھی نہ رہیں تو انہوں نے
ان پھرولوں کی عبادت شروع کر دی۔

وَقَالَ ابْنُ الْقِيَمُ رحمه الله
 قَالَ غَيْرٌ وَاحِدٌ مِنَ السَّلْفِ : لَتَأْتِ
 مَا تَوَعَّدُوا عَكَفُوا عَلَىٰ قُبُورِهِمْ -
 ثُمَّ مَتَوَرُّوا تَمَاثِيلَهُمْ -
 ثُمَّ طَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمْدُ فَعَبَدُوهُمْ -
 وَعَنْ عَسْرٍ هَذِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 قَالَ لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَهْرَأْتِ النَّصَارَى
 ابْنَ مَرْيَمَ -
 إِنَّمَا أَنَا عَبْدٌ فَقَوْلُوا عَبْدُ اللَّهِ
 وَرَسُولُهُ - (إنْجِيل)
 وَقَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ
 وَالْغُلُوْزَ فِي شَاءَ أَمْلَاكَ مَنْ كَانَ
 قَبْلَكُمُ الْغُلُوْزُ -
 وَالْسَّلِيمُ عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ هَذِهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَلَكُ الْمُسْتَنْطِعُونَ - قَالَهَا
 ثَلَاثَةٌ -

نیز علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ نے کہا ہے کہ اکثر سلف صالحین نے یہ بات بیان کی ہے کہ جب یہیں اشخاص مر جاتے تھے تو ابتداء میں بعض لوگ ان کی قبور پر مجاہدین کر بیٹھ جاتے۔ پھر ان کی تصاویر اور مجسمتے بنائے جاتے اور جب زیادہ مدت گزر جاتی (اور حقیقت اور واقعیت یاد نہ رہتی تھی) تو ان کی عبادت شروع ہو جاتی تھی۔

نیز حضرت عرضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری تعریف میں حدسے نہ بڑھ جاناجس طرح نصاریٰ نے حضرت عیینی علیہ السلام کے معاملے میں کیا ہے۔ یاد رکھو میں اللہ کا بندہ ہوں اس لیے میرا ذکر جب کرو اس طرح کرو۔ عبد اللہ و رسولہ۔ یہ روایت بخاری اور سلم دو نوں میں ہے نیز حضرت عرضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غلوٰ (حدسے زیادہ سبالغ) سے بچے رہنا۔ اس لیے کہ تم سے پہلی قبور کو غلوٰ (فی الدین) نے ہی بلاک کیا ہے۔

نیز صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : هَلَّاَكُمْ الْمُتَنَطِّعُونَ۔ معاملات میں حصے بڑھ جانے والے ہلاک ہو گئے۔ یہ بات آپ نے تین بار ارشاد فرمائی۔

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: أَنَّ مَنْ فَهَمَ هَذَا الْبَابَ
وَبَابَيْنِ بَعْدَهُ تَبَيَّنَ غُرْبَةُ

الإِسْلَامِ وَرَأَى مِنْ قُدْرَةِ
اللهِ وَتَقْلِيْلِهِ لِلْمُكْلُوفِ الْعَجْبَ

الثانية: مَعْرِفَةُ أَوَّلِ شِرْكٍ حَدَّثَ
فِي الْأَرْضِ أَنَّهُ يُشْهَدُ
الْمَتَّالِحِينَ -

الثالثة: أَوَّلُ شَيْءٍ غَيْرَ بِهِ دِينُ
الْأَنْسِيَاءِ وَمَا سَبَبَ ذَلِكَ
مَعَ مَعْرِفَةِ أَنَّ اللَّهَ
أَرْسَلَهُمْ -

الرابعة: قُبُولُ الْبِدَعِ مَعَ كَوْنِ
الشَّرَائِعِ وَالْفِطْرِ تَرْدِهَا -

الخامسة: أَنَّ سَبَبَ ذَلِكَ كُلُّهُ مَزْجُ
الْحَقِّ بِالْبَاطِلِ فَالْأَوَّلُ مَحَبَّةُ
الْمَتَّالِحِينَ وَالثَّانِي فِيْنُ
أَنَّاسٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

۱۔ چونکہ زیرنظر باب اور انگلے دو ابواب پر عنور کرے گا۔ اس پر اس دور میں اسلام کے نادر اور کم یاب ہو جانے کی حقیقت واضح ہو جائے گی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے اور دلوں کے بدل جانے کے عجیب عجیب مناظر نظر آئیں گے۔

۲۔ یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ زمین پر سب سے پہلے شرک اس وجہ سے پیدا ہوا کہ لوگوں کو صالحین کے بارے میں مغالطہ پیدا ہوا (اور انہوں نے محبت کی بنابرائی حصہ صد سے ٹھانے میں غلوت کیا)

۳۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ رُوفے زمین پر دُوہ پہلی جیز کیا تھی جس کی وجہ سے دین انبیاء لہنی مل سے بدلا یعنی دین کا اس تغیرہ اخراج کا سبب شرک تھا جس کی وجہ سے لوگوں نے دین کی تعیمات پر عمل کرنے کی بجائے انبیاء کو ہی خدا بنالیا باوجود یہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ ان کو اللہ تعالیٰ نے سمجھا ہے وہ خود خدا نہیں ہیں۔

۴۔ انسانی طبیعت بدعت کو جلد قبول کرتی ہے۔ حالانکہ شریعت اور فطرت سلیمانی بدعت کو رُو کرتی ہے۔

۵۔ شرک کے پیدا ہونے کا سب سے بڑا باعث حق و باطل کو باہم خلط سلط کرنا ہے جس کے نتیجہ میں ایک تو صالحین سے محبت میں بالغ کیا جاتا ہے۔ دوسرا بعض مرتبہ علمائے نیک نیتی سے کوئی کام کرتے ہیں جس سے ان کی غرض خیر ہوتی ہے لیکن

شَيْئاً أَرَادُوا بِهِ خَيْرًا فَنَظَرَ
مَنْ بَعْدَهُمْ أَنَّهُمْ أَرَادُوا بِهِ
غَيْرَهُ -

تَفْسِيرُ الْأَيَّةِ التِّيْنِ فِي
سُورَةِ نُوحٍ -

السادس
جِبْلَةُ الْأَدَمِيِّ فِي كَوْنِ
الْحَقِّ يَنْقُصُ فِي قَلْبِهِ وَ
الْبَاطِلُ يَزِيدُ -

الثامنة
فِيهِ شَاهِدٌ لِمَا نُفِيلَ
عَنِ السَّلَفِ أَنَّ الْإِذْعَانَ سَبَبُ
الْكُفْرِ -

التاسعة
مَعْرِفَةُ الشَّيْطَنِ بِمَا تَوَوَّلُ
إِلَيْهِ الْإِذْعَانُ وَ لَوْ حَسِنَ
فَصَدَّهُ الْمَنَاعِلِ -

العاشرة
مَعْرِفَةُ الْقَاتِعَةِ الْكُلِّيَّةِ وَ
هِيَ التَّهْفُ عنِ الْغُلُوِّ وَ
مَعْرِفَةُ مَا يَنْوُلُ إِلَيْهِ -

الحادية عشرة
مَضَرَّةُ الْكُفُوفِ عَلَى
الْقَبْرِ لِأَحَدٍ عَمَلَ صَالِحٍ -

لکھنؤ بہبود

بعد میں آنے والی نسلیں اس کا مفہوم کچھ اور سمجھ کر خیر کو شر میں بدل دیتے ہیں۔

- ۶۔ سورہ نوح کی آیت لام تدرین الہ کسکو انہ کی تفسیر۔
- ۷۔ انسانی جماعت کا انداز کچھ اس طرح واقع ہوا ہے کہ اس میں حق اور سجائی کم ہوتی جاتی ہے اور باطل نشوونما پاتا رہتا ہے۔
- ۸۔ اسی بات سے سلف صالحین کے اس قول کی تائید ہوتی ہے اور ان کی بات سمجھیں آتی ہے کہ ہر کفر کی ابتداء بدعت سے ہوتی ہے۔
- ۹۔ شیطان اس بات کو جانتا ہے کہ بدعت انجام کار اور بالآخر کیا شکل اختیار کرے گی اگرچہ بدعت کی ابتداء کرنے والے کا ارادہ نیک ہی کیوں نہ ہو۔
- ۱۰۔ ان حکمرانوں کو بھی نظر رکھنے سے عقائد مکمل نہیں ہوتے ہے وہ یہ ہے کہ غلط سے ہر حالت میں بچنا چاہیے اور اس انتہا اور انجام پر نظر رکھنا ضروری ہے جس تک وہ بدعت اور غلط پہنچ سکتا ہے۔
- ۱۱۔ اسی سے اس بات کا پتہ بھی چلتا ہے کہ کسی نیک کام (عبادت ٹینگ) کیلئے کسی نیک انسان کی قبر کے پاس عتكاف کرنا بھی کتنا نقصان پہنچا سکتا ہے۔

لِكُلِّ الْبَرِّ

الثانية عشرة مَعْرِفَةُ الشَّهْرِ عَنِ الشَّمَائِيلِ

وَالْحِكْمَةُ فِي إِزَالَتِهَا -

الثالث عشرة مَعْرِفَةُ شَأْنِ هَذِهِ الْقِصَّةِ

وَشِدَّةِ الْحَاجَةِ إِلَيْهَا مَعَ الْغَفْلَةِ
عَنْهَا -

الرابعة عشرة وَهِيَ أَعْجَبُ وَأَعْجَبُ

قِرَاءَةٌ لِهُمْ إِيَّاهَا فِي

كُتُبِ التَّفْسِيرِ وَالْحَدِيثِ

وَمَعْرِفَتُهُمْ يُعْنِي الْكَلَامُ

وَكَوْنُ اللَّهِ حَالَ بَيْنَهُمْ

وَبَيْنَ قُلُوبِهِمْ حَتَّى

اعْتَقَدُوا أَنَّهُ فِعلَ قَوْمٍ

ثُوجَ أَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ

فَاعْتَقَدُوا أَنَّهُ مَا نَهَى

اللَّهُ وَرَسُولُهُ عَنْهُ فَهُوَ الْكُفَّارُ

الْمُبْيَخُ لِلَّدَمِ وَالْمَالِ -

الخامسة عشرة التَّصْرِيفُ بِأَنَّهُمْ لَمْ يُرِيدُوا

إِلَّا الشَّفَاوَةَ -

لکھن لکھنہ بہر

- ۱۲۔ مجسم و غیرہ بننے کی مانع اور اسیں جو حکمت پڑھنے وہ اس کا بھی ہوتے چلتا ہے۔
- ۱۳۔ ان عاملات انہو تو سب ساری قبریتی و فیض کے براہمی کے اصل وجہ اس باکات پر چلتے ہے اور یہی علم و جہالت اُن کے انساد کی طرف توجہ دینے کی کتنی ضرورت ہے جبکہ عام طور پر ان سے صرف نظر کیا جاتا ہے۔
- ۱۴۔ اور سب سے محیب تر بات یہ ہے کہ یہ لوگ (بُعْتی) اخواص اور احادیث کی کتابوں میں یہ تمام احکام اور امور پڑھتے ہیں اور ان کے بہت بھی سمجھتے ہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں اور حقیقی نعمتوں کے درباریان ایسا فائدہ پیدا کر دیا ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ قومِ نوح کا عمل ہی سب سے بُری عبادت ہے۔ اور اس کے ساتھ ان کے دل میں یہ بات بیٹھی ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کفر سے منع کیا ہے، وہ کفر وہ ہے جس کے ارتکاب سے خون اور مال حلال ہو جاتا ہے (یعنی اس کے ترکب کو قتل کرنا یا جائز ہو جاتا ہے۔ اور بس باقی مُشرکانہ اعمال جو یہ لوگ کرتے ہیں ان سے منع نہیں کیا گیا)
- ۱۵۔ اس بات کی بھی وضاحت ہو گئی ہے کہ جن لوگوں نے بزرگوں کی تنظیم میں غلوٰ کیا تھا۔ ان کی غرض بزرگوں کو اپنا شفیع بنانا ہے۔

لِكَلْمَاتِ رَبِّ الْجَمَادِ

السِّعْدُونُ
ظَهَرْتُمْ أَنَّ الْعُلَمَاءَ الَّذِينَ
صَوَرُوا الصُّورَ أَرَادُوا ذَلِكَ

السِّعْدُونُ
أَلْبَيْتُ الْعَظِيمَ فِي قَوْلِهِ
لَا تُنْظِرُنِي كَمَا أَطْرَتِ

الْمَسَارِي ابْنَ مَرِيمَ فَصَلَواتُ
اللَّهِ وَ سَلَامَةُ عَلَىٰ مَنْ بَلَغَ
الْبَلَاغَ النِّيْتِ

الثَّانِيَةُ
نَصِيحَتُهُ إِيَّا نَا بِهَلَالِ
الْمُتَنَطِّعِينَ

الثَّالِثُونُ
الْتَّصْرِيفُ بِأَنَّهَا لَمْ تَبَدِّلْ
حَتَّىٰ سَيِّدُ الْعِلْمِ فَيَهْبِهَا
بَيَانُ مَعْرِفَةٍ قَدِيرٍ وُجُودِهِ
وَ مَضَرَّةٍ فَقَدِهِ

الثَّالِثُونُ
أَنَّ سَبَبَ فَقْدِ
الْعِلْمِ مَوْتُ الْعُلَمَاءِ

لکھنی بہر کتاب

- ۱۷۔ نوشکوں نے یہ گمان کیا کہ بن عثمانے بزرگوں کے محبتے اور تصاویر بنانی تھیں، ان کا مقصد بھی یہی (یعنی پرستش کرنا) تھا جو ہم کر رہے ہیں۔
- ۱۸۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کہ "الانتروض فی کما اطڑت النصارى" این مریمؓ (سیری تعریف میں حد سے نہ بڑھ جانا) جس طرح نصاریٰ حضرت علیہ السلام کی توحیث میں حد سے بڑھ گئے تھے، مسلمانوں کو بہت بڑی تنبیہ کی گئی ہے کاش مسلمان اس پر توجہ دیتے۔ اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمتیں نازل ہوں اس بے مثال شخصیت پر جس نے اتنی وضاحت سے سب کچھ بتا دیا ہے۔
- ۱۹۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہیں نصیحت بھی فرمادی ہے کہ حد سے زیادہ بالغ کرنے والے بلاک ہو گئے۔
- ۲۰۔ یہ بات بھی صراحت سے معلوم ہو گئی کہ (معامل میں بکار بیدا ہو کر) تقطیع سے عبادت بکفر بست اسوقت پہنچنی جب لوگ اصل بات بھوول گئے اور علم مقصود ہو گیا، اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ علم تایخ کی اہمیت کیا ہے اور جب علم ناپید ہو جاتا ہے تو کیا انجام ہوتا ہے۔
- ۲۱۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ علم اور صہل معلومات کا باقی ذہنستے کا باعث یہ ہوتا ہے کہ جاننے والے (علماء) حضرت خضرت ہو جائیں۔



لِكِتَابِ الْحَقِيقَةِ

بَابٌ

مَاجَاهُ مِنَ التَّغْلِيظِ فِيمَنْ عَبَدَ اللَّهَ
عِنْدَ قَبْرِ رَجُلٍ صَالِحٍ فَكَيْفَ إِذَا عَبَدَهُ

فِي الصَّحِيفَةِ عَنْ عَائِشَةَ طَلاقَةَ أَبِي أَمْرِ سَلَمَةَ
ذَكَرَتْ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ كَنِيسَةً رَأَتُهَا
يَأْرِضِ الْحَبْشَةِ وَ مَا فِيهَا مِنَ الصُّورِ -
فَقَالَ أُولَئِكَ إِذَا مَاتَ فِيهِمُ الرَّجُلُ
الصَّالِحُ أَوِ الْعَبْدُ الْمَتَالِعُ بَنَوَا عَلَى وَتَبِرِهِ
مَسْجِدًا وَ صَوَرُوا فِيهِ تِلْكَ الصُّورَ
أُولَئِكَ شَرَارُ الْخَلْقِ عِنْدَ اللَّهِ -
فَهُؤُلَاءِ جَمَعُوا بَيْنَ فِتْنَتَيْنِ فِتْنَةِ الْقُبُورِ
وَ فِتْنَةِ الْثَّمَاثِيلِ -

وَ لِهَا عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا نَزَلَ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ
طَفِيقٌ يَطْرَحُ خَمِيصَةً لَهُ عَلَى وَجْهِهِ فَإِذَا
اغْتَمَ بِهَا كَشَفَهَا فَقَالَ وَ هُوَ كَذَلِكَ
لُعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْيَهُودِ وَ النَّصَارَى إِذْهَدُوا
قُبُورَ أَنْبِيَاَهُمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوا -

کسی نیک بزرگ کی قربے قریب اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے بہت منع کیا گیا ہے جو ایک عبادت ہی اللہ کی بھائی نیک بزرگ کی کی جائے

صحیح بن حاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک گرجے کا ذکر کیا جو انہوں نے مکہ جسٹے میں دیکھا تھا اور اس میں جو تصاویر ہیں۔ ان کے متعلق بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں میں یہ رداد خناک ہے جب کوئی نیک شخص مر جاتا تو وہ اس کی قبر کے قریب مسجد بنالیا کرتے اور مسجد میں اس مرنے والے کی تصاویر کرندا کر دیا کرتے تھے۔ وہ لوگ جو ایسا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بدترین خلافت تھے اس لیے کہ انہوں نے دو فتنے کیجا کر دیتے تھے۔

(۱) قبر پستی کا فتنہ اور

(۲) تصاویر سازی کا فتنہ

نیز بن حاریؒ اور سلمٰن دونوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی روایت ہے کہ جب آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زرع کا وقت طاری ہوا تو شدتِ تنکیف سے کبھی آپ چہرہ انوار پر چادر ڈال لیتے اور جب دم کھٹکتے گلت تو چہرہ کھول لیتے۔ اسی کیفیت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہود و نصاریٰ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو کہ انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنالیا ہے۔ گویا آپ اپنی اس تنکیف کی حالت میں بھی مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ کے اس طرزِ عمل سے پچھے اور دور بہنے کی تلقین فرماتے ہے تھے۔ اگر آپ کا یہ ارشاد گرامی نہ ہوتا اور آپ کی قبر مبارک کو بھی بھر جاؤ گا۔

وَلَوْلَا ذَلِكَ أَبْرَزَ قَبْرَهُ غَيْرَ أَنَّهُ
خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا - (أَخْرَجَهُ)
وَلَسْمَعَ عَنْ جَنْدِبَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّيْءَ
قَبْلَ أَنْ يَمُوتَ يَخْمِسْ وَ هُوَ يَقُولُ
إِنِّي أَبْرَأُ إِلَى اللَّهِ أَنْ يَكُونَ لِي
مِنْكُمْ خَلِيلٌ -
فَإِنَّ اللَّهَ قَدْ اتَّخَذَ فِي خَلِيلًا
وَلَوْ كُنْتُ مُتَّخِذًا مِنْ أَمْتَانِي
خَلِيلًا لَاتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرًا خَلِيلًا -
أَلَا وَإِنَّ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ
كَانُوا يَتَّخِذُونَ مِنْ قُبُورِ أَنْسَابِهِمْ
مَسَاجِدَ - أَلَا فَنَّا تَتَّخِذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ
فَإِنَّمَا أَنْهَاكُمْ عَنِ ذَلِكَ -
فَقَدْ نَهَى عَنْهُ فِي أَخِيرِ حَيَاةِهِ
ثُمَّ أَتَهُ لَعْنَ - وَ هُوَ فِي السِّيَاقِ - مَنْ
فَعَلَهُ وَ الْمُتَّلِوَةَ عِنْدَهَا مِنْ ذَلِكَ
وَ إِنَّ اللَّهَ يُبَيِّنَ مَسْجِدًا وَ هُوَ مَغْفِرَةً
لِهَا : "خَشِيَ أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا" -

لکھنؤ کا مسجد

ہنانیے جانے کا خدشہ ہوتا تو آپ کی قبر مبارک بھی دوسری قبور کی مانند کملی بھگ پر بنائی جاتی۔ اور مسلم میں جنبد بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے وصال سے پانچ دن پہلے یہ فرماتے ہوئے سننا کہ میں جناب بری کے حضور اس بات سے متعلق اپنی صفائی پیش کرتا ہوں کہ میں (اللہ کے سوا) تم میں سے کسی کو اپنا خلیل بناؤں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا دوست بنایا ہے جس طرح حضرت ابراہیمؑ کو اپنا دوست بنایا ہے۔ اور اگر مجھے اپنی اُمت میں سے کسی کو خلیل (دوست) بنانا ہوتا تو میں ابو بکر صدیقؓ کو دوست بناتا۔ نیز آپ نے ارشاد فرمایا کہ یاد رکھو! تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد بنایا کرتے تھے۔ خبردار تم اپنے نبیؐ کی قبر کو مسجد بنانا۔ اس لیے کہ میں تم کو اس سے باز رہنے کا حکم دیتا ہوں۔

تو گویا آپ نے اپنی زندگی کے آخری آیام میں اس عمل (قبر کو مسجد بنانے) سے منع فرمایا تھا۔ پھر آپ نے بوقت نزع ان لوگوں پر لعنت بھیجی جو ایسا کرتے ہیں اور قبور کے نزدیک ماز پڑھنا بھی اسی ضمن میں آتی ہے خواہ مسجد نہ بنائی جائے۔ یہ نتیجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس فقرے سے ملتا ہے کہ خشی آنِ یتھَدَ مسجدًا (آپ کو ڈر ہوا کہ کہیں مسجد نہ بننا

فَإِنَّ الصَّحَابَةَ لَمْ يَكُونُوا لِيَبْتَلُوا حَوْلَ
قَبْرِهِ مَسْجِدًا وَ كُلُّ مَوْضِعٍ قُصِدَتِ
الْمَتْلُوَةُ فِيهِ فَقَدِ اتَّخِذَ مَسْجِدًا - بَلْ
كُلُّ مَوْضِعٍ يُصَلَّى فِيهِ يُسْتَغْفَرُ مَسْجِدًا
كَمَا قَالَ الشَّيْعَيْهُ مَلِكُ الْمُؤْمِنَاتِ جَعَلْتُ لِي
الْأَرْضَ مَسْجِدًا وَ طَهُورًا -
وَ لَهُمْ بِسْنَدِ حِجَّةٍ عَنْ أَبْنَى مُسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا إِنَّ مِنْ
شِرَارِ النَّاسِ مَنْ تُذْرِكُهُمُ السَّاعَةُ
وَ هُمْ أَحْيَاءٌ - وَ رَوَاهُ أَبُو حَاتَّهُ فَصَبِحَهُ

فِيهِ مَسَاجِدٌ

مَا ذَكَرَ الرَّسُولُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَنْ بَنَى
مَسْجِدًا يَقُولُ اللَّهُ فِيهِ عِنْدَ قَبْرِ
رَجُلٍ صَالِحٍ وَ لَوْ صَحَّتْ نِيَّتُهُ
الْفَاعِلُ -

الأول

أَتَتَهُنَّ عَنِ الشَّائِلِ وَ عَنَّ لَظِ
الْأَمْرِ فِي ذَلِكَ -

الثانية

لکھب کلوب پریوری

اے جانتے، اس حکم کی موجودگی میں صحابہ کرام تو یقیناً قبر سبارک اور اس کے ماحول کو مسجد بنانے کے
نفعے کیونکہ ہر وہ بگہ جہاں نماز پڑھنا مقصود ہو یا جہاں نماز پڑھی جلے مسجد کملاتی ہے۔ جس
طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے لیے پوری زمین پاک اور قابل سجدہ بنائی گئی ہے
(ہرچنانچہ بُشْریادی طور پر پاک ہے اور اس پر نماز ادا کی جاسکتی ہے)

نیز امام احمدؓ نے بہت عمدہ سند سے حضرت ابن سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ
روایت نقل کی ہے کہ بدترین انسان دُہ لوگ ہیں جن پر ان کی زندگی میں قیامت آئے گی۔ اور
دُہ لوگ بھی بدترین انسان ہیں جو قبور کو مسجد بناتے ہیں۔
اور اسی حدیث کو ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی سند میں روایت کیا ہے

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تنبیہ و تهدید جو آپ نے اس شخص کے
بارے میں فرمائی ہے جو کسی مرد صالح کی قبر کے پاس اللہ تعالیٰ کی عبادت
کے لیے مسجد بناتا ہے خواہ اس کی نیت نیک ہی کیوں نہ ہو۔
بزرگانِ دین کی تصاویر اور مجسمے بنانے سے منع کیا گیا ہے اور اس کام کو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی برکات مقدم کیا ہے
- ۲۔

كتاب الأبرار

الثالثة العبرة في مبالغتِه ثم في في
ذلك كيفَ بَيْنَ لَهُمْ هَذَا
أوَّلًا . ثُمَّ قَبْلَ مَوْتِهِ يَخْمِس
فَالَّمَّا قَاتَلَ . شَمَّ لَمَّا
كَانَ فِي السِّيَاقِ لَمْ يَكُنْ
إِمَّا تَقَدَّمَ .

الرابعة نَهْيُهُ عَنْ فَعْلِهِ عِنْدَ قَبْرِهِ
قَبْلَ أَنْ يَوْجِدَ الْقَبْرَ .

الخامسة أَتَهُ مِنْ سُنْنِ الْيَهُودِ وَ
النَّصَارَى فِي قُبُورِ أَنْيَادِهِمْ .

السادسة لَعْنُهُ إِيَاهُمْ عَلَى ذَلِكَ
السابعة أَنَّ مُرَادَهُ تَحْذِيرُ إِيَّائَا عَنْ
قَبْرِهِ .

الثامنة الْعِلْمُ فِي عَدْمِ إِبْرَازِ قَبْرِهِ

التاسعة فِي مَعْنَى إِتْخَازِهَا مَسْجِدًا

العاشرة أَتَهُ قَرَبَ بَيْنَ مَنِ اتَّخَذَهَا
وَبَيْنَ مَنْ تَقْوُمُ عَلَيْهِ
السَّاعَةُ فَذَكَرَ الذَّرِيعَةَ
إِلَى الشِّرْكِ قَبْلَ وُقُوعِهِ
مَعَ خَاتِمَتِهِ .

لکھ کلامِ نبی

۱. آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان معاملات کے بارے میں جو شدت انتیا کی ہے۔ اس کو پیش نظر رکھنا اور اس سے فیصلت حاصل کرنا ضروری ہے کہ اس طرح آپ نے اس سلسلے میں پہلے نرمی سے ہدایات دیں پھر اپنے وصال سے باقی دن پہلے بڑی شدت سے منع فرمایا پھر بوقت نزع آپ نے اسی پر اکتحاب کیا جو پہلے ارشاد فرمائی تھے بلکہ پوری وضاحت کے ساتھ مزید تصدیق فرمائی۔
۲. آپ نے اپنی قبر مبارک کے بارے میں قبر کے وجود میں آنسے سے پہلے ہی تنبیہ فرمادی کہ اسے سجدہ بنایا جائے۔
۳. یہ بھی واضح فرمادیا کہ یہ طریقہ یہود و نصاریٰ کا ہے وہ انبیاء کی قبروں کو مسجد بنایا کرتے تھے اور ان کی تصویریں کندہ کیا کرتے تھے۔
۴. یہ کہ آپ نے یہود و نصاریٰ پر ان کے ایسا کرنے کی وجہ سے لعنت بھیجی ہے۔
۵. یہ بھی واضح ہے کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود و نصاریٰ کے بارے میں جو کچھ فرمایا اس کا مقصد ہمیں ان بالتوں سے بچانا اور روکانا ہے۔
۶. آپ کی قبر مبارک جو کھلی نہ رکھی گئی اس کی علت بھی معلوم ہو گئی۔
۷. قبر کو مسجد بنانے سے جو کچھ مرا دہے وہ بھی بیان ہو گیا۔
۸. آنحضرت نے قبروں کو ساجدہ بنانے والوں کو اور ان لوگوں کو جن پر قیامت قائم ہو گی ایک ہی لذت میں بتیریں لوگ قرار دیا جائے اور اس طرح آپ نے شرکت پیدا ہونے سے پہلے ہی اسکے پیہا ہونے کے سبب اور اس کے انجام سے باخبر کر دیا جائے۔

[الحادي عشر] دُكْنَهُ فِي حُطَبَتِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ

يَخْمِسٌ - أَلْرَدُ عَلَى الطَّاِفَتَيْنِ الْتَّتَنِينِ هُمَا
أَشَرُّ أَهْلِ الْبِدَعِ بَلْ أَخْرَجَهُمْ
بَعْضُ أَهْلِ الْإِلْمِ مِنَ التِّتَنِينِ
وَالسَّبْعِينَ فِرْقَةً وَهُمُ الرَّافِضَةُ
وَالْجَهِيمَةُ وَإِسَابِ الرَّافِضَةِ
حَدَثَ الشِّرْكُ وَعِبَادَةُ الْقُبُورِ
وَهُمُ أَوَّلُ مَنْ بَنَى عَلَيْهَا السَّاجِدَةِ

[الثانية عشر] مَا بُلِّيَ بِهِ لِمَلْكِ الْجَنَّةِ مِنْ شِدَّةِ النَّزَعِ

[الثالثة عشر] مَا أُخْرِمَ بِهِ مِنَ الْخُلَةِ

[الرابعة عشر] الْتَّصْرِيفُ بِأَنَّهَا أَعْلَى مِنَ الْمَحْبَةِ

[الخامسة عشر] الْتَّصْرِيفُ بِأَنَّ الْعِتْدِيقَ أَفْضَلُ

الصَّحَابَةِ -

[السادسة عشر] الْإِشَارَةُ إِلَى خِلَافَتِهِ



لکھنؤہ کتاب

۱۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وصال سے پانچ دن پہلے اہل بدعت کے دو بڑیں فرقوں کے اعتقادات کی پر شدت تردید فرمائی ہے بلکہ ان دونوں فرقوں (جمیع اور رافضیہ) کو اہل علم نے ہبہ فرقوں سے بھی خارج کر دیا ہے۔ اس لیے کہ خاص طور پر رافضیہ ہی وہ فرقہ ہے جس کی وجہ سے شرک اور قبریتی وجود میں آئی اور انہوں نے ہی سب سے پہلے قبور پر مسجدیں تعمیر کیں۔

- ۱۲۔ ضمناً یہ علوم ہوا ہے کہ بوقتِ وصال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شدید تکلیف ہوا۔ اشت کرنا پڑی۔
- ۱۳۔ یہ بھی علوم ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی خلت ادوسنی کے مقام عظیم پر فائز فرمایا ہے۔
- ۱۴۔ یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خلت کا مقام محبت کے مقام سے بلند ہے۔
- ۱۵۔ یہ بھی علوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام صحابہ سے افضل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی ہی میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ فرمادیا تھا۔



بِابٌ

مَا حَاجَ إِنَّ الْغُلُومَ فِي قُبُورِ الصَّالِحِينَ
لِيَصِيرُهَا أَوْثَانًا تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ

روى مالك في المؤطرا أنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
 قَالَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِي وَثَنَّا يُعْبَدُ -
 إِشْتَدَ غَضَبُ اللَّهِ عَلَى قَوْمٍ
 إِتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ -
 وَ لَابْنِ جَرِيرٍ بِسَنْدِهِ عَنْ سَفِيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مَجَاهِدِهِ :
 "أَفَرَأَيْتُمُ الْلَّافَتَ وَ الْعَرْقَى" قَالَ :
 "كَانَ يَلْمُثُ لَهُمُ السَّوْقِيَّةَ
 فَمَاتَ فَعَكَفُوا عَلَى قَبْرِهِ" -
 وَ كَذَّا قَالَ أَبُو الْعُوَزَاءِ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ ﷺ
 "كَانَ يَلْمُثُ السَّوْقِيَّةَ لِلْحَاجَةِ" -
 وَ عَنْ أَبْنِ عَبَّاسٍ ﷺ قَالَ لَعَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
 زَائِرَاتِ الْقُبُورِ وَ الْمُشَخَّذِينَ
 عَلَيْهَا الْمَسَاجِدُ وَ السُّرُجُ -
 رَوَاهُ أَهْلُ السُّنْنِ -

بزرگوں کی قبروں کا حسے زیادہ احترام اور کوبت کی حیثیت دیتے

امام ناکاش نے اپنی موطا میں روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : اے اللہ ! سیری قبر کوبت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے اس قوم پر اللہ کا شدید قبر و غضب نازل ہوا جس نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔

علام ابن حجر ایضاً اپنی سند سے (جوسفیان عن منصور عن مجاهدہ) روایت کرتے ہیں کہ آیۃ کریمۃ "أَقْرَأَ يَسُمُ الْلَّاتَ وَالْعُزْلَى" میں جس لات کا ذکر ہے یہ ایک ایسا شخص تھا جو حاجیوں کے لیے ستو بنا یا کرتا تھا۔ جب یہ مر گیا تو لوگ اس کی قبر پر مجاور بن کر بیٹھ گئے۔

اسی طرح ابو الحسن رحمہ اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ شیخ شخص (لات) حاجیوں کے لیے ستو بنا یا کرتا تھا۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو قبروں کی زیارت کو جاتی ہیں۔ نیز مخابر کو سجدہ گاہ بنانے والوں اور ان پر جرا غجلانے والوں کو ملعون قرار دیا ہے۔ اس حدیث کو اہل سنن نے روایت کیا ہے۔

لہ اس حدیث کو امام تسانی کے علاوہ باقی سب اہل سنن یعنی ابو داؤد^۱، ترمذی^۲ اور ابن ساجد^۳ نے روایت کیا ہے۔ مترجم

فِيهِ مَسَائِكٌ

- الْأُولَى تَفْسِيرُ الْأَوْثَارِ -

الثانية تَفْسِيرُ الْعِبَادَةِ -

الثالثة أَنَّهُ لَمْ يَسْتَعِدْ إِلَّا مِمَّا
يُخَافُ وَقُوَّتُهُ -

الرابعة قَرَنَهُ بِهَذَا إِتْعَادَ قُبُورَ
الْأَنْدِيَاءِ مَسَاجِدَ -

الخامسة ذِكْرُ شَدَّةِ الغَضَبِ مِنَ اللَّهِ -

السادسة وَهِيَ مِنْ أَهْمَهَا صِفَةُ
مَغْرِفَةِ عِبَادَةِ الدَّلَّاتِ هِيَ
أَكْبَرُ الْأَوْثَانِ -

السابعة مَغْرِفَةُ أَنَّهُ قَبْرُ رَجُلٍ مَسَالِحٍ -

الثامنة أَنَّهُ إِسْمُ صَاحِبِ الْقَبْرِ وَ
ذِكْرُ مَعْنَى الشَّمِيمَةِ -

التاسعة لَعْنَةُ زَوَّارَاتِ الْقُبُورِ -

العاشرة لَعْنَةُ مَنْ أَسْرَجَهَا -

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ وشن (بُت) کی تشریع و توضیح -
- ۲۔ عبادت سے کیا مراد ہے۔
- ۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی چیزوں سے پناہ نانگی بھے جنکے وقوع میں آنے کا خطرہ تھا۔
- ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی زیارت قبور، قبروں پر چراغ جلانے اور مخابر انبیاء کو مسجدہ گاہ بنانے پر کیا لعنت فرمائی ہے۔
- ۵۔ مخابر کو مساجد بنانے والوں ان پر چراغاں کرنے والوں اور قبروں پر جانے والی عورتوں پر اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا ذکر۔
- ۶۔ اور سب سے اہم سلسلہ یہ یات جانشی ہے کہ لات جو عرب کا سب سے بڑا بُت تھا، اُس کی عبادت کس طرح شروع ہوتی (یعنی وہ کیا تھا اور کیا بنا دیا گیا)
- ۷۔ یہ بھی علوم ہو گیا کہ لات دراصل ایک نیک شخص کی قبر ہتھی۔
- ۸۔ یہ کہ صاحب قبر کا نام لات ہے اور یہ نام اس کو کس بنائے پر دیا گیا تھا۔
- ۹۔ قبروں پر جانے والی عورتوں پر لعنت بھیجی گئی ہے۔
- ۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر چراغاں کرنے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔



باب

ما جَاءَ فِي حِمَايَةِ الْمُضَطَّلِفِ مِنْ عَلَيْهِمْ

جَنَابَ التَّوْحِيدِ وَسَدِّهِ كُلَّ طَرِيقٍ

لِيُوصِلُ إِلَى شَرِكٍ

[فَالْمُعْذَنْ] لَمَّا جَاءَهُمْ رَسُولٌ

مِنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ
حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ
رَّحِيمٌ

فَإِنْ تَوَلُوا فَقُلْ حَسِبَ اللَّهُ
لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ
وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
لَا تَجْعَلُوا بُيُوتَكُمْ فُتُورًا وَلَا تَجْعَلُوا
قَبْرِي عِينَدًا وَصَلُّوا عَلَى فَإِنْ
صَلُوتَكُمْ تَبَلَّغُنِي حَيْثُ كُنْتُمْ

(رواية أبو داود ومسند حسن، رواية ثقات)

وَعَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَسِيرِ قَالَ أَتَهُ رَأَى رَجُلًا يَجْعَلُ
إِلَى فُرْجَةِ كَانَتْ عِنْدَ قَبْرِ الشَّهِيدِ
فَيَدْخُلُ فِيهَا فَيَدْعُ -

باب ۲۲

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توحید کے تمام پہلوؤں کی خفاظت کی طرح فرمانی ہے اور شرک کے تمام راستوں اور ذرائعوں کوں سختی سے بند فرمایا

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”وَكَيْهُو! تِمَ لُوگوں کے پاس ایک رسول آیا ہے جو خُود تم ہی میں سے ہے
تم حارث المصالان میں پڑنا اس پر شاق ہے۔ تم حارث فلاح کا وہ حریص ہے۔ ایمان
لانے والوں کے لیے وہ شفیق اور حبیم ہے۔ اب اگر یہ لوگ تم سے مُنذ پھرستے
ہیں تو اسے نبی ان سے کہہ دو کہ میرے لیے اللہ کافی ہے۔ کوئی سمجھو دنیں مگر
وہ، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور وہ مالک ہے عرشِ عظیم کا“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنے گھروں کو مقبرہ نہ بنانا اور میری قبر پر میلے نہ
منعقد کرنا۔ قمِ محمد پر درود و سلام صحیحتے رہو اور جہاں سے بھی قمِ محمد پر صلوٰۃ و
سلام بھیجو گے وہ بھے بھ جال پہنچے گا۔ اس روایت کو ابو داؤد نے سنہ حسن سے
بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کے راوی ثقة (قابلِ اعتماد) میں۔

نیز ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی بن الحسین (امام زین العابدین)
نبی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جسمہ مبارک کی

فَنَهَا وَقَالَ أَلَا أُحَدِّثُكُمْ حَدِيثًا
سَيِّفَتُهُ مِنْ أَيِّنْ عَنْ حَدِيثِي
عَنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا شَخِذُوا
قَبْرِي عِنْدًا وَلَا بُيُوتَكُمْ قُبُورًا -
وَسَلُوا عَلَىَّ فَإِنَّ تَسْلِيمَكُمْ يَبْلُغُنِي
أَيْنَ كُنْتُمْ رَوَاهُ فِي الْمُخْتَارَةِ -

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: تَفْسِيدُ أَيَّةِ بَرَاءَةِ -

الثانية: إِبْعَادُهُ أَمْتَهُ عَنْ هَذَا
الْحِلْيَ غَايَةَ الْبُعْدِ -

الثالثة: ذِكْرُ حِزْمِهِ عَلَيْنَا وَرَأْفِتِهِ
وَرَحْمَتِهِ -

الرابعة: نَهْيُهُ عَنْ زِيَارَةِ قَبْرِهِ
عَلَىَّ وَجْهِ مَخْصُوصٍ مَعَ
أَنَّ زِيَارَتَهُ مِنْ أَفْضَلِ الْأَعْمَالِ

الخامسة: نَهْيُهُ عَنِ الْمُكْثَارِ مِنْ
الْزِيَارَةِ -

لکھنؤ کا حجہ

کھڑکی میں داخل ہو کر دعا مانگ رہا ہے تو آپ نے اسے منع فرمایا کہ میں تھیں روایت سننا ہوں جو میں نے اپنے والحضرت حسینؑ سے اور انھوں نے میرے دادا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری قبر کو میں منعقد کرنے کا مقام نہ بنانا اور اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنانا اور تمہارا صلواۃ وسلام تم جہاں سے بھی چھیڑو گجھے ہنچتا ہے۔ اس روایت کو، حافظ ضیاء الدین ابو عبد اللہ محمد المقدسیؑ نے "الخاتمة" میں بیان کیا ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سورہ برأت کی آیت (۱۲۹) کی تفسیر۔
- ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُستت کو پڑک کی فصیل سے انتہائی دور دور رجست کا اہتمام فرمایا۔
- ۳۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم سے (اپنی اُستت سے) کس قدر محبت و شفقت ہی کی اور ہماری نجات سے کتنا شفقت تھا۔
- ۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سب سے اچھا اور نیک عمل ہے۔ اس کے باوجود آپ نے اپنی قبر مبارک کی زیارت کے لیے بھی بطور خاص جانے سے منع فرمایا ہے۔
- ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کے لیے بار بار جانے سے منع فرمایا ہے۔

كتاب التبرير

السادسة حَثَّهُ عَلَى التَّافِلَةِ فِي الْبَيْتِ .

السابع أَتَهُ مُتَقَرِّرٌ عِنْدَهُ أَتَهُ لَا

يُصَلِّي فِي الْمَقْدَرَةِ .

الثامنة تَعْلِيلُهُ ذَلِكَ بِأَنَّ صَلَوةَ الرَّجُلِ

وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ يَبْلُغُهُ وَإِنْ

بَعْدَ فَلَا حَاجَةَ إِلَى مَا يَتَوَقَّهُ

مَنْ أَرَادَ الْقُرْبَ .

الناسعة كَوْنُهُ فِي الْبَرَّخِ تُعَرِّضُ

أَعْمَالُ أُمَّتِهِ فِي الصَّلَاةِ

وَالسَّلَامُ عَلَيْهِ .



لکھاب کلیل الحبہر

۹

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نوافل گھر میں پڑھنے کی ترغیب دی ہے۔
صحابہ کرام کے نزدیک یہ بات طے شدہ تھی کہ قبرستان میں نماز نہیں پڑھی جا سکتی۔

۸

آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح طور پر فرمایا کہ مجھ پر صلوٰۃ وسلام جہاں سے بھی بھیجا جائے مجھے پہنچا دیا جاتا ہے، اس شخص کے تمام توبات اور خشناخت کی توجیہ اور تفصیل بیان فرمادی ہے جو قریب ہو کر سلام بھیجنے کو ضروری خیال کرتا ہے (گویا اسے یہ وہم ہے کہ جب تک قریب سلام نہ بھیجا جائے۔ آپ کو نہ پہنچ گا۔ یا پھر وہ اس تقریب سے کچھ اور چاہتا ہے یعنی پرستش)

۹

یہ بھی بتا دیا گیا کہ عالم بہر زخ میں آپ کے سامنے آپ کے امیریں کے وہ نیک اعمال جو دُرود و سلام سے متعلق ہیں پیش کیے جاتے ہیں۔



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

باب

مَاجَاءَ إِنَّ بَعْضَ هُذِهِ الْأُمَّةِ يَعْدُ الْأَوْثَانَ

الْفَتْحُ
اللَّهُ تَرَ إِلَيْكُمُ الَّذِينَ أَوْتُوا
نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ
بِالْجِبْرِ وَ الطَّاغُوتِ
وَ يَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
هُؤُلَاءِ أَمْدَى مِنَ الَّذِينَ أَمْتَوا
سَبِيلًا ○ (النَّاهٰ : ٥١)

الْفَتْحُ
مَا لَكُمْ أَنْ تُشْكِنُهُ إِذْ
مَنْ ذَلِكَ مَتْوِبَةٌ عِنْدَ اللَّهِ
مَنْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَ غَضِبُهُ
وَ جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الْخَنَازِيرَ وَ عَبَدَ
الْطَّاغُوتَ ○ (المائدة : ٦٠)

الْفَتْحُ
قَالَ الَّذِينَ غَلَبُوا عَلَىٰ
أَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذُ
عَلَيْهِمْ مَسْجِدًا ○
(الْكَهْف : ٤١)

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَالَ : لَتَتَّسْعِنَ سَنَنَ مَنْ كَانَ

اس امر سے کے بعض لوگ بُت پرستی میں مُبتلا ہو جائیں گے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جسیں کتاب کے علم میں سے کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ان کا حال یہ ہے کہ جب ت اور طاغوت کو مانتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں سے تو یہی زیادہ صحیح راستے پر ہیں؟“

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”پھر کہو، کیا میں ان لوگوں کی نشاندہی کروں جن کا انعام اللہ تعالیٰ کے ہاں فاسقوں کے انعام سے بھی بدتر ہے۔ وہ جن پر اللہ نے لعنت کی، جن پر اُس کا غصبہ نہ مانا۔ جن میں سے بندرا اور سور بنتے گئے جھنوں نے طاغوت کی بندگی کی۔“

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”جو لوگ ان کے معاملات پر غالب تھے انہوں نے کہا : ہم تو ان پر ایک عبادت گاہ بنائیں گے۔“

حضرت ابو سعید حضرتی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس طرح پہلی اُستون کے طور پر یقون کی پُوری پُوری پیروی کرو گے جیسے تیر کے پر ایک دُسرے کے برابر ہوتے ہیں۔ یہاں تک کہ اگر

فَكُلُّكُمْ حَذَوَ الْقَدَّةَ بِالْقُدَّةِ
 حَتَّىٰ لَوْ دَخَلُوا جَهَنَّمَ لَدَخَلُتُمُوهُ
 قَالُوا : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَلِيْهِمْ وَالْتَّصَارِي
 قَالَ : فَمَنْ ؟ (اخرجاه)

وَلِسْمَعُونَ ثُوبانَ ﷺ : أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ

ﷺ قَالَ إِنَّ اللَّهَ زَوَّى لِي
 الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا
 وَإِنَّ أَمْتَقَ سَيَبلغُ مُنْكَهَا
 مَازِوَى لِي مِنْهَا : وَأُعْطِينُتُ
 الْكَذَنِيبَ : الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ :
 وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأَمْتَقَ
 أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَةٍ :
 وَأَنْ لَا يُسْلِطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًا مِنْ
 سُوَى أَنفُسِهِمْ فَيَسْتَيْعُ بَيْضَتَهُمْ :
 وَإِنَّ رَبِّي قَالَ : يَا مُحَمَّدُ :

إِذَا قَضَيْتَ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرْدَدُ وَإِنِّي
 أَعْطَيْتُكَ لِأَمْتَكَ أَنْ لَا أُمْلِكَهُمْ
 بِسَنَةٍ عَامَةٍ ، وَأَنْ لَا أُسْلِطَ
 عَلَيْهِمْ عَدُوًا مِنْ سُوَى أَنفُسِهِمْ

لکھنہبہر

ڈو گود کے بیل میں گھنے تھے تو تم بھی اس میں گھسو گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا:
 یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہم یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے؟
 آپ نے فرمایا تو اور کس کی؟ اس روایت کو سچارچی اور سلم دو نوں نے بیان
 کیا ہے۔

نیز مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو میرے لیے اس طرح سیٹ
 دیا کہ مشرق و مغرب بیک وقت میرے سامنے آگئے۔ اور یعنیا میری امت
 کی حدود ملکت وہاں تک جا پہنچیں گی جہاں تک زمین کو سیٹ کر مجھے
 دکھایا گیا اور مجھے دو خزانے عطا کیے گئے ہیں۔ ایک سفید اور دوسرا سُرخ۔
 بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے جناب باری میں درخواست
 کی تھی کرمیری امت پر بھی ایسی قحط سالی نہ آئے کہ وہ ایک ہی سال میں (یکتم)
 بلاک ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ ان پر اپنوں کے علاوہ کسی ایسے دشمن کا اسلط
 نہ ہو جوان کے مال و جان کو بے در بیغ تباہ و بر باد کر دے۔ اس کے جواب
 میں جناب باری تعالیٰ نے فرمایا : اے محمد! جب میں کسی بات کا فیصلہ
 صادر فرمادیا ہوں تو اسے بدلا نہیں جاتا۔ میں نے آپ کی امت کے بلے
 میں یہ وعدہ کر دیا ہے کہ انھیں ایک ہی قحط سالی سے تباہ نہیں کیا جائے گا۔
 دوسرے یہ کہ ان پر اپنوں کے علاوہ اغیار میں سے ایسے دشمن سلطنت کیے جائیں
 گے جو ان کا جان و مال مُباح سمجھ لیں۔ خواہ کفر کی تمام طاقتیں جمع ہو کر سلام اور

فَيَسْتَبِعُ بَيْضَتُهُمْ وَ لَوْ إِجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ
يَا قَطَارِهَا - حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ
يُهْلِكُ بَعْضًا . وَ يُسْبِي بَعْضُهُمْ بَعْضًا .
وَ رواه البرقاني في صحيحه و زاد :

وَ إِنَّا أَخَافُ عَلَى أَمْتَقِي الْأَنْتَةِ الْمُضِلِّينَ -
وَ إِذَا وَقَعَ عَلَيْهِمُ السَّيْفُ لَمْ يُرْفَعْ
إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ وَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ
حَتَّى يَلْعَنَ حَرِيجٌ مِّنْ أَمْتَقِي
الْمُشْرِكِينَ -
وَ حَتَّى تَعْبُدَ فِنَامٌ مِّنْ أَمْتَقِي
الْأَوْثَابِ -

وَ إِنَّهُ سَيَكُونُ فِي أَمْتَقِي
كَذَابُونَ ثَلَاثُونَ . كُلُّهُمْ يَزْعَمُ
أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَّا خَاتَمُ الشَّبِيلِينَ لَا نَبِيٌّ
بَعْدِنِي -

وَ لَا تَرَالْ طَائِفَةٌ مِّنْ أَمْتَقِي
عَلَى الْعَوْتِ مَنْصُورَةٌ لَا يَمْتَهِمْ مَنْ
خَذَلَهُمْ حَتَّى يَأْتِي أَمْرُ اللَّهِ
تَبَارَكَ وَ تَعَالَى -

کے مقابلے میں کیوں نہ آجائیں۔ حقیقت کہ یہ خود آپس میں لڑ کر ایک دوسرے کو
ہلاک کرنے اور قیدی بنانے نہ لگیں۔ اس روایت کو حافظہ بر قافیٰ نے بھی اپنی
”صحیح“ میں نقل کیا ہے اور اس میں یہ اضافہ ہے۔ مجھے اپنی امت کے
با سے میں سب سے زیادہ خلدو ان رہنماؤں سے ہے جو لوگوں کو گراہ کریں گے
اور جب ایک بار ان میں تلوار جل نکلے گی تو بھر قیامت تک نہیں رُکے گی۔
اور قیامت اس وقت آئے گی ————— جب میری امت
میں سے ایک جماعت مُشرکوں سے جاٹے گی۔ اور جب میری امت کے بہت
لوگ ہوت پرستی شروع کر دیں کے نیز میری امت میں دجال پیش ہوں
گے جو سب کے سب مُدعی نبوت ہوں گے۔ حالانکہ میں آخری نبی ہوں اور
میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

اور میری امت میں سے ہمیشہ ایک گروہ ضرور حق پر قائم اور فتحیاب صحیح
کا۔ ان کا ساتھ جھوڑنے والے ان کا کچھ نہ بکار سکیں گے حق کر اللہ تعالیٰ
کا فیصلہ پورا ہو جائے۔ (قیامت آجلتے)

فِيهِ مُسَائِلٌ

- الاول:** تَقْسِيرُ آيَةِ النِّسَاءِ .
- الثانية:** تَقْسِيرُ آيَةِ السَّابِدَةِ .
- الثالث:** تَقْسِيرُ آيَةِ الْكَهْفِ .
- الرابعة:** وَ هُنَّ أَمْتَهَا مَا مَعَنِيَ الْأَيْمَانِ
يَا الْجِبَرِ وَ الْقَاغُونِ ؛ مَنْ
هُوَ إِغْتِيَادٌ قَلْبٌ ؟ أَوْ هُوَ
مُوَافِقَةٌ أَصْحَابِهَا . مَعَ بُغْضِهَا
وَ مَغْرِفَةٍ بُطْلَانِهَا ؟
- الخامسة:** قَوْلُهُمْ : أَتَ أَنْكَارَ الَّذِينَ
يَعْرِفُونَ كُفَّارَهُمْ أَمْذِي
سَيِّلًا قِرْبَ الْمُؤْمِنِينَ .
- السادسة:** وَ هِيَ الْمَقْصُودَةُ بِالْتَّرْجِمَةِ : أَتَ
هَذَا لَا يَبْدَأُ أَنْ يَتَوجَّهَ
فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ كَمَا نَقَرَّ
فِي حَدِيثِ أَبِي سَعِيدٍ رض
- السابعة:** التَّقْسِيرُ يُوقْعِهَا : أَغْنِيَ عِبَادَةَ
الْأَوْثَانِ فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ
فِي جُمُوعٍ كَثِيرَةٍ .

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ سورۃ نسا کی آیت (۵۱) کی تفسیر
- ۲۔ سورۃ نما دہ کی آیت (۶۰) کی تفسیر
- ۳۔ سورۃ کھف کی آیت (۲۱) کی تفسیر
- ۴۔ سب سے اہم مسئلہ جس کا سمجھنا ضروری ہے یہ ہے کہ سورۃ نسا کی آیہ منذکورہ بالایمین جبت و طاغوت پر ایمان لانے کے معنی کیا ہیں۔ کیا اس سے مُراد صرف دل سے ان پر اعتقاد رکھنا ہے یا جبت و طاغوت سے نفرت رکھنے اور ان کی عبادت کو باطل سمجھنے کے باوجود ان کے پرستاروں کا ساتھ دینا اور ان کی بیرونی کرنا بھی اشیاء میں آ جاتا ہے۔
- ۵۔ یہودیوں کا یہ کہنا کہ کافر اور مشرک جو اپنے کفر کا عرفان رکھتے ہیں وہ مومنوں سے نیادہ بہایت یافتہ ہیں۔
- ۶۔ چھٹا مسئلہ جس کے لیے دراصل یہ باب باندھا گیا ہے یہ ہے کہ ایسے لوگوں (یہود انصار میں کی بیرونی کرنے والوں) کا اس امت میں پایا جانا ضروری ہے جیسا کہ حضرت ابوسعیدؓ کی روایت میں بصراحت بیان ہو ہے۔
- ۷۔ یہ بات بھی واضح طور پر بیان ہوئی ہے کہ امت محمدؐ میں سے بہت سے گروہ غیر اللہ کی عبادت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

الثامنة العجبُ العَجَابُ : خُرُوجٌ مَنْ

يَدْعُونَ الشُّبُوَّةَ مِثْلَ السُّخْتَارِ

مَعَ تَكْلِيمِهِ بِالشَّهَادَتَيْنِ وَ تَضْرِيمِهِ

بِأَثَةٍ مِنْ هَذِهِ الْأُمَّةِ

وَ أَبَّ الرَّسُولَ حَوْيَّاً -

وَ أَبَّ الْقُرْآنَ حَوْيَّاً -

وَ فِيهِ ! أَبَّ مُحَمَّداً

خَاتَمَ النَّبِيِّينَ - وَ مَعَ هَذَا

يُصَدِّقُ فِي هَذَا كُلَّهُ

مَعَ التَّضَادِ الْوَاضِعِ - وَ قَدْ

خَرَجَ السُّخْتَارُ فِي أُخْرِ عَصْرِ

الصَّحَابَةِ - وَ تَبِعَهُ فِيَّامٌ كَثِيرٌ

النَّاسِعَةُ الْبَشَارَةُ بِأَنَّ الْحَوْىَ لَا يَرُونَ

بِالْكُلِّيَّةِ كَمَا زَالَ فِيَّا

مَضِيَّ - بَلْ لَا تَزَالُ عَلَيْهِ طَائِفَةٌ

العاشرةُ الْأَيَّهُ الْعُظَى : أَئْهُمْ مَعَ قِلْتَهُمْ

لَا يَصْرِهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ

وَ لَا مَنْ خَالَفَهُمْ -

لکھن بکاریہ

- ۸۔ جو امر بہت زیادہ حیرت انگیز ہے یہ ہے کہ جیسا حدیث شریف میں بیان ہوا ہے باسکل اسی کے طابق "مختار تفہیم" جیسے مدعیان نبوت کا اس امت میں ظہور ہوا جو مکمل
 لا إلهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ الْكَرِيمِ وَمَا أَنْتُ بِحَاجَةٍ إِلَيْهِ
 اور علی الاعلان اس بات کا مدد عی تھا کروہ اس امت کا فرد ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسول برحق ہیں اور قرآن مجید حقیقتاً کلام اللہ ہے حالانکہ قرآن مجید میں فتنہ لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں اور اس واضح تضاد کے باوجود اس کی باتوں کی تصدیق کی گئی اور یہ بھی واقعہ ہے کہ "مختار تفہیم" نے صحابہ کرامؓ کے آخری دور میں دعویٰ نبوت کیا تھا اور بہت سے گروہ اس کو مانتے گئے تھے۔
- ۹۔ اس بات کی بشارت بھی دیگئی ہے کہ (اس امت میں سے) حق و صداقت کیسر معدوم نہ ہوں گے جیسا کہ پہلی امتتوں میں ہوا بلکہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ پیشہ حق پر قائم رہے گا۔
- ۱۰۔ اس گروہ کی سب سے بڑی علاست یہ بتائی گئی ہے کہ قدرت تعداد کے باوجود منافیں اور وہ لوگ جو ان کو ذبیل کرنا چاہیں گے انھیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔

لِكَابِلِ الْجَنَّةِ

أَتَ ذَلِكَ الشَّرْطُ إِلَى الحادي عشر

قِيمَاتِ التَّسَاعَةِ -

مَا فِيهِنَّ الثاني عشر **مِنَ الْأَيَاتِ**

الْعَظِيمَةِ -

مِنْهَا. إِخْبَارَةٌ يَأْتِي اللَّهُ زَوْدِي

لَهُ الْمَشَارِقُ وَ الْمَغَارِبُ

وَ أَخْبَرَ بِمَغْفِتِ ذَلِكَ

فَوْقَعَ كَمَا أَخْبَرَ بِخَلَافِ

الْجَنُوبِ وَ الشِّمَالِ

وَ إِخْبَارَةٌ بِأَنَّهُ أَغْطَى

الْكَنْزَيْنِ -

وَ إِخْبَارَةٌ بِإِجَابَةِ دَعْوَتِهِ لِأَمْتَهِ

فِي الْمُشَتَّتَيْنِ -

وَ إِخْبَارَةٌ بِأَنَّهُ مُنِعَ الْثَالِثَةِ

وَ إِخْبَارَةٌ بِوَقْعِ السَّيْفِ

وَ أَنَّهُ لَا يُرْفَعُ إِذَا وَقَعَ -

وَ إِخْبَارَةٌ بِظُهُورِ الْمُشَتَّتَيْنِ

فِي هَذِهِ الْأَمْتَةِ -

۱۱۔ حزب اللہ کے موجود ہونے کی شرعاً قیامت ہاک کے لیے ہے۔

۱۲۔ احادیث مذکورہ بالا میں درج ذیل ہر بڑی بڑی نشانیاں موجود ہیں۔

پ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مشرق و مغرب کے بارے فرمान کہ ان سنتوں کی زمین سمیٹ کر آپ کو دکھانی گئی اور شمال و جنوب کا ذکر نہ فرمانا۔ اور پھر آپ کے ارشاد کا حرف بحروف پُورا ہونا۔

پ آپ کا یہ خبر دینا کہ آپ کو دخرا نے دیے گئے ہیں۔

پ آپ کا یہ فرمान کہ دو باتوں میں سیری ڈعا قبول ہو گئی۔

پ نیز یہ کہ تیسری سے منع کر دیا گیا۔

پ آپ کا اطلاع دینا کہ سلمانوں میں آپس میں تکوار چلے گی اور پھر رُکنے کا نام شکے گی۔ اور آپ کا یہ خبر دینا کہ سلمان ایک دُوسరے کو ہلاک کریں گے اور قیدی ہنا ہیں گے اور آپ کا گواہ کرنے والے رہنماؤں سے خطرے کا انعام۔

پ آپ کا جھوٹے مدعیان نبوت کے ظہور کے بارے میں اطلاع دینا۔

وَإِخْبَارُهُ بِسَقَاءَ الْقَابِفَةِ
الْمَنْصُورَةِ -

وَكُلُّ هَذَا وَقَعَ كَمَا أَخْبَرَ
مَعَ أَنَّ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهَا
مِنْ أَبْعَدِ مَا يَكُونُ
فِي الْعُقُولِ -

الثالث عشر حَمَرَ الْخَوفَ عَلَى أُمَّتِهِ مِنَ
الْأَيْمَةِ الْمُضْلِلَاتِ -

الرابع عشر الْأَشْنِيَّةُ عَلَى مَعْنَى عِبَادَةِ
الْأَوْثَانِ -



لکھ کلکتیہ

۹۔ ایک گروہ کے ہمیشہ حق پر قائم رہنے اور کامران رہنے کی اطلاع دینا اور پچران سب باتوں کا ویسے ہی وقوع پذیر ہونا بسیا کہ آپ نے فرمایا تھا جب کان میں سے ہر ایک بات عقلی اعتبار سے انتہائی بعید از قیاس ہے۔

۱۰۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بات کو سب سے زیادہ خطرناک قرار دیا ہے اور سب سے زیادہ اسی کے وقوع پذیر ہونے کے خدشہ کا اظہار فرمایا ہے اور وہ ہے گڑاہ کرنے والے رہنماؤں کا خطہ۔

۱۱۔ آپ نے بُت پرستی کے معنی اور سفہوم کی وضاحت بھی فرمادی ہے۔ (کہ مسلمان یعنی ہوئے بُت پرستی کریں گے۔ (ظاہر ہے وہ پتھر کے بُت تو نہیں پُصیں گے بلکہ اشخاص پرستی اور قبر پرستی کریں گے۔)



مَلَجَاءٌ فِي السِّحْرِ

وَ لَفَتَدْ عَلِمُوا لَمْ اشْرَأْهُ
[طرفة]

سَالَةٌ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلْقِهِ
(البقرة: ١٠٢)

وقوله : يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْرِ وَ الطَّاغُوتِ

(النَّاهٰء: ٥١)

قال عمر ظفحة الجبر السحر

وَ الطَّاغُوتُ الشَّيْطَنُ -

وقال جابر : " الطواغيت كهان

كان ينزل عليهم الشيطان في
كُلِّ حِبٍ وَاحِدٍ :

عن أبي هريرة ظفحة أنَّ رَسُولَ اللَّهِ

قَالَ إِجْتَنِبُوا السَّبْعَ الْمُؤِيقَاتِ -

قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ أَ وَمَا هُنَّ

قَالَ الْشَّرْكُ بِاللَّهِ -

وَ السِّحْرُ -

وَ قَتْلُ النَّفِسِ الْقِبْ حَرَمَ اللَّهُ
إِلَّا بِالْحَقِّ -

باب ۲۳

جادو کے بارے میں احکام کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اور انھیں خوب معلوم تھا کہ جو اس چیز کا خرمیدار بنا، اس کے لیے آخرت میں کوئی حستہ نہیں ۔

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اُن کا حال یہ ہے وہ جبت اور طاغوت کو مانتے ہیں“
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ جبتو سے مراد جادو ہے، اور طاغوت شیطان ہے۔

اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ طاغوت سے مراد وہ کا ہے جو عرب کے ہر قبیلہ میں علیحدہ علیحدہ ہوتے رہتے اور ان پر شیطان الہام کرتا تھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، سات ہلاک کر دینے والی باتوں سے بچا ضروری ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سات چیزوں کی تفصیل دریافت کی۔ آپ نے ارشاد فرمایا :

- (۱) - اللہ تعالیٰ کے ساتھ کبھی کوشش کیے ماننا۔
- (۲) - جادو کرنا۔
- (۳) - شرعی جواز کے بغیر کسی انسان کو ظلمًا قتل کرنا۔

وَ أَكْلُ التِّبَأَ -
وَ أَكْلُ مَالَ الْيَتَمِ
وَ التَّوَلِيْبِ يَوْمَ الرَّحْفِ .
وَ قَذْفُ الْمُخْصَنَاتِ الْمَنَافِلَاتِ
الْمُؤْمِنَاتِ .

وعن جندب مرفوعاً : " حَدَّ السَّاحِرِ ضَرْبَةً بِالسَّيْفِ .

(رواه الترمذى وقال : الصحيح أنه موقوف)

وفي صحيح البخاري عن بجالة بن عبدة رضي الله عنه قال كتب
 عَمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضي الله عنه
 أَنِ اقْتُلُوا كُلَّ سَاحِرٍ وَ سَاحِرَةً
 قَالَ فَقَتَلْنَا ثَلَاثَ سَوَاحِرَ -
 وَ صَبَّعَ عَنْ حَفْصَةَ رضي الله عنه أَنَّهَا أَمْرَتْ
 بِقَتْلِ حَارِيَةٍ لَهَا سَحَرَتْهَا فَقُتِلَتْ -
 وَ كَذَلِكَ صَبَّعَ عَنْ جَنْدِبِ . فَتَالَ
 أَحْمَدُ عَنْ ثَلَاثَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ رضي الله عنه



- (۴) شود خوری
- (۵) میتم کا مال (ناجائز طریقہ سے) کھانا۔
- (۶) میدان جنگ میں پیٹھ دکھانا۔
- (۷) پاک دامن مومن عورتوں پر شتمت لگایا۔

حضرت جذب رضی اللہ عنہ سے مرفع اور روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جادوگر کی قانونی سزا یہ ہے کہ اسے توار سے قتل کر دیا جائے۔ یہ روایت امام ترمذیؒ نے بیان کی ہے اور کہا ہے صحیح یہ ہے کہ یہ حدیث موقوف ہے (مرفوع نہیں ہے) امام بخاریؒ نے جانب بجال بن عبدة رحمۃ الرضا کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمان جاری کیا تھا کہ ہر جادوگر کو مرد ہو یا عورت، قتل کر دیا جائے چنانچہ ہم نے تین جادوگروں کو قتل کیا تھا۔

ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات صحیح روایت سے ثابت ہے کہ انہوں نے اپنی ایک لوٹدی کو جس نے آپ پر جادو کیا تھا، قتل کرنے کا حکم دیا تھا، اور اُسے قتل کر دیا گیا۔

حضرت جذب رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا ایک واقعہ پائی شہوت کو پہنچ چکا ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں کہ تین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے بارے میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ انہوں نے جادوگروں کو قتل کیا تھا۔



فِيهِ مَسَائِلٌ

الأولى تَقْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ .
 الثانية تَقْسِيرُ آيَةِ النِّسَاءِ .
 الثالثة تَقْسِيرُ الْجِبْرِ وَ الطَّاغُوتِ
 وَ الْمَنْزُوتُ بَيْنَهُمَا .
 الرابعة أَتَ الطَّاغُوتُ فَتَدْ يَكُونُ
 مِنَ الْجِبْرِ وَ فَتَدْ يَكُونُ
 مِنَ الْإِنْسِنِ .
 الخامسة مَغْرِفَةُ السَّبْعِ السَّرِيقَاتِ
 الْمَخْصُوصَاتِ بِالثَّفِيفِ .
 السادسة أَنَّ السَّاجِرَ يُكَفَّرُ .
 السابعة أَنَّهُ يُقْتَلُ وَ لَا يُسْتَتابُ .
 الثامنة وُجُودُ هَذَا فِي الْمُسْلِمِينَ
 عَلَى عَهْدِ عُمَرَ ظَاهِرٍ .
 فَكَيْفَ بَعْدَهُ ؟



لکھنؤیہ

اس باب میں مندرجہ ذیل سائل میں

- ۱۔ سورہ بقرہ کی آیت ۱۰۲ کی تفسیر
- ۲۔ سورہ نبیار کی آیت ۵۱ کی تفسیر
- ۳۔ جبتو دعا غوث کی تفسیر اور دونوں لفظوں کے معنی میں فرق کی وضاحت۔
- ۴۔ طاعرث چنول میں سے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں میں سے بھی۔

- ۵۔ ان سات باتوں کی نشان دہی جو انتہائی مہک میں اور جن سے خاص طور پر منع کی گیا ہے۔
- ۶۔ یہ بات معلوم ہوئی کہ جاؤ کرنے والا کافر ہو جاتا ہے۔
- ۷۔ یہ کہ ذہ و احیب القتل ہے اور اسے توبہ کرنے کے لیے نہیں کہا جائے گا۔
- ۸۔ جاؤ کر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی موجود تھے تو مد کے زمانے میں کیا حالت ہو گی۔



باب

بيان شيءٍ من أنواع السحر

قال احمد حدثنا محمد بن جعفر حدثنا عوف بن حبان

ابن العلاء حدثنا قطن بن قبيصة عن أبيه أتَه سَمِعَ
الشَّيْطَنَ ﷺ قال : إِنَّ الْعِيَافَةَ
 وَ الظَّرْفَ وَ الظِّيرَةَ مِنَ الْجِنِّ
 قال عَوْفٌ : الْعِيَافَةُ زَجْرُ الطَّيْرِ
 وَ الظَّرْفُ : الْخَطُّ يُخَطَّ بِالْأَرْضِ
 وَ الْجِنْتُ : قَاتَلَ الْحَسَنَ رَبَّهُ
الشَّيْطَنَ . (اسناد جيده)

ولابي داود الناف وابن جاز في محييه المتند منه
 وعن ابن عباس ﷺ قال قال رسول الله ﷺ
 مَنْ افْتَبَسَ شُبَّهَةً مِنَ التَّجْزُومِ
 فَقَدْ افْتَبَسَ شُبَّهَةً مِنَ السِّحْرِ
 زَادَ مَا زَادَ . (روايه ابو داود واسناد صحيح)

و للنساني من حديث ابو هريرة ﷺ من عقد
 عُقدَةَ ثُمَّ نَفَثَ فِيهَا فَقَدْ سَحَرَ
 وَمَنْ سَحَرَ فَقَدْ أَشْرَكَ

جادو کی چند قسموں کا بیان

امام احمدؓ نے (حدیث محمد بن جعفرؑ، حدیث عوف عن حیان بن علاءؑ، حدیث قطنؑ بن قبیصہ عن ابیه) کے طریقے سے روایت کی ہے کہ حضرت قبیصہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سناؤ کر عیاف (پرندوں کو اڑا کر فال لینا)۔ طرق (زمیں پر خطوط کھینچ کر فال لینا) اور طیزہ (بیٹھ کر لینا) سب جادو کے اقسام ہیں۔ جناب عوفؓ کہتے ہیں کہ العیاف پرندے کو اڑا کر فال لینا ہے اور الطرق، زمیں پر کچھ خطوط کھینچ کر فال لینا (یعنی رمل) ہے۔ اور جیبت کے بارے میں حسن بصری رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ شیطانی سرگوشی ہے۔

اس روایت کی سند جیپے ہے نیز ابو داؤدؓ اورنسائی گلاؤ رابن جانؓ نے اپنی صحیح میں اس حدیث کو سند بیان کیا ہے
 نیز ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے علم سخوم کا کوئی شبہ سکیا، اس نے دراصل اتنا ہی جادو سیکھ لیا اور جتنا زیادہ سیکھتا جائے گا، اتنا ہی وہ جادو کے علم میں اضافہ کرتا چلا جائے گا (گویا اتنا ہی گنگا رہ گا)۔ اس روایت کو ابو داؤدؓ نے بیان کیا ہے اور اس کی صدقیجہ ہے۔

نیز نسائی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے دھاگے میں گر کر اس پر دم کیا اس نے دراصل جادو کیا اور جس نے جادو کیا اس نے شرک کا ارجحکاب کیا۔ اور جو شخص تعمید کندا وغیرہ بازدھا ہے وہ

وَمَنْ تَعْلَمَ شَيْئاً وَكُلَّا إِلَيْهِ

وَعَنْ أَبْنَى مَسْعِدَةَ ثَلَاثَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَعْلَمْ

قَالَ الْأَمَلُ أَنِّي تَنَاهَى مَا الْعَنْهُ؟

هِيَ الْمِيَمَةُ الْفَالَّةُ بَيْنَ الثَّالِثِ

(دَاهِ مَسْمُود)

وَلَمَّا عَنْ أَبْنَى عَرَضَهُ ثَلَاثَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ لَمْ يَعْلَمْ

قَالَ إِنَّمَا مِنَ الْبَيَانِ لِسِرَّا

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: أَنَّ الْعِيَافَةَ وَالظَّرْفَ وَ

الطِّيرَةَ مِنَ الْجِنِّيَّتِ -

الثانية: تَفْسِيرُ الْعِيَافَةِ وَالظَّرْفِ

الثالثة: أَنَّهُ عَلِمَ النَّجْمُوْرِ نَوْعَ حِجَّةِ الْمَسْكِيِّ

الرابعة: الْعَقْدُ مَعَ التَّفَشِّيِّ مِنْ ذَلِكَ -

الخامسة: أَنَّ الْمِيَمَةَ مِنْ ذَلِكَ -

السادسة: أَنَّهُ مِنْ ذَلِكَ بَعْضَ

الفَصَاحَةِ

نسی کے پروردگر دیا جاتا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہو جاتا ہے)۔ اور حضرت ابن حمود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : "گوگو! کیا میں تمہیں بتاؤں کہ" عَذَّبَ کیا ہے ۔ "عَذَّبَ" چھل کھانا ہے یعنی دو شخصوں کے درمیان ایسی بات بنانا جو ان کو آپس میں لڑا دے۔

نیز سخاریٰ اور مسلمؓ میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : بعض دفعہ فیصل و بین گفتگو بھی جادو کا کام کرتی ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ عیاف، طرق اور طیور جادو ہی کے اقسام ہیں۔
- ۲۔ عیاف اور طرق کی دعاہت اور تفسیر۔
- ۳۔ یہ کہ علم نجوم بھی جادو ہی کی قسم ہے۔
- ۴۔ دم کر کے دھاگے پر گرد لکھنا بھی جادو کے اقسام ہیں ہے۔
- ۵۔ لکھائی بھجھائی بھی جادو کا اثر رکھتی ہے۔
- ۶۔ بعض دفعہ دعاہت و بلاغت بھی جادو کا کام کرتی ہے۔

باب

ما جاء في الكهان ومحوه

روى مسلم في صحيحه عن بعض ازواج النبي ﷺ عن النبي ﷺ قال :

من أتى عرافاً فسألة عن شيءٍ فصَدَّقَهُ بما يقول له ثمَّ قبل له صلوةً أربعينَ يوماً -

عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ قال : من أتى كاهناً فصَدَّقَهُ بما يقول . فقد كفر بما أنزل على محمدٍ

(رواية أبو داود)

وللاربعة والستين قال صحيح على شرطهم عن ابن هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ من أتى عرافاً أو كاهناً فصَدَّقَهُ بما يقول فقد كفر بما أنزل على محمدٍ عليه السلام ولا يملىء بسند جمهور

عن ابن مسعود مثله موقفاً .
وعن عمران بن حسين رضي الله عنه مرفقاً : ليس مما

من تطير أو تطير له ، أو تكهن أو تكهن له ، أو سحر أو سحر له .

کہانت اور غیر دانی کے بارے میں احکام

صحیح مسلم میں بعض اتهات المؤمنین رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص نے کسی نجومی کے پاس جا کر کوئی بات پوچھی اور پھر اسے سچا سمجھ کر اس کی بات مان لی اس کی پالیس دن کی نمازیں قبول نہ ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی کاہن کے پاس جا کر (اس سے کچھ دریافت کرتا ہے) اور پھر اس کی بات کو سچ جان کر تسلیم کر لیتی ہے اس نے بلاشبہ اس قرآن و حدیث، کائنات کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتنا را اگیا اور چاروں اصحابین نے اور امام حاکم نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا اور حاکم نے اسے بخماری مسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ! جو شخص نجومی یا کاہن کے پاس گیا اور اسکی بات کی تصدیق کی اس نے بے شک اس (قرآن و حدیث) کا انکار کیا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا۔

ایسی ہی ایک حدیث ابو الحیلی نے جیتی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً روایت کی ہے -

حضرت عمر بن حصین رضی اللہ عنہ سے مرفقاً روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : جو شخص فال نکالے یا فال نکلائے یا جو شخص کاہن

وَ مَنْ أَتَى كَاهِنًا فَصَدَقَهُ
إِيمَانًا يَقُولُ فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنزِلَ
عَلَى مُحَمَّدٍ ﷺ

رواہ البزار بسنہ جیہہ ورواه الطبرانی فالأوسط باسناد حسن من حديث ابن عباس

دون قوله: " وَ مَنْ أَتَى إِلَيْنَا خَوْفًا" قال الغزیی : الْعَرَافُ
الَّذِي يَدَعُونَ مَعْرِفَةَ الْأُمُورِ بِسُقْدَمَاتٍ
يُسْتَدَلُّ بِهَا عَلَى الْمَسْرُوقِ وَ مَكَانَ
الصَّالَةِ وَ نَحْوِ ذَلِكَ -

وَقِيلَ : هُوَ الْكَاهِنُ ، وَ الْكَاهِنُ
هُوَ الَّذِي يُخِبِّرُ عَنِ الْمُغَيَّبَاتِ
فِي الْمُسْتَقْبَلِ - وَقِيلَ : الَّذِي
يُخِبِّرُ عَنَّا فِي الظَّمَرِ -

وَقَالَ أَبُو الْبَاسِ بْنُ تَمِيمَةَ ﷺ : الْمَسَافَرُ إِسْنَةُ
لِلْكَاهِنِ ، وَ الْمَنْجِو وَ التَّرَالِ
وَ نَعِيمَهُ مِنْ مَنْ يَتَكَلَّمُ فِي مَعْرِفَةِ
الْأُمُورِ بِهَذِهِ الْقَطْرِ -
وَقَالَ أَبُو عَبَّاسَ ﷺ : فِي قَوْمٍ
يَكْتُبُونَ أَبَا حَادِ، وَ يَنْظَرُونَ فِي

بنے یا کسی کا ہن سے جا کر اپنے سائل کا حل مانگے یا جادو کرے یا کسی سے جادو کروائے وہ ہم میں سے نہیں اور حسن نے کسی کا ہن سے جا کر باہیں پوچھیں اور پھر ان کو کچھ مان لیا اس نے شریعتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کیا۔ اس روایت کو تزار نے سند جنید سے بیان کیا ہے۔

اوْ بَلَّا أَنْتَ نَعْلَمُ إِنَّمَا أَنْتَ تَبَرَّأُ مِنْ حَسَنٍ مِّنْ سَنَدِ حَسَنٍ سَنَدٌ مِّنْ حَسَنٍ
کے حوالے سے روایت کیا ہے البتہ اس روایت میں وَمَنْ أَتَى كَاهِنًا وَالْحَصَنَيْنَ
امام بغیری نے کہا ہے کہ اف اس شخص کو کہتے ہیں جو غیب جاننے کا دعوے
کرتا ہے اور باقتوں کے جوڑ توڑ کے ذریعے مسروق اور گم شدہ چیزوں وغیرہ کے
بارے میں نشان دہی کرتا ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ ایسا شخص کا ہن کہلاتا ہے۔ درصل کا ہن اُسے کہتے ہیں
جو سقبل میں ہونے والے انور کے بارے میں بتاتے اور بعض کہتے ہیں کہ کا ہن وہ
ہے جو دل کی باتیں بتاتے۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؓ فرماتے ہیں کہ عراف کا اطلاق "کا ہن" "محجم" "زمال"
وغیرہ ان سب لوگوں پر ہوتا ہے جو ان علوم کے ذریعے سے نامعلوم ہائیں جانتے کا
دھوئی کرتے ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو لوگ ابجد کا حساب

الْجُوْمِرٌ "مَا أَرَى مَنْ فَعَلَ ذَلِكَ
لَهُ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ حَلَوْفٍ"

خَيْمَهُ مَسَائِلٍ

- الاول:** لَا يَجْمِعُ تَصْدِيقُ الْكَاهِنِ مَعَ الْإِيمَانِ بِالْقُرْآنِ
- الثانية:** أَتَتَهُ كُفْرٌ
- الثالثة:** ذِكْرُ مَنْ تُكَهِّنَ لَهُ
- الرابعة:** ذِكْرُ مَنْ تُطِيرَ لَهُ
- الخامسة:** ذِكْرُ مَنْ سُحْرَ لَهُ
- السادسة:** ذِكْرُ مَنْ تَعَلَّمَ أَبَاجَادِ
- السابعة:** ذِكْرُ الْفَرْقِ بَيْنَ الْكَاهِنِ وَالْعَرَافِ



لکھنی کتاب

نکالتے میں یا علم نجوم سیکھتے ہیں میرا خیال ہے کہ ایسے لوگوں کے لیے آخرت میں کوئی حصہ یا صدر نہیں ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ قرآن کریم پر ایمان اور کاہن کی تصدیق ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔
- ۲۔ واضح طور پر بتا دیا گیا ہے کہ کاہن کی باقوں کو پچ ماں لینا کفر ہے۔
- ۳۔ جس شخص کے لیے (اس کی اجازت اور خواہش پر) کسی کاہن سے کوئی عمل یا ٹوڑہ کرایا جائے اس کا حکم بتایا گیا ہے۔
- ۴۔ اسی طرح جس کے لیے (اس کی اجازت اور خواہش پر) فال بخواہی گئی ہو اس کا حکم بیان کیا گیا ہے۔
- ۵۔ جس کے لیے (اس کی اجازت اور خواہش سے) جادو کرایا جائے اس کا حکم۔
- ۶۔ جو شخص اسادا بجد کا علم حاصل کرے اس کا حکم۔
- ۷۔ کاہن عراف وغیرہ کے درمیان فرق کی وضاحت۔



كتاب التفسير

باب

مَاجِهَةُ فِي الْتُّشْرِهَةِ

عن حابر رضي الله عنه أنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلوات الله عليه وآله وسلامه سُئلَ
عَنِ التُّشْرِهَةِ ؛ فَقَالَ هَذِهِ مِنْ عَمَلِ
الشَّيْطَانِ - روايه احمد بن حميد، وابوداود
وَقَالَ سُبِّيلَ أَحْمَدَ عَنْهَا فَقَالَ أَبْنُ مَسْعُودٍ
يَكْرَهُ هَذَا كُلَّهُ -

وَفِي الْبَخَارِيِّ عَنْ قَتَادَةِ رضي الله عنه : قَلْتُ لِابْنِ السَّبِّيبِ
رَجُلٌ يَهُ طِبِيعٌ أَوْ يُؤْخَذُ عَنْ إِمْرَأَتِهِ
أَيْحَلُّ عَنْهُ أَوْ يُنْشَرُ ؟ قَالَ لَا بَأْسَ
بِهِ إِنَّمَا يُرِيدُونَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا
مَا يَنْفَعُ فَنَلْمَعُ يُنْهَى عَنْهُ -
وَرُوِيَ عَنِ الْعَسَنِ رضي الله عنه أَنَّهُ قَالَ
لَا يَحْلُّ السِّحْرُ إِلَّا سَاحِرٌ -

قَالَ ابْنُ الْقِيمَةِ رضي الله عنه : الْتُّشْرِهَةُ حَلُّ السِّحْرِ
عَنِ الْمَسْحُورِ - وَهَذِهِ نَوْعَانِ -

جادو یا حسن وغیرہ اتارنے کے مابین میں احکام

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نشوہ کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ شیطانی عمل ہے۔ اس حدیث کو امام محمد بن سند جدید سے روایت کیا ہے اور ابو داؤد نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔ نیز انہوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام محمد سے جب اس سلسلے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن معوذ ان سب چیزوں کو کروہ قرار دیتے تھے۔

بخاری میں حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے مردی ہے کہ میں نے حضرت سعید بن سیتب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ اگر کسی شخص پر جادو یا ایسا ٹونہ کر دیا جائے جس سے وہ اپنی بیوی کے پاس جانے کے قابل نہ رہے تو کیا اس کے جادو ٹونے کا امار نشوہ کرنا جائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے اصلاح احوال مقصود ہے اور جو چیز مفید ہو اس سے منع نہیں کیا گیا۔

حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ جادو کو جادو گردی ذور کر سکتا ہے۔ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ ”نشوہ“ اس عمل کو کہتے ہیں جس سے سحر زدہ شخص کا جادو ذور کیا جائے۔

اہ گویا بقول حضرت حسن بصریؓ نشوہ بھی ناجائز ہے۔ مترجم

لِكِتابِ الْحَقِيقَةِ

احدما : حلٌّ يُسْخِرُ مِثْلَهُ - وَ هُوَ
الَّذِي مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَنِ وَ عَلَيْهِ
يُحْمَلُ قَوْلُ الْحَسَنِ طَهُورٌ فَيَتَقَرَّبُ التَّاشِرُ
وَ الْمُنْتَشِرُ إِلَى الشَّيْطَنِ بِمَا يُعْبِثُ
فَيُبْطِلُ عَمَلَهُ عَنِ الْمَسْحُورِ -

والثاني: التُّشَرَّةُ بِالرُّفِيقَةِ وَ التَّعَزُّزَاتِ
وَ الْأَدْوِيَةِ وَ الدَّعَوَاتِ السَّاحَةِ فَهَذَا

جَائِزٌ

فِيهِ مَسَائِكَ

الأول: أَنْتَهِ عَنِ التُّشَرَّةِ -

الثانية: أَفْنِقُ بَيْنَ الْمُنْهِيِّ عَنْهُ
وَ الْمُرَجِّعِ فِيهِ عَنَّا
يُزِيلُ الْإِشْكَانَ -

یہ میں دو طریق کا ہوتا ہے۔ ایک تب میں جادو کو اسی قسم کے جادو سے
دور کیا جاتا ہے اور یہ غل اور شیطانی عمل ہے اور حسن بصری رحمہ اللہ نے جو کچھ
ذمہ اس کا اطلاق اسی عین پر ہوتا ہے۔ اس میں عامل اور عموں شیطان کے
پسندیدہ طریقے اختیار کر کے اس کو خوش کرتے ہیں اور وہ سحر زدہ شخص سے اپنا
جادو دور کر دیتا ہے۔ دوسرا طریقہ وہ ہے جس میں جادو کا علاج کرنے کے
لیے ایسے خلافت تعمیدون دواؤں اور دعاوں سے کام لیا جاتا ہے، جو
خلافت شرع نہیں ہیں۔ یہ طریقہ جائز ہے (اور اسی طریقے کی اجازت حضرت
سعید بن الحسینؓ نے دی ہے)۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ جادو کے ذریعے جادو دور کرنے کی ممانعت۔
- ۲۔ وہ اعمال جن سے منع کیا گیا ہے اور وہ اعمال جن کی اجازت دی گئی ہے،
دونوں میں فرق بتایا گیا ہے جس سے ہر قسم کا شے دوڑ ہو گیا۔

باب

مَاجَاهٌ فِي التَّحْكِيمِ

بِسْمِ اللَّهِ أَلَا إِنَّ طَيْرَهُمْ عِنْدَ اللَّهِ وَ لَكُمْ

أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ (الاعراف: ۱۳۰)

قَالُوا طَبَرِيَّكُمْ مَعَكُمْ ۗ أَيْنَ ذِكْرُنَا

بَلْ أَنْتُمْ قَوْمٌ مُسْرِفُونَ ۝ (يس: ۲۰)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ

فَالَّذِي لَا عَذْوَىٰ

وَ لَا طِيرَةٌ -

وَ لَا هَامَةٌ وَ لَا صَفَرٌ - اخرجه

زاد مسلم : وَ لَا نُوَءٌ وَ لَا غُولٌ -

وَلِمَاعِنْ أَشْنَعَ الظَّاهِرَاتِ قَالَ فَالَّذِي لَا عَذْوَىٰ

وَ لَا طِيرَةٌ وَ يُعْجِبُنِي الْفَائِلُ

أَفَالُوا وَ مَا الْفَائِلُ، قَالَ أَلْكَلَمَةُ

الطَّيْرَةُ

وَلَابِي داود بِسْدَ صَبِيعٍ عَنْ عَقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ ذُكِرَتْ

الطَّيْرَةُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ

فَقَالَ أَخْسَنُهَا

الْفَائِلُ

www.KitaboSunnat.com

بُدھگوئی اور فال بینے کے بارے میں احکام

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”دِ حقیقتِ ان کی فال بد تو اللہ کے پاس تھی، مگر ان میں سے اکثر بے علم تھے“

نیز ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”رسولوں نے جواب دیا : تمہاری فال بد تو تمہارے اپنے ساتھ لگی ہوئی ہے
کیا یہ باتیں تم اس لیے کرتے ہو کہ تمہیں نصیحت کی گئی ؟ اصل بات یہ ہے
کہ تم حد سے گزرے ہوئے لوگ ہوتے“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ زمانہ جاہلیت کے (توہقات)، (مدافعی) (بیماری کی چھوٹوں)، (طیوں) اپنے
سے شگون لینا (حامرہ) (انکو کر سخوس خیال کرنا) اور ”صفر“ (ماں صفر کو
منخوس سمجھنا) کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں میں
ہے۔ مسلم نے اس میں آتنا اضافہ کیا ہے : اچھے بڑے اثاثات کو ستاؤں کی
طرف فشووب کرنا اور بھوٹ پرست پر اعتقاد رکھنا بھی وہم ہے جس کی کوئی
حقیقت نہیں ہے۔

نیز بخاری اور مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھوٹ چھات کا توہم اور بدشگوئی دونوں منع
ہیں۔ البتہ فال (نیک شگون لینا) مجھے پسند ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا
کہ فال سے کیا مزاد ہے آپ نے فرمایا : اچھی بات سے مبارک شگون لینا۔
او سنن ابو داؤد میں صحیح مند سے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مردی بتے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شگون لینے کا ذکر یا تو آپ نے فرمایا کہ

وَلَا تَرْدُ مُسْنِدًا فَإِذَا رَأَى
أَهْدَنْتُمْ مَا يَكْرَهُ فَدِيقْلُ : أَللّهُمَّ
لَا يَأْنِفُ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا
يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا
قُوَّةَ إِلَّا بِكَ .

وعن ابن مسعود رضي الله عنه مرفوعاً : أَطِيرَةُ شِرْكٍ
أَطِيرَةُ شِرْكٍ
وَمَا مِنَ إِلَّا وَلَكَنَّ اللَّهَ يُذْهِبُهُ
بِالْتَّوْكِيلِ .

رواہ ابو داود، والترمذی وصحیحه و جعلَ أُخْرَه
مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ رضي الله عنه
وَلِأَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَمْرِو رضي الله عنه
مَنْ رَدَّتْهُ أَطِيرَةُ عَنْ حَاجَتِهِ فَقَدْ
أَشَرَكَ قَالُوا فَمَا كَفَارَةُ ذَلِكَ ؟
قَالَ أَنْ تَقُولَ : أَللّهُمَّ لَا خَيْرَ
إِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ إِلَّا طَيْرُكَ وَلَا إِلَهَ
غَيْرُكَ .

نیک شکون لینا اچھی بات ہے اور بدشکونی مسلمان کو اسکے ارادے سے باز نہیں رکھ سکتی جب تم میں سے کوئی شخص برآشگون دیکھے تو یہ دعا پڑھو : اللہمَّ لَا يَقْرُبُ الْحَسْنَةُ إِلَّا أَنْ يُدْعَى فَعُذْ بِالْيَتَامَةِ إِلَّا حُولَ وَلَدًا فُوَّةَ الْأَبَدَكَ ۔ اے مسعود ! بھائی اور نعمت سے مالا مال کرنا بھی تیرے ہی اختیار میں ہے اور مشکلات اور براہی دُور کرنا بھی تیرے اختیار میں ہے اور تیری دد کے بغیر کسی میں بھلانی کرنے کی طاقت ہے اور نہ براہی سے پہنچنے کی قوت وہی تیرے ۔

اور ابو داؤد میں ہی حضرت ابن مسعودؓ سے مرفوع احادیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبار فرمایا : بدشکونی شرک ہے اور فرمایا : ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کے دل میں تباخا ضارے بشریت کوئی وہم نہ گز رہا ہو ملکوتِ کریم کی برکت سے اللہ سے وفع کر دیتا ہے ۔ اس روایت کو ترمذی نے بھی بیان کیا ہے اور اسے صحیح کہا ہے اور حدیث کے آخری حصہ وَمَا مَامَتَ إِلَّا وَلَكَنَ اللَّهُ يَعْلَمُ هُبُّهُ بِالشَّوْكِ ۔ کو انہوں نے ابن مسعود کا قول قرار دیا ہے ۔

اور امام احمدؓ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کا یہ حصہ روایت کیا ہے کہ جو شخص بدشکونی کی وجہ سے اپنے ارادے اور کام سے رک گیا اس نے شرک کیا ۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اس کا کفارہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ اگر ایسی غلطی کرنی شے تو اس کے بعد یہ دعا پڑھو : اللہمَّ لَا خَيْرٌ وَ لَا طَيْرٌ لَا طَيْرٌ وَ لَا إِلَهٌ غَيْرُكَ

" اے اللہ ! خیرو ہی ہے جو تیری طرف سے پہنچے اور براہی اور نعمت بھی تیرے سو کوئی نہیں پہنچا سکتا اس لیے کہ تیرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے ۔"

وَلَهُ مِنْ حَدِيثِ الْفَضْلِ بْنِ عَسْرٍ إِنَّمَا الطِّيَرَةَ
مَا أَمْضَاكَ أَوْ رَدَكَ .

نَحْيَهُ مَسَائِلَ

الاول: التَّبَيْنَةُ عَلَى قَوْلِهِ "لَا إِنَّمَا

طَائِرُهُمْ عِنْدَ اللَّهِ مَعَ قَوْلِهِ
"طَائِرُكُمْ مَعَكُمْ"

الثَّانِي: نَفْعُ الْعَدُوِيِّ

الثَّالِث: نَفْعُ الطِّيَرَةِ .

الرَّابِع: نَفْعُ الْهَامَةِ .

الخَامِس: نَفْعُ الصَّفَرِ .

السَّادِس: أَنَّ الْفَأْلَ لَيْسَ مِنْ ذَلِكَ بَلْ
مُسْتَحْبٌ

السَّابِع: تَفْسِيرُ الْفَأْلِ .

الثَّامِن: أَنَّ الْوَاقِعَ فِي الْقُلُوبِ مِنْ
ذَلِكَ مَعَ حَدَادِيَّتِهِ لَا يَضُرُّ
بَلْ يُذَهِّبُهُ اللَّهُ بِالشَّوَّلِ .

النَّاسِع: ذَكْرُ مَا يَقُولُ مَنْ وَجَدَهُ .

العَاشِع: الْتَّصْرِيفُ بِأَنَّ الطِّيَرَةَ شِرْكٌ

اللَّاهِيْعِشَع: تَفْسِيرُ الطِّيَرَةِ الْمَذْمُومَةِ .

لکھاب کتابیتہ

مسند احمد میں حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
فال بدر یا بد شگون وہ ہے جو تجھے کسی کام میں لگادے یا اس سے روک دے۔

اس باب میں مسند حرج فیل سائل میں

- ۱۔ ارشاد باری تعالیٰ : الا اتَّمَا طَائِرَهُمْ عَنْدَ اللَّهِ اور طَائِرَكُمْ مَعْكُمْ کے معنی کی وضاحت۔
- ۲۔ تعریف امراض (چھوت چھات، کے وہم کی نفی۔
- ۳۔ بد شگونی (فال بد) لینے کی ممانعت۔
- ۴۔ انوکھوں کو منحوس خیال کرنے کی ممانعت۔
- ۵۔ ماہ صفر کو منحوس خیال کرنے کی ممانعت۔
- ۶۔ نیک فال (نیک شگون) سے منع نہیں کیا گی بلکہ یہ مستحب ہے۔
- ۷۔ فال پر تفصیلی بحث۔
- ۸۔ اگر کسی بد شگونی سے دل میں دسوسر پیدا ہو اور انسان اسے بُرا محسوس کرے تب بھی اس سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا بلکہ توکل سے وہ دسوسر بھی دور ہو جاتا۔
- ۹۔ بد شگونی سے دل میں پیدا ہونے والے دسوسرے کے لیے یہ دعا پڑھنی چاہیے : اللَّهُمَّ لَا خَيْرَ لِلْخَيْرِكَ وَ لَا طَيْرَ لِلْطَّيْرِكَ وَ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ
- ۱۰۔ صراحتاً بادیا گیا ہے کہ شگون بدلیسا شرک ہے۔
- ۱۱۔ ناپسندیدہ بد شگون کی وضاحت کی گئی ہے۔

مَاجَةٌ فِي التَّنْجِيمِ

قال البخارى رضى الله عنه في صحيحه : قال قتادة : خلق

اللهُ هَذِهِ الْجُوْمَرُ لِثَلَاثَةِ
زِينَةً لِلْسَّمَاءِ وَرُجُومًا لِلشَّيْطَنِ وَعَلَامَاتٍ
يُهُدَى بِهَا
فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا غَيْرَ ذَلِكَ أَخْطَأَ
وَأَضَاعَ نَصِيبَهُ وَكَلَّفَ مَا لَا يَعْلَمُ
لَهُ بِهِ - (انتهى)

وَكَرَةٌ قَتَادَةٌ تَعْلَمُ مَنَازِلِ الْقَمَرِ
وَلَعْرٌ يُرَخِّصُ ابْنُ عَيْنَةَ فِيهِ:
ذَكْرٌ عَرَبٌ عَنْهَا
وَرَخْصٌ فِي تَعْلِمِ الْمَنَازِلِ أَحْمَدُ
وَإِسْحَاقُ .

وَعَنْ أَبِي مُوسَى رضي الله عنه قال قال رسول الله
اللهُ لِشَيْءٍ ثَلَاثَةُ لَآيَةٌ خَلُونَ
الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمَرِ وَمُصَدِّقُ

علمنجوم کے بارے میں شرعی احکام کا بیان

صیحہ بخاری میں ہے : حضرت قادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ستاروں کو تمین باتوں کے لیے پیدا فرما یا ہے ॥ آسمان کی زینت کے لیے ۔ (۱) شیطانوں کو رجم کرنے کے لیے ۔ (۲) اور بجود بریں راستوں کی رہنمائی کے لیے ۔ جو شخص ان سے کوئی اور مطلب نکالتا ہے وہ غلطی کرتا ہے اور دین میں اپنا حصہ ضائع کرتا ہے اور خود کو ایسا کام کرنے کی تکلیف دیتا ہے جس کے متعلق اسے پکجھ پستہ نہیں ۔

منازل قمر کا علم سیکھنے کے بارے میں اختلاف ہے، حضرت قادہ رحمہ اللہ نے اس کو مکروہ کہا ہے اور ابن عثیمینؓ نے اس کی بالکل اجازت نہیں دی۔ یہ بات حافظ حرب بن اسماعیل کرمائی رحمہ اللہ نے ان دونوں کے بارے میں بیان کی ہے البتہ امام احمدؓ اور اسحاق بن ہبیوبؓ نے منازل قمر کا علم حاصل کرنے کی اجازت دی ہے

حضرت ابو حوسنی الشعري رضي الله عنه سے روایت ہے کہ آنحضرت حمل اللہ عليه وسلم نے فرمایا : تیعن شخص جنت میں نہیں جائیں گے ۔
 ۱) شراب پر مادحت کرنے والا (عادی شرابی)
 ۲) جادو کو سچ مانتے والا ۔

كتاب كل الأئمَّةِ

بِالسِّحْرِ وَ قَاطِعُ الرَّجْمِ

(رواها عبد الله بن حبان في مجموع)

فِيهِ مَسَائِكَ

الاول: أَلْحِكْمَةُ فِي خَلْقِ النُّجُومِ

الثانية: أَلْرَدُ عَلَى مَنْ زَعَمَ

غَيْرَ ذَلِكَ

الثالثة: ذِكْرُ الْخَلَافِ فِي

تَعْلِيمِ الْمَنَازِلِ -

الرابعة: الْوَعِيدُ فِيمَنْ صَدَّقَ

إِشْتَئِرَ مِنَ السِّحْرِ وَ لَوْ

عَرَفَ أَنَّهُ بَاطِلٌ -



(۳) رشتہ داروں سے قطع تعلق حکم نہ والا۔
اس روایت کو امام احمدؓ اور ابن حبانؓ نے اپنی مسانید میں بیان کیا ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ بتیا گیا ہے کہ ستاروں کی تخلیق کی اصل حکمت (غرض و غایت) کیا ہے۔
جو شخص ستاروں کے بارے میں کچھ اور گمان رکھتا ہے اس کے خیال کو غلط کر
لیا ہے۔
- ۲۔ مسائل فرقہ کا علم حاصل کرنے کے جواز اور عدم جواز کے بارے میں علم کے خلاف
کا ذکر کیا گیا ہے۔
- ۳۔ اس شخص کے لیے حجت میں نہ جانے کی وجہ ہے جو کسی قسم کے جادو کی تصدیق
کرے خواہ اسے ناجائز خیال کرتا ہو۔



لِكَابِلِ الْمُهَبَّةِ

بَابٌ

مَاجَاهٌ فِي الْإِسْتِسْقَاءِ بِالْأَنْوَاءِ

وَ تَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْكُمْ
تُكَذِّبُونَ فِي الْمُسْعَدِ

○ (الواقعة - ٨٤)

وعن أبي مالك الأشعري حَدَّثَنَا أَبُو رَسُولِ اللَّهِ
 قَالَ : أَرْبَعٌ فِي أُمَّتِي مِنْ أَمْرِ
 الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَتَرَكُونَهُنَّ
 الْفَخْرُ بِالْأَحْسَابِ
 وَ الطَّغْرُ بِفِي الْأَنْسَابِ
 وَ الْإِسْتِسْقَاءُ بِالنُّجُومِ
 وَ النِّيَاحَةُ .

وَ قَالَ : أَلْتَابِعَهُ إِذَا لَمْ شُتُّبْ
 قَبْلَ مَوْتِهَا ثُقَامُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ
 عَلَيْهَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطْرَافٍ وَ
 دُرْعٌ مِنْ جَرَبٍ (رواية مسلم)

وَ لِهَا عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ صَلَّى لَنَا
 رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاةُ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَّةِ

بارش کے سلسلہ میں ستاروں کی تائیر کا عینیدہ رکھنے کے بارے میں احکام

اس شادابی تعالیٰ ہے

”او، اس نعمت میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اسے چھٹلاتے رہو۔“
حضرت ابوالکاف الشعري رضي اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نمازِ جاہلیت کی پڑا باتیں ایسی میں جسے میری امت ترک
نہیں کرے گی۔

- (۱) اپنے خاندان پر فخر و غرور کرنا۔
- (۲) دوسروے کے نسب پر طعن و شیئع کرنا۔
- (۳) بارش ہونے مذہب نے کے بارے ستاروں کے موثر ہونے کا اعتقاد رکھنا۔
- (۴) میت پر بین کرنا

پھر فرمایا کہ نوحہ (بین) کرنے والی اگر اپنی سوت سے پہلے توہنہ کرے تو
قیامت کے دن اس حالت میں اٹھے گی کہ اس کے جنم پر قطران (نار کوں یا ہاتا)۔
کی شوار ہوگی اور جرب (خارش یا کانٹوں) کی قمیص ہوگی۔ اس روایت کو
امام سلمُ نے بیان کیا ہے۔

صحیحین میں حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی
الله علیہ وسلم نے ہمیں حدیثیہ کے مقام پر فناز فخر پڑھائی۔ ایسی حالت ہم کہ رات

عَلَى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلِ -
فَلَمَّا انْصَرَفَ أَقْبَلَ عَلَى الْبَاسِ
فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مَا ذَا قَالَ
رَبُّكُمْ ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ -
قَالَ: قَالَ : أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي مُؤْمِنٌ
أَوْ كَافِرٌ -

فَأَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللَّهِ
وَرَحْمَتِهِ فَذَلِكَ مُؤْمِنٌ أَنْ يُؤْمِنَ
بِالْكَوَاكِبِ -

وَأَمَّا مَنْ قَالَ : مُطِرْنَا بِنُورٍ كَذَا
وَكَذَا - فَذَلِكَ كَافِرٌ بِمُؤْمِنٍ
بِالْكَوَاكِبِ -

وَلِهَا مِنْ حَدِيثِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبَّاسٍ بِعَنْهُ وَفِيهِ قَالَ بَعْضُهُمْ:
لَقَدْ صَدَقَ نَوْءُ كَذَا وَ كَذَا -

فَأَنْزَلَ اللَّهُ هَذِهِ الْآيَاتِ -

فَلَمَّا أُقْسِمَ بِسَوْقِ النُّجُومِ لَمْ

وَإِنَّهُ لَقَسَمٌ لَوْ تَعْلَمُونَ عَظِيمٌ لَمْ

إِنَّهُ لَقُرْآنٌ كَرِيمٌ لَمْ

لکھب الہبیہ

کو بارش ہو چکی تھی اور اس کی نی ابھی باقی تھی۔ فماز سے فارغ ہو کر آپ نے
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر دریافت فرمایا : تمہیں معلوم ہے
اللہ تعالیٰ نے کیا ارشاد فرمایا ہے ؟ صحابہ نے عرض کیا (اللہ و رسولہ اعلم)
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول نے بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا : جناب باری تعالیٰ
نے ارشاد فرمایا ہے (بارش ہونے کے بارے میں مختلف اعتقاد رکھنے کی بنا پر)
آج صحیح میرے بندوں میں سے کچھ مومن ہو گئے اور کچھ کافر ہو گئے جس نے کماکر
ہم پر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بارش ہوئی ہے اس نے مجھے مانا اور ستاروں
کے موثر ہونے کا انکار کیا اور جس نے کہا کہ بارش فلاں ستارے کے اثر سے ہو گئی
اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں پر ایمان لیا۔

نیز یہ یعنی میں حضرت ابن جاس رضی اللہ عنہ سے بھی بالمعنی یہ روایت مذکور
ہے۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ بعض صحابہ کرام نے کہا تھا کہ آج فلاں یا فلاں ستارے
(کے اثرات یا اختیارات) کی صداقت کا ثبوت مل گیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ مذکولہ ہے
فَلَمَّا أَقْسَمُ شِيمَا وَكَعَقِ الْجَعْمُونَ هَ وَأَنَّهُ لَقَسْعَلُونَ قَسْعَلُونَ عَظِيمٌ هَ
إِنَّهُ لَقَرْآنٌ كَرِيمٌ هَ وَنَكِتَابٌ مَكْتُونٌ هَ لَا يَمْسِهُ إِلَّا مَطْهَرُونَ هَ
تَسْرِيْلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ هَ أَفَهِمُهُدًى الْحَدِيثُ أَنْتُمْ مَدْهُونُ هَ
وَتَجْعَلُونَ بِرَزْقِكُمْ أَنْتُمْ تُسْكَدِيْلُونَ هَ (رواصرہ ۵۴۲)

ترجمہ : ”پس نہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں تاروں کے مراقب کی، اور اگر

كتاب التبرير

فِي كِتَبٍ مَكُونُونِ لَا
لَأَيْمَسَهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ
تَزَيِّلُهُ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ
أَفِيهَا حَدِيثٌ أَنْتُمْ مُدْهَنُونَ
وَ تَجْعَلُونَ رِزْقَكُمْ أَنْتُمْ
تُكَذِّبُونَ

(الواقعة - ٨٢٥٦)

فيهم مسائل

تَفْسِيرُ آيَةِ الْوَاقِعَةِ
ذِكْرُ الْأَرْبَعِ الَّتِي مِنْ أَمْرِ
الْجَاهِيلِيَّةِ -

ذِكْرُ الْكُفَّارِ فِي بَعْضِهَا
إِنَّ مِنَ الْكُفَّارِ مَا لَا يُخْرِجُ
مِنَ الْمِلَّةِ -

قوله (أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ
مُؤْمِنٌ بِي وَ كَافِرٌ) بِسَبَبِ نُزُولِ
النِّعْمَةِ

تم سمجھو تو یہ بہت بڑی قسم ہے، کہ یہ ایک بلند پایہ قرآن ہے۔ ایک محفوظ کتاب میں ثابت ہے، جسے مطہرین کے سو اکوئی نیں چھو سکتا ہے رب العالمین کا نازل کردہ ہے پھر کیا اس کلام کے ساتھ تم بے اعتنائی برستے ہو؟ اور اس نعمت میں اپنا حصہ تم نے یہ رکھا ہے کہ اسے جھٹلاتے ہو۔“

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱ - سورہ واقہ کی آیت (۸۲-۸۵) کی تفسیر
- ۲ - ان چار بُری عادتوں کا ذکر جو جاہلیت کے باقیات میں سے ہیں۔
- ۳ - ان چار میں سے بعض عمل ایسے ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے۔

- ۴ - کچھ کفر ایسے ہیں جن کا سرکب تلت اسلامیہ سے خارج نہیں ہوتا۔
- ۵ - نزول نعمت (باران حست) کے باعث بندوں کا کافر ہو جانا اور بعض کا سون ہو جانا بھی قابل غور ہے (یعنی ایسا بھی ہوتا ہے)۔

كتاب الـ

السادسة أَلْشَفَطْنُ لِلْإِيمَانِ فِيْ هَذَا

الْمَوْضِعِ -

السابعة أَلْشَفَطْنُ لِلْكُفْرِ فِيْ هَذَا

الْمَوْضِعِ -

الثامنة أَلْشَفَطْنُ لِقَوْلِهِ (لَقَدْ صَدَقَ

نَوْءٌ كَذَا وَ كَذَا)

النinthة إِخْرَاجُ الْعَالَمِ لِلْمُتَعَلِّمِ

السَّائِلَةُ بِالْإِسْتِفْهَامِ عَنْهَا

لِقَوْلِهِ - أَتَدْرُونَ مَا ذَا قَالَ

رَبُّكُمْ ؟

العاشرة وَعِيدُ النَّائِحةِ -

○

لکھنؤ کتابخانہ

- ۶- مزیوں لائق توجہ مندرجہ ذیل امور ہیں۔ ایمان سے اس موقع پر کیا مراد ہے؟
- ۷- کفر سے اس موقع پر کیا مراد ہے؟
- ۸- اور جس نے لَقَدْ صَدَقَ نَوْءَ كَذَا وَ كَذَا کہا تھا، ایسا کہنے سے اُس کی مراد کیا ہے؟

- ۹- ضمناً یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ طالب علم کو بات سمجھانے کے لیے ہستاد استفہا یہ اممازِ کلام اختیار کر سکتا ہے جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا۔ هَلْ تَذَرُّفَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ کیا تھیں معلوم ہے، تمہارے رب نے کیا فرمایا؟
- ۱۰- سیاست پر رونے پیشئے اور ماقم کرنے والی کے لیے عذاب شدید کی تنبیہ۔



کتابِ کلِّ الْجَهَنَّمِ

بابٌ

قُولَّ اللَّهِ تَعَالَى وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ

مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَاداً يُحِبُّونَهُمْ كَوَافِرُ اللَّهِ

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَّخِذُ

مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَاداً يُحِبُّونَهُمْ

كَحُبِّ اللَّهِ

(البيعة : ١٦٥)

[فَإِنَّمَا] فَتُلْ إِنْ كَانَ أَبَاؤُكُمْ

وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْرَانِكُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ

وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالُ افْتَرَضُوهَا

وَتِجَارَةٌ تَخْشُونَ كَسَادَهَا وَمَسْكِنٌ
تَرْضَوْنَهَا.

أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ فَتَرَبَصُوا حَتَّى

يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الْفَسِيقِينَ

(البيعة : ٢٧)

عَنْ أَئِمَّةٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَاتَلَ لَا يُؤْمِنُ

أَحَدُكُمْ حَتَّى أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ

مِنْ وَلَدِهِ وَوَالِدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ

(احتجاجات)

٢٦٦

باب ۲۱

مندرجہ ذیل آیات کی تفسیر و توضیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسرا و م مقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گردیدہ ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گردیدگی ہوئی چاہیے“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”لے نبی اکر دو، اگر تمہارے ماں باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ ماں جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کار و بارجن کے ماند پڑ جانے کا خوف بہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں۔ تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ ان پا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاتح لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔“

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : تم میں سے کوئی شخص مُؤمن نہیں ہو سکتا جب تک وہ مجھے اپنی اولاد، اپنے ماں باپ اور دُنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ محبوّب نہ رکھے۔ (یہ حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے)

وَلِمَا عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ
مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَوةً
الإِيمَانِ

أَنْ يَكُونَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ
مَا سَوَاهُمَا وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءُ
لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهُ -
وَأَنْ يَكُرَهَ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ
بَعْدَ إِذْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ كَمَا يَكُرَهُ
أَنْ يُقْذَفَ فِي النَّارِ -

وفى رواية، لَا يَجِدُ أَحَدٌ حَلَوةً إِلَّا يُحِبُّهُ
حَتَّى يُحِبَّ الْمَرْءُ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا اللَّهُ -

وَعَنْ أَبْنَاءِ عَبَّاسٍ قَالَ مَنْ أَحَبَّ فِي
اللَّهِ وَأَبْغَضَ فِي اللَّهِ -

وَوَالى فِي اللَّهِ وَعَادِى فِي اللَّهِ فَإِنَّمَا
تَنَالُ وَلَا يَتَنَالُ اللَّهُ بِذَلِكَ -

وَلَنْ يَجِدَ عَبْدًا طَغَمَ إِلَيْهِ إِيمَانِ
وَإِنْ كَثُرَتْ صَلَوةٌ وَصَوْمُهُ
حَتَّى يَكُونَ كَذِلِكَ -

لکھ بللہ جیسا

نیز بخاری اور مسلم میں ہی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مندرجہ ذیل تین باتیں جس میں ہونگی، وہ ان کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس چکھ لے گا۔

- ۱۔ اللہ اور اللہ کے رسول کو کائنات کی ہر پہنچ سے محبوب رکھے۔
- ۲۔ اگر کسی سے محبت کرے تو محض اللہ تعالیٰ کے لیے کرے۔
- ۳۔ کفر کی نجاست سے خلاصی کے بعد دوبارہ کافر ہونا اتنا تحکیف ہے مجھے جتنا آگلے میں ڈالا جانا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ کوئی شخص ایمان کی مٹھاس اس وقت تک محسوس نہیں کر سکتا جب تک کہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے نہیں کرتا اور جب تک کفر میں نٹھنا اس کے لیے انسانی نگوار نہیں جتنا آگلے میں ڈالا جانا۔ اور جب تک اللہ اور اللہ کے رسول کو پوری کائنات سے محبوب نہیں رکھتا۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص نے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کی اور صرف اللہ تعالیٰ کی وجہ سے ہی نظرت کی اور محض اللہ تعالیٰ کی خشنودی کی غرض سے دوستی کی اور اللہ ہی کی خاطر عداوت کی تو اسیے شخص کو یقیناً اللہ کی دوستی حاصل ہو جائے گی اور کوئی شخص کتنا ہی نمازی اور روزے رکھنے والا کیوں نہ ہو، جب تک یہ اوصاف اس میں نہ ہوں گے، ایمان کا ذائقہ محسوس نہ کر سکے گا

وَقَدْ صَارَتْ عَامَةً مُواخَاتَةً النَّاسِ
عَلَى أَمْرِ الدُّنْيَا وَ ذَلِكَ لَا يُجَدِّي
عَلَى أَهْلِهِ -

(رواية ابن جرير)
وَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فِي
قَوْلِهِ تَقَالِيلٌ : " وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ "
قَالَ : الْمَوَدَّةُ -

فِيمَ مُسَائِلٍ

الأول: تَفْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ -

الثَّانِيَةُ: تَفْسِيرُ آيَةِ بَرَاءَةِ -

الثَّالِثَةُ: وُجُوبُ عَبْتِهِ عَلَى
الثَّفَّافِ وَ الْأَمْلِ وَ الْمَالِ -

الرَّابِعَةُ: نَفْيُ الْإِيمَانِ لَا يَذُلُّ
عَلَى الْفُرُوجِ مِنَ الْإِسْلَامِ

الْخَامِسَةُ: أَنَّ لِلْإِيمَانِ حَلَوةً قَدْ يَحِدُّهَا
الْإِسْبَابُ وَ قَدْ لَا يَحِدُّهَا -

لکھاں کلہریت

آج کل بالعوم لوگوں کی محبتیں دنیاوی فوائد کے لیے ہوتی ہیں، لیکن یہ محبتیں ان کو کچھ فائدہ نہیں پہنچاتیں۔ اس روایت کو ابن حبیرؓ نے بیان کیا ہے۔

نیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت "وَنَقَطَعَتْ بِهِمُ الْأَمْبَابُ" ان کے تمام اسباب و ذرائع منقطع ہو گئے: کی تفسیر یہ بیان کیا ہے کہ یہاں اسباب سے مراد دوستی اور محبت کے تعلقات ہیں۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ سورہ بقرہ کی آیت (۱۴۵) کی تفسیر
- ۲۔ سورہ براءۃ کی آیت ۲۷ کی تفسیر
- ۳۔ اپنے اہل و عیال اور جان و مال کی محبت سے بھی زیادہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت واجب ہے۔
- ۴۔ لا يُؤمِنُ أَحَدُكُمْ میں جو موسن ہونے کی نفی کی گئی ہے، اس کے معنی یہ نہیں ہیں کہ وہ دائرۃ اسلام سے بھی خارج ہو گیا۔
- ۵۔ ایمان میں بھی ایک خاص فتنہ کی مظہر ہے جسے انسان کبھی محسوس کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا۔

السادسة أَعْمَالُ الْقَلْبِ الْأَرْبَعُ التِّيْفُونُ

لَا تَنَالُ وَلَا يَهْيَ اللَّهُ إِلَّا بِهَا
وَلَا يَجِدُ أَحَدٌ طَغْمَ الْإِيمَانِ
إِلَّا بِهَا .

السابعة فَهُم الصَّحَافِينَ لِلْوَاقِعِ أَنَّ
عَامَةَ الْمُرَاخَاةِ عَلَى أَمْرِ
الْذُنُوبِ .

الثامنة تَفْسِيرٌ : ” وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ ”

التاسعة أَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِينَ مَنْ يُحِبُّ
اللَّهَ حُبًا شَدِيدًا .

العاشرة أَلَوْعَيْنِدُ عَلَى مَنْ كَانَ الثَّمَانِيَةُ
أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ دِينِهِ .

الحاديةُعشرة أَنَّ مَنْ اتَّهَمَ نِدًّا ثُساوِيَ
مَحَبَّتُهُ مَحَبَّةُ اللَّهِ فَهُوَ الشِّرْكُ الْأَكْبَرُ



لکھنؤیہ

۹۔ چار ایسے عمل بنائے گئے جن کا تعلق دل سے ہے اور جن کے بغیرہ اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ ایمان کا ذائقہ محسوس ہو سکتا ہے۔

۱۔ ایک صحابی (حضرت ابن عباس) کا (اس زمانے میں ہی) یہ محسوس کرنا کہ لوگوں کی زیادہ تمہیں دُنیاوی فائدے کے لیے ہو گئی ہیں۔

۲۔ آیتہ کرمیہ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ کی تفسیر

۳۔ سرکوں میں بھی ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ سے شدید محبت کرتے ہیں۔

۴۔ سورہ برارة میں آٹھ ایسی چیزوں بیان کی گئی ہیں جن کی محبت اگر دین کی محبت سے بڑھ جائے تو سخت عذاب کا نتیجہ ہے۔

۵۔ اگر کسی بنت کی محبت اللہ کی محبت کے برابر ہو جائے تو یہ امر شرک اکبر ہے۔



بَابٌ

إِنَّمَا ذَلِكُمُ الشَّيْطَنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ
فَنَلَا تَخَافُوهُمْ وَ خَافُونِي إِنْ
كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ

(المساند ١٧٥)

فَلَا يَسْغُلُ إِنَّمَا يَعْمَلُ مَسِيْحَ اللَّهِ مِنْ
أَمْرٍ بِاللَّهِ وَ الْيَوْمِ الْآخِرِ وَ أَقَامَ
الصَّلَاةَ وَ أَتَى الزَّكُورَ وَ لَمْ يَخْشِ
إِلَّا اللَّهُ فَعَسَى أَوْلَئِكَ أَنْ يَكُونُوا
مِنَ الْمُهَتَّدِينَ

(التوبه ١٩)

فَلَا يَسْغُلُ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ
أَمَّا بِاللَّهِ فَإِذَا أُوذِيَ فِي اللَّهِ
جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللَّهِ
(المسكوب ١)

وَعَنْ أَيِّ سَعِيدٍ تَسْمَعُكَ مَرْفُوعًا : إِنَّ مِنْ ضُعْفِ
الْبَيْقَيْنِ أَنْ تُرْضِيَ النَّاسَ بِسُخْطِ
اللَّهِ . وَ أَنْ تَحْمَدَهُمْ عَلَى رِزْقِ اللَّهِ

خُشَّيَّةُ اللَّهِ كے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

آب تھیں معلوم ہو گیا کہ وہ درہل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خواہ نخواہ ڈرا رہا تھا۔ لہذا آئندہ تم انسانوں سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا اگر تم حقیقت میں صاحب ایمان ہو۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اللَّهُ تَعَالَى كَسَبَوْنَ كَوْ أَبَادَ كَرْنَے وَالْيَوْمِيَّوْنَ كَوْ ہُوَكَتَتَهُ بَيْنَ جَوَانِدِ تَعَالَى
اور روز آخِر کو مانیں اور نماز قائم کریں، زکوٰۃ دیں اور اشد کے سوا
کسی سے نہ ڈریں۔ ان ہی سے ترقع ہے کہ وہ سیدھی راہ چلیں گے۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”لَوْكُوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کہتا ہے کہ ہم ایمان لائے اللہ پر، مگر
جب وہ اللہ کے معاملہ میں ستایا گیا تو اُس نے لوگوں کی ڈالی ہوئی
آزمائش کو اللہ تعالیٰ کے عذاب کی طرح بمحض لیا۔“

حضرت ابوسعید خدري رضي اللہ عنہ سے مرفوع احادیث ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا : یہی ایمان کی کمزوری ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کو
ناراض کر کے انسانوں کی خشنودی حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ کے عطا کر دے بدنق
پر انسانوں کا سمشکریہ ادا کرے یا ان کی تعریف کرے اور جو کچھ تجھے اللہ نے

لِكِبْرِ الْجَهَنَّمِ

وَ أَنْ تَذَمَّهُمْ عَلَى مَا لَمْ يُؤْتِكُ
اللَّهُ، إِنَّ رِزْقَ اللَّهِ لَا يَعْرِرُهُ حِرْصٌ
حَرِيصٌ وَ لَا يَرْدُهُ كَرَاهِيَّةٌ كَارِهٌ -

وعن عائشة ؓ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
قَالَ مَنِ الْقَسَ رِضَى اللَّهُ بِسَخْطِ
الثَّالِثِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَ أَرْضَى
عَنْهُ النَّاسُ -

وَ مَنِ الْقَسَ رِضَى الْثَالِثِ
بِسَخْطِ اللَّهِ سَخَطَ اللَّهُ عَلَيْنَا
وَ أَسْخَطَ عَلَيْهِ النَّاسُ (رواہ ابن حبان في مسن)

فِيهِ مُسَائِلٌ

- الاول:** تَفْسِيرُ آيَةِ أَلْ عِمَرَانَ -
- الثانية:** تَفْسِيرُ آيَةِ بَرَاءَةَ -
- الثالثة:** تَفْسِيرُ آيَةِ الْعَنْكَبُوتِ -
- الرابعة:** أَنَّ الْيَقِينَ يَضُعُّفُ وَ يَقوِيَ -
- المائمة:** عَلَامَةُ ضُعْفِهِ وَ مِنْ ذَلِكَ
هَذِهِ التَّلَاقُتُ -

لکھنؤی بہرہ

نہیں عطا فرمایا، اس کی وجہ سے لوگوں کی مذمت کرتے۔
حقیقت یہ ہے کہ اللہ کا رزق نہ تو کبھی کے حرص اور لامع جاصل
ہو سکتا ہے اور نہ کسی کے ناپسند کرنے کی بنا پر رُک سکتا ہے۔

اور اُمّۃ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص لوگوں کی ناراضگی کے بدله اللہ تعالیٰ
کو راضی کرنا چاہتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ خود بھی راضی ہو جاتا ہے اور لوگوں
کو بھی اس سے راضی کر دیتا ہے۔

اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو ناراض کر کے لوگوں کو خوش کرنا چاہتا ہے اُس
سے اللہ بھی ناراض ہو جاتا ہے اور لوگوں کو بھی اس سے ناراض کر دیتا ہے۔
یہ حدیث ابن جبان نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ سورہ آل عمران کی آیت (۱۴۵) کی تفسیر
- ۲۔ سورہ برارة کی آیت (۱۸) کی تفسیر
- ۳۔ سورہ عنكبوت کی آیت (۱۰) کی تفسیر
- ۴۔ یقین و ایمان کمزور اور قوی ہوتا رہتا ہے۔
- ۵۔ ضعفِ ایمان کی تین نشانیوں کا ذکر

كتاب الله العظيم

السادسة [أنَّ إِخْلَاصَ الْغَوْفِ لِلَّهِ مِنْ]

الفَرَائِضِ

السابعة [ذِكْرُ ثَوَابِ مَنْ فَعَلَهُ]

الثامنة [ذِكْرُ عِقَابِ مَنْ تَرَكَهُ]



- ۶۔ خوف کو صرف اللہ تعالیٰ سے مخصوص کر دینا یعنی صرف اسی سے ڈرنا۔
اسلامی نقطہ نگاہ سے فرض ہے۔
- ۷۔ جو شخص صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے، اس کے اجر و ثواب کا ذکر
جو شخص کے دل میں ملخصانہ خوف خدا نہیں ہوتا، اس کے عذاب
کا ذکر -



باب

قُلْلَمْ لِلَّهِ فَلَمْ يَكُنْ إِذَا كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ

فَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ
اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلَيَّتْ
عَلَيْهِمْ آيَةٌ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى
رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۝ (الأنفال: ۲)

فَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنْ
أَتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ (الأنفال: ۴۳)

فَلَمْ يَكُنْ عَلَيْهِمْ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ
حَسْبُهُ ۝ (الطلاق: ۳)

وَعَنْ أَبْنَاءِ عَبَّاسٍ قَالَ حَسْبُنَا اللَّهُ
وَنِعْمَ الْوَكِيلُ، قَالَهَا إِبْرَاهِيمُ
جِنْ أَلْقَى فِي الثَّارِ -

وَقَالَهَا مُحَمَّدٌ جِنْ حِينَ قَاتَلُوا لَهُ : إِنَّ
الثَّاسَ قَدْ جَمَعُوا لَكُمْ فَنَا خَشُونُّمْ
فَزَادَهُمْ إِيمَانًا وَقَاتَلُوا : حَسْبُنَا اللَّهُ
وَنِعْمَ الْوَكِيلُ - رواه البخاري وابن ماجه

باب ۳۳

توکل علی اللہ کے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اللہ پر بھروسہ رکھو، اگر تم مومن ہو۔“

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”چچے اہل ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر نہ کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیات ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان ٹپھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر اعتماد رکھتے ہیں۔“

نیز ارشاد ہے :

”لے نبی تھمارے سلیے اور تمہارے پیرواءہل ایمان کے سلیے توبہ اللہ کافی ہے۔“

نیز ارشاد ہے :

”اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اُس کے سلیے کافی ہے۔“

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جائیا تھا تو آپ نے فرمایا : حَسْبَنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ہمارے سلیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔“

اسی سلیے غرودہ احمدؓ کے بعد یہی کلمات آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے : الَّذِينَ قَالَ لَهُمُ الشَّաسُ إِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمِعْنَاكُمْ فَاخْشُوهُمْ فَرَزَادَهُمْ إِيمَانًا فَقَالُوا حَسْبَنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ (آل عمران ۲۰۱) اور وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ تمہارے خلاف بڑی فوجیں جمع ہوئی ہیں، ان سے ڈرو، تو یہ سُن کر ان کا ایمان ٹپھ گیا اور انہوں نے جواب دیا کہ ہمارے سلیے اللہ کافی ہے اور وہی بہترین کارساز ہے۔ یہ روایت بخواری اور فضائل میں ہے۔

فِيهِ مُسَائِلٌ

أَنَّ التَّوَكُّلَ مِنَ الْفَرَائِضِ
 أَتَهُ مِنْ شُرُوطِ الإِيمَانِ
 تَقْسِيرُ آيَةِ الْأَنْفَالِ
 تَقْسِيرُ الْآيَةِ فِي أَخِرِهَا
 تَقْسِيرُ آيَةِ الظَّلَاقِ
 عَظَمُ شَأنِ هَذِهِ الْكَلِمَةِ أَنَّهَا
 قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدٌ ﷺ
 فِي الشَّدَّادِ

الأول

الثاني

الثالث

الرابع

الخامس

السادس



اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ اللہ پر توکل کرنا سلامان پر فرض ہے۔
- ۲۔ توکل ایمان کی شرائط میں سے ہے۔
- ۳۔ سورہ انفال کی آیت (۲) کی تفسیر
- ۴۔ آیت (۶۸) کی تفسیر جو سورہ انفال کے آخری حصہ میں ہے۔
- ۵۔ سورہ طلاق کی آیت (۳) کی تفسیر
- ۶۔ حَسْبَنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ إِنَّا عَظِيمُ الْشَّانِ كلمہ ہے کہ مصائب و مشکلات کے موقع پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پڑھا۔ اسی سے اس کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔



قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى أَفَأَمْنَا مَكْرُ اللَّهِ فَلَوْلَا يَأْمَنْ
مَكْرُ اللَّهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخَسِيرُونَ

وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ فَلَمْ يَخْلُدْ

رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ (العرج: ٥١)

وعن ابن عباس رضي الله عنهما أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشَّرِيكُ بِاللَّهِ
وَالْيَأسُ مِنْ رَوْحِ اللَّهِ وَالْأَمْنُ
مِنْ مَكْرِ اللَّهِ.

وَعَنْ أَبْنَاءِ مُسْعُودٍ رضي الله عنه قَالَ أَكْبَرُ الْكَبَائِرِ
إِلِّي شَرِيكُ بِاللَّهِ وَالْأَمْنُ مِنْ مَكْرِ اللَّهِ
وَالْقُنُوطُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ وَالْيَأسُ
مِنْ رَوْحِ اللَّهِ (روايه عبد الرزاق)

فيهم مسائل

الاول: تَفْسِيرُ آيَةِ الْأَغْرَافِ

الثانية: تَفْسِيرُ آيَةِ الْحِجْرِ

الثالثة: شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِيمَنْ أَمِنَ

الرابعة: شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِي الْقُنُوطِ.

خوفِ خدا سے بے نیازی اور اللہ کی رحمت سے مأیوسی کے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کثیر یہ لوگ افسر کی چال سے بے خوف ہیں۔ حالانکہ اللہ کی چال سے وہی قوم بے خوف ہوتی
ہے جو تباہ ہونے والی ہو۔

نیز ارشاد ہے :

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا۔ اپنے رب کی رحمت سے مایوس تو گراہ لوگ ہی نہوا کرتے ہیں“
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے دریافت کیا گیا کہ کون کون سے گناہ، گناہ کبیرہ ہیں۔ آپ نے فرمایا :
۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بشرک کرنا۔
۲۔ عُمرت کے دونوں میں اللہ کی طرف سے خوشحالی آنے کی امید نہ رکھنا۔

۳۔ اللہ کی پکڑ کے خوف سے بے نیاز ہونا۔

نیز حضرت عبد اللہ بن سود رضی اللہ عنہ کا قول ہے : سب گناہوں سے بڑے گناہ یہ ہیں :
(۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کو شرکیہ بنانا (۲) اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے خوف سے بے نیاز ہو جانا
(۳) اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جانا (۴) اور عُمرت کے دونوں میں اللہ کی طرف سے خوشحالی آنے کی
امید نہ رکھنا۔ (یہ روایت عبد الرزاقؓ نے بیان کی ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ سورہ اعراف کی آیت (۶۷) کی تفسیر
- ۲۔ سورہ بھج کی آیت (۵۶) کی تفسیر
- ۳۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے خوف سے بے نیاز ہو جانے والے کے لیے سخت وعدہ کا بیان
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم سے مایوسی پر سخت وعدہ۔

باب ٢٥

مِنَ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ الصَّابَرُ عَلَى أَقْدَارِ اللَّهِ

وَمَنْ يُؤْمِنْ بِاللَّهِ يَهْدِ قَلْبَهُ وَاللَّهُ

يُكْلِ شَيْءٍ عَلَيْهِمْ (التغابن : ١١)

قال علقمة رضي الله عنه : هُوَ الرَّجُلُ تُصِيبُهُ الْمُصِيبَةُ
فَيَعْلَمُ أَنَّهَا مِنْ عِنْدِ اللَّهِ فَيَرْضِي
وَيُسَلِّمُ.

وفي صحيح مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه أنَّ رَسُولَ اللَّهِ
صلوات الله عليه وسلم قَالَ إِثْنَتَايَنِ فِي التَّاسِ مُمَا يَهْمِ
كُفُرٌ : الْطَّغُونُ فِي النَّسَبِ، وَالْتِيَاحَةُ
عَلَى الْمَيِّتِ

وَلَهُما عن ابن مسعود مرفوعاً، لَيْسَ مِنْ ضَرَبَ
الْحَنْدُورَ وَشَقَّ الْجُيُوبَ وَدَعَا
بِدَعَوْيِ الْجَاهِيلِيَّةِ .

عَنْ أَنَّسٍ رضي الله عنه أنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلوات الله عليه وسلم قَالَ إِذَا أَرَادَ
اللَّهُ بَعْدِهِ الْخَيْرَ عَجَلَ لَهُ الْعُقُوبَةَ

تقدیر پر صبر کرنا بھی اللہ پر ایمان لانے کے مفہوم میں شامل ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :
 کوئی مصیبت کبھی نہیں آتی مگر اللہ کے اذن سے ہی آتی ہے جو شخص اللہ پر ایمان رکھتا
 ہو۔ اللہ اس کے دل کو ہدایت بخشتا ہے اور اللہ کو ہر چیز کا علم ہے ۔
 اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا آیت
 میں جس شخص کی تعریف کی گئی ہے اس سے مراد ایسا شخص ہے جس پر کوئی مصیبت
 آئے تو وہ مجھے کہ یہ مصیبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس لیے اس پر راضی
 رہے اور رضاۓ اللہ کے آگے ستریم خم کر دے ۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 فرمایا، دو باتیں ایسی ہیں کہ اگر وہ کسی میں پانی جائیں تو وہ اس کے کفنه کی
 علامت ہیں : (۱) دُوسرے کے نسب پر ٹمن کرنا (۲) اور سیست پر بین کرنا۔

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے مرفقاً روایت ہے کہ جو شخص
 (بوقتِ مصیبت) من پیٹیے، گریاب چاڑے اور زمانہ جاہلیت کے فزوں مباراہات
 کا انہما کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
 ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے کسی بندے کی بھدا فی چاہستا ہے

لِكُلِّ الْمُتَّهِبِ

فِي الدُّنْيَا وَ إِذَا أَرَادَ بِعَيْدِهِ الشَّرَّ
 أَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتَّى يُوَافِتَ بِهِ
 يَوْمَ الْقِيَمَةِ. وَ قَاتَلَ اللَّهُ عَزَّ ذِلْكَ إِنَّ عِظَمَ
 الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ. وَ إِنَّ اللَّهَ
 تَعَالَى إِذَا أَحَبَّ قَوْمًا إِبْتَلَاهُمْ.
 فَئَنْ رَضِيَ فَلَهُ الرِّضَا وَ مَنْ سَخَطَ
 فَنَاهُ السَّخَطُ .

(حتى العزمي)

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: تَفْسِيرُ آيَةِ التَّعَابِينِ

الثَّانِي: إِنَّ هَذَا مِنَ الْإِيمَانِ بِاللَّهِ

الثَّالِث: الْطَّعْنُ فِي النَّسِبِ

الرَّابِع: شِدَّةُ الْوَعِيدِ فِيمَنْ ضَرَبَ

الْحُدُودَ وَ شَقَّ الْجُيُوبَ

وَ دَعَا بِدَغْوِيِّ الْجَاهِلِيَّةِ .

الخَامِس: عَلَامَةُ إِرَادَةِ اللَّهِ بِعَيْدِهِ الْحَنِيرَ

السَّادِس: إِرَادَةُ اللَّهِ بِهِ الشَّرَّ

السَّابِع: عَلَامَةُ حُتْبِ اللَّهِ لِلْعَبْدِ .

الثَّامِن: تَخْرِيمُ السَّخَطِ

التَّاسِع: ثَوَابُ الرِّضَا بِالْبَلَاءِ .

تو اس کے گناہوں کی سزا اس دُنیا میں ہی ہے دیتا ہے اور جب کسی کو اُس کے گناہوں کے باوجود دُنیا میں سزا نہیں دیتا تو یہ اس کی پُریضی ہے۔ پھر اسے قیامت کے دن اس کے گناہوں کی پُوری پُوری سزا دے گا۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مصیبۃ چتنی بڑی ہوتی ہے، اس کا اجر بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت کرتا ہے تو اسے آزمائش میں ڈال دیتا ہے۔ چنانچہ جو شخص مصیبۃ و آزمائش میں اللہ کی رضا بر راضی رہا۔ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا ہے اور جو مصیبۃ پر بُریّہم ہوا اللہ تعالیٰ بھی اس سے ناراضی ہو جاتا ہے۔ (امام ترمذیؓ نے اس روایت کو حسن قرار دیا ہے)۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سورہ تغابن کی آیت (۱۱) کی تفسیر
- ۲۔ صبر کرنا اللہ پر ایمان لانے کا حصہ ہے۔
- ۳۔ دوسرے کے نسب پر طعن کرنا علاماتِ کفر میں سے ہے۔
- ۴۔ مصیبۃ اور مشکل کے وقت مُنسُن سرپیٹنے اور گریبان بھارنے والوں اور زمانہِ خاہیت کی سی باتیں کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔
- ۵۔ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے بھلائی چاہئے کی علامت۔
- ۶۔ جس کو اللہ شریم مُبتدا کرنا چاہتا ہے، اس کی علامت۔
- ۷۔ پسکے کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کی علامت۔
- ۸۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر بُریّہم ہونا حرام ہے۔
- ۹۔ مشکلات پر صبر و رضا کا ثواب۔

مَا حَاجَهُ فِي الرِّيَاءِ

وَقُولَ اللَّهُ تَعَالَى : قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ
يُوْحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ
فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِ
فَلْيَعْمَلْ عَمَلاً صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ
بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ۝ (الكهف- ۱۱۰)

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مُرْفُوعًا - قَالَ اللَّهُ تَعَالَى :
أَنَا أَغْفِي الشَّرِكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ
مَنْ عَمِلَ عَمَلاً أَشْرَكَ مَعِيَ
فِيهِ غَيْرِيْ تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ (طه)
وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ مُرْفُوعًا : أَلَا أَخْبُرُكُمْ
بِمَا هُوَ أَخْرُوفُ عَلَيْكُمْ عِنْدِي
مِنَ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ ؟ قَالُوا
بَلْ يَارَسُولَ اللَّهِ - (طه)
قَالَ الشِّرْكُ إِلَغْفِيْ يَقُومُ
الرَّجُلُ فَيُصْلِيْ فَيُرِيْضِيْ
صَلَوَاتُهُ لِمَا يَرَى مِنْ نَظَرِ رَجُلٍ - (رواه احمد)

ریا کے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

کے مُحَمَّدؐ اکو کوئی میں تو ایک انسان ہوں تمہی جسیا، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمھارا خدا اب ایک ہی خدا ہے۔ پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو، اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی کو شرکیک نہ کرے ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع احادیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ان تمام مسجدوں این بابل کے عجائب جنگلیں میرا شرکیک وضن کر دیا جاتا ہے۔ میری ذات شرک سے سب سے زیادہ ہے نیاز اور بیزار ہے۔ چنانچہ اگر کوئی شخص کوئی نیک عمل کرتا ہے اور اس میں میرے ساتھ کسی غیر کو بھی شرکیک کر لیتا ہے تو میں اس شخص سے اور اس کے مُشرکانہ عمل سے لاتعلق ہو جاتا ہوں۔ (یہ روایت صحیح مسلم میں ہے)

نیز حضرت ابو سعید خدري رضي الله عنه سے مرفوع احادیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا : میں تمھیں اس چیز کی نشان دہی نہ کر دوں، جو میرے نزدیک تمھارے لیے سیچ و تعالیٰ سے بھی زیادہ خوفناک ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ شرک بخوبی ہے یعنی یہ چیز کہ کوئی شخص اگر نماز پڑھتا ہے تو اسے صرف اس لیے بہت اچھی طرح ادا کرتا ہے کہ کوئی شخص اسے دیکھ رہا ہے جو اس کی اچھی نماز دیکھ کر اسے نیک سمجھے گا۔ (یہ روایت امام احمد بن حنبل نے بیان کی ہے)

لہ اور ہی ریا ہے۔ دوسری روایات میں ریا کو ہی شرک ہے غر کہا گیا ہے۔ مترجم

لِكَبِيرٍ لِلْجَنَاحِيَّةِ

فِيهِ مُسَائِلٌ

تَفْسِيرُ آيَةِ الْكَهْفِ -

الاول:

أَلَا مَرْأَةٌ عَظِيمٌ فَرَدَّ
الْعَمَلِ الصَّالِحِ إِذَا دَخَلَهُ
شَفَعًا لِفَقِيرِ اللَّهِ -

الثالثة:

ذِكْرُ الشَّبِيلِ الْمُوْجِبِ
لِذَلِكَ وَهُوَ كَمَالُ الْغِنَىِ -

الرابعة:

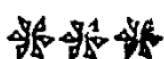
إِنَّ مِنَ الْأَسْبَابِ أَنَّهُ
تَعَالَى خَيْرُ الشَّرَكَاءِ -

الخامسة:

خَوْفُ النَّبِيِّ عَلَى
أَصْحَابِهِ مِنَ الرِّيَاءِ -

السادسة:

أَنَّهُ فَسَرَ ذَلِكَ بِأَنَّ يُصَلِّي
الْمَرءُ لِلَّهِ لَكِنْ يُزَرِّهَا لِمَا
يَرَى مِنْ نَظْرِ الرَّجُلِ إِلَيْهِ -



اس باب میں مندرجہ ذیل سوالات میں

- ۱۔ سورہ کف کی آیت (۱۰) کی تفسیر
- ۲۔ کسی نیک عمل میں جب غیر اللہ کی خوشخبری یا پسندیدگی کا خیال شامل ہو جائے تو وہ بہت بڑی بدی بن جاتا ہے۔
- ۳۔ کسی نیک عمل کے بدی میں بدل جانے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل سے بے نیاز اور بیزار ہے۔
- ۴۔ ایسے عمل کے صاف چلے جانے کا سبب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مفرضہ نجسکا، سے ارفع و اعلیٰ ہے۔
- ۵۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کرامؓ کے ریا میں مبتلا ہو جانے کے خوف کا انہمار۔
- ۶۔ ریا کی تفسیر آپ نے یہ فرمائی کہ کوئی شخص نماز تو اللہ تعالیٰ کے لیے ہی پڑھے لیکن اسے اس خیال سے بہتر طریقہ پر ادا کرے کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہیں۔



لِكُلِّ تَوْبَةٍ

بَابٌ

مِنَ الشَّرِكَاتِ أَرَادَةُ الْإِنْسَانِ بِعَمَلِهِ الدُّنْيَا

فَلَمْ يَشْعُلْ مَنْ كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا
وَرِبَّتْهَا نُوقٌ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَ
هُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ

أُولَئِكَ الَّذِينَ لَنْ يَسَ لَهُمْ فِي
الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۚ وَ حِيطَ مَا صَنَعُوا

فِيهَا وَ بُطِلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ

فِي الصَّحِيفَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ تَعَسْ عَبْدُ الدِّينَارِ تَعَسْ عَبْدُ الدِّرْهَمِ
تَعَسْ عَبْدُ الْغَمِيْصَةِ تَعَسْ عَبْدُ الْغَمِيْلَةِ -

إِنْ أُعْطِيَ رَضِيَ وَ إِنْ لَمْ يُعْطَ

سَخِطَ تَعَسَ وَ اشْكَسَ وَ إِذَا شِيكَ

فَلَا أَنْتُقِسَ - مُطْبِقٌ لِبَنْدِ أَحَدَ

بِعَنَافِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ

أَشَعَ رَأْسَهُ، مُغْبَرَةً فَتَدَمَّاهُ

إِنْ كَانَ فِي الْجِرَاسَةِ كَانَ فِي

الْجِرَاسَةِ وَ إِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ

كَانَ فِي السَّاقَةِ - إِنْ اسْتَأْذَنَ لَمْ

يُؤَذَنْ لَهُ - وَ إِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَعَ -

اپنے نیک کاموں کو دنیوی غرض حاصل کرنے کا ذریعہ بنانا بھی شرک میں داخل ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

جو لوگ بس اسی دُنیا کی زندگی اور اس کی خوش نمائیوں کے طالب ہوتے ہیں، ان کی کارگزاری کا سارا پہل بھم بیس ان کو فے دیتے ہیں اور اس میں ان کے ساتھ کوئی کمی نہیں کی جاتی۔ مگر آخرت میں ایسے لوگوں کے لیے اگل کے سوا کچھ نہیں ہے (وہاں معلوم ہو جاتے گا کہ) جو کچھ انہوں نے دُنیا میں بنایا وہ سب ملیا میٹ ہو گیا اور اب ان کا سارا کیا دھرا محسن ہل بنتے صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تباہ و بر باد ہو گئے در بھم و دینار کے غلام، تباہ و بر باد ہو گئے سونے چاندی کے غلام، تباہ و بر باد ہو گئے کپڑے لٹتے کے غلام۔ ایسے لوگوں کی حالت یہ ہے کہ انہیں کر دیا جائے تو خوش ہو جاتے ہیں۔ اور نہ ملے تو رنجیدہ اور پریشان رہتے ہیں۔ یہ بد نجت اور اونیز ہے من گرے ہوئے لوگ ہیں۔ یہ لوگ اگر مصیبت میں چنس جائیں تو ان کی مدد نہ کی جائے۔ (بد دعا) اس کے مقابلے میں خوشخبری ہو، اُس شخص کے لیے جو راہِ خدا میں اپنے گھوڑے کی نکام بچپے پا گنڈہ سر، خاک آؤ دتموں کے ساتھ اگر پہرے پر ہے تو پہرہ میں رہا ہے۔ اگر فوج کے پچھے جتے میں ہے تو وہیں اپنی ذمہ داری بچا رہا ہے۔ اگر حضرت مانگ تو حضرت نہ ملے، اگر سفارش کرنے تو قبول نہ کی جائے۔ (لیکن وہ اپنا فرض ادا کرتا رہے)

له دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اپنی ظاہری بہیت کے حافظے سے اتنا کم روک کر اگر کسی سے اندر آنے کی اجازت مانگے تو اجازت نہ ملے۔ اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول نہ کی جائے۔ مترجم

فِيمْ مَسَائِكَ

الاول: إِرَادَةُ الْإِنْسَانِ الدُّنْيَا بِعَمَلٍ

الآخرة

الثانية: تَفْسِيرُ أَيَّةٍ هُودٍ -

الثالث: تَسْمِيَةُ الْإِنْسَانِ الْمُسْلِمِ عَبْدَ

الَّذِي يُنَادِي وَ الدِّرْهَمُ وَ

الْخَيْصَةُ -

الرابع: تَفْسِيرُ ذَلِكَ بِأَنَّهُ إِنْ

أُغْطِيَ رَضِيَ وَ إِنْ لَمْ يُعْطَ
سَخْطًا -

الخامس: فَلَهُ، تَعَزَّزَ وَ اشْكَسَ

السادس: فَلَهُ: وَ إِذَا شَيْكَ فَلَأَ أَشْقَشَ

السابع: أَثْنَاءُ عَلَى الْمُجَاهِدِ الْمَوْصُوفِ

بِتِلْكَ الصِّفَاتِ .



اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ آخرت کے لیے کیے گئے علوم سے دنیاوی فوائد حاصل کرنے کا ارادہ کرنا (بھی شرک میں داخل ہے) -
 - ۲۔ سورہ ہمود کی آیت (۱۵-۱۶) کی تفسیر
 - ۳۔ مسلمان کو بھی بعض اوقات عبد الدار ایم اور عبد الدینار کہا جا سکتا ہے
 - ۴۔ اور وہ اس صورت میں کہ اگر کچھ مل جائے تو خوش ہو اور اگر نہ ملے تو ناراض ہو جائے (ایسی صورت میں عبد اللہ نہیں بلکہ عبد الدار ہو گا)
 - ۵۔ ایسے شخص کے لیے آپ کی بدُعا "تعس و انتکس" (تباه و بریاد ہو، اور اوندھے منگرے) قابل غرر ہے۔
 - ۶۔ اسی طرح آپ کا یہ فرمانا بھی پیش نظر ہنا چاہیے کہ : "وَإِذَا شِيفَكَ فَلَأَةً انشَقَّتْشَ" (اگر مصیبت میں مبتلا ہو جائے تو اس سے مصیبت دور نہ ہو) -
 - ۷۔ اس کے مقابلے میں اس مجاذہ کی آپ نے تعریف کی جس میں وہ صفات موجود ہوں جو حدیث میں مذکور ہیں -
-

لِكِبْرِ الْجُنُبِ

بَابٌ

مَنْ أَطَاعَ الْعُلَمَاءَ وَالْأُمَّارَ فِي تَحْرِيمِ مَا أَحَلَ اللَّهُ أَوْ تَحْلِيلَ مَا حَرَمَ فَهُوَ الَّذِي خَذَهُمْ أَبْاَبَكَ

وَقَالَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ عَبَّاسَ رضي الله عنه : " يُؤْشِكُ أَنْ
تُنْزَلَ عَلَيْكُمْ حِجَارةً مِنَ السَّمَاءِ .
أَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَفَوَّلُونَ
قَالَ أَبُو بَكْرٍ وَعَزْرٍ : "

وَقَالَ الْإِمامُ أَحْمَدُ رضي الله عنه : عَجِبْتُ لِقَوْمٍ
عَرَفُوا الْإِسْنَادَ وَصِحَّةَ وَيَذْهِبُونَ
إِلَى رَأْيِ سُفِيَّاَنَّ وَاللَّهُ تَعَالَى يَقُولُ
فَلَيَحْذِرُ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ
أَنْ تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ
أَلِيمٌ (النور : ٤٣)

أَتَدْرِي مَا الْفِتْنَةُ ؟ أَفَالْفِتْنَةُ الشِّرْكُ -
لَعَلَّهُ إِذَا رَدَ بَعْضَ قَوْلِهِ أَنْ
يَقَعَ فِي قَلْبِهِ شَيْءٌ مِنَ الرَّيْغِ
فَيُهَلِّكُ -

عَنْ عَدْتِي ابْنِ حَاتَمٍ رضي الله عنه أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
يَقْرَأُ مُذَهِّلَةَ الْأَيَّةَ - إِنَّهُمْ يَأْخُذُونَ أَحْبَارَهُمْ

علماء و امراء کے ایسے احکام کی اطاعت جو حکامِ الٰہی
کے خلاف ہوں اللہ تعالیٰ کی سجائے علماء کو اپنا رب بنانے
کے متراوف بہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر فرمایا: "قریب ہے کہ تم
لوگوں پر آسمان سے پتھر بیسیں۔ میں تمھیں بتاتا ہوں کہ آئی حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تھا اور تم اس کے مقابلہ میں حضرت ابو بکر اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہما کے اوائل پیش کرتے ہو۔"

نیز امام احمد بن حنبلؓ فرماتے ہیں، مجھے ان لوگوں پر خیرت ہے جو کسی
حدیث کی سند اور صحیت روایت سے واقع ہو جانے کے بعد بھی اس کے
 مقابلے میں حضرت سُفیان ثوریؓ کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔

جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"رسول کے حکم کی خلاف درزی کرنے والوں کو ڈننا چاہیے کہ وہ کسی فتنے من گرفتار
نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آجائے۔"

امام احمدؓ نے فرمایا تمہیں حکوم سے ہے، فتنہ کیا ہے؟ فتنہ سے مُراد شرک ہے
گویا اگر آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث کو قبل نہ کیا جائے تو یہ امکان
پیدا ہو جاتا ہے کہ انسان کے دل میں کجھی پیدا ہو جائے اور وہ ہلاک ہو جائے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ انہوں نے آئی حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ توبہ کی یہ آیت تلاوت کرتے ہوئے سنا:

وَ رُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ
 وَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَ مَا
 أَمْرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا لِلآلهَ
 إِلَّاهُمْ طَبَّعْنَاهُ عَنَّا يُشَرِّكُونَ (التوبه : ٢١)
 فَقُلْتُ لَهُ إِنَّا لَسَنَا نَعْبُدُهُمْ
 قَالَ : أَلَيْسَ يُحَرِّمُونَ مَا
 أَحَلَّ اللَّهُ فَتَحَرِّمُونَهُ ، وَ يُحَلِّلُونَ
 مَا حَرَمَ اللَّهُ فَتَحَلِّلُونَهُ ؟ فَقُلْتُ
 بَلَى - قَالَ : فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ -

فِيهِ مُسَائِلٌ

- الاول:** تَفْسِيرُ آيَةِ الشُّورِ -
- الثانية:** تَفْسِيرُ آيَةِ بَرَاءَةَ -
- الثالثة:** التَّسْبِيَّةُ عَلَى مَعْنَى الْعِبَادَةِ -
- الْأَلْف:** أَنْكَحَمَا عَدِيْجَ -
- الرابعة:** تَمْثِيلُ ابْنِ عَبَّاسٍ بِأَبِي بَكْرٍ -
- وَ عُمَرَ، وَ تَمْثِيلُ أَحْمَدَ بِسُفَيَّافَ -**

لکھنؤی تہذیب

”انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا ہے اور اسی طرح سیعی بن مریم کو بھی حلال نکھ ان کو ایک معبد کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ وہ ایک جس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں۔ پاک ہے وہ ان مُشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں：“

حدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں : یہیں نے عرض کیا ہم ان کی عبادت تو نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا : کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کو حرام کر دیتے تھے اور تم ان کو حرام مان لیتے تھے اسی طرح یہ لوگ اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کو حلال قرار دیتے تھے اور تم ان کو حلال مان لیتے تھے؟ یہیں نے عرض کیا، یہ تو درست ہے۔ آپ نے فرمایا یہی ان کی عبادت کرنا ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سورۃ ثور کی آیت (۶۳) کی تفہییر
- ۲۔ سورۃ براءۃ کی آیت (۳۱) کی تفہییر
- ۳۔ آل حضرت سمل اللہ عدیہ وسلم نے وضاحت فرمادی کہ یہ اطاعت احکام بھی عبادت ہے جس کے عبادت ہونے سے حضرت عدیہ بن حاتم نے انکار کیا تھا۔
- ۴۔ یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے مثال کے طور پر حضرت ابو بکرؓ اور حضرت گُر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا ہے اور امام احمدؓ نے اس سلسلے میں سفیان ثوریؓ کی مثال دی ہے۔

الخامس

تَغْيِيرُ الْأَخْوَالِ إِلَى هَذِهِ النَّاِيَةِ
 حَقْ مَارَ عِنْدَ الْأَكْثَرِ
 عِبَادَةُ الرُّمْبَانِ هِيَ أَفْضَلُ
 الْأَعْمَالِ وَ تُسْعَى الْوِلَايَةُ
 وَ عِبَادَةُ الْأَحْبَارِ هِيَ الْعِلْمُ
 وَ الْفِقْهُ ، ثُمَّ تَغْيِيرُ الْعَالَمُ
 إِلَى أَنْ عُيْدَ مِنْ دُونِ
 اللَّهِ مَنْ لَيْسَ مِنَ الصَّالِحِينَ
 وَ عُيْدَ بِالْمَعْنَى الثَّانِي مَنْ
 هُوَ مِنَ الْجَاهِلِيْنَ -



لکھنؤیہ

۵۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ اب حالات اس تدریجی تبدیل ہو چکے ہیں کہ اکثر لوگوں کے نزدیک اب پیروں کی عبادت بھی بہترین عمل ہے اور پیری کا نام ولایت رکھ دیا گیا ہے اور علماء کی عبادت کا نام علم اور فتح رکھ دیا گیا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر فوہبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اب اللہ کے سوا ایسے لوگوں کی عبادت کی جاتی ہے جو صاحبوں میں بھی شامل نہیں ہیں بلکہ دوسرے لفظوں میں جاہلوں کی عبادت کی جاتی ہے۔



كِتابُ اللَّهِ

بابٌ

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى الْمُتَرَدِّيَّ إِلَيْهِ يَنْعَمُونَ

فَإِلَيْهِ يَسْعَالُ أَلَمْ تَرَ إِلَيَّ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ
أَنَّهُمْ أَمْنُوا بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا
أُنْزِلَ مِنْ زِيَّنَةٍ قَبْلِكَ
يُرِيدُونَ أَنْ يَتَحَاَكَمُوا إِلَيْهِ
الظَّاغُوتِ وَقَدْ أَمْرُوا أَنْ يَكْفُرُوا بِهِ
وَيُرِيدُ الشَّيْطَنُ أَنْ يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا
بَعِيدًا ○ (النَّاسَ : ٦٠)

وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ تَعَالَوْا إِلَى مَا
أَنْزَلَ اللَّهُ وَإِلَى الرَّسُولِ رَأَيْتَ الْمُنْفِقِينَ
يَصْلُوْنَ عَنْكَ صُدُودًا ○ (النَّاسَ : ٦١)

فَكَيْفَ إِذَا أَصَابَتْهُمْ مُّصِيبَةٌ هُمْ
قَدَّمُتْ أَيْدِيهِمْ شُمَّ حَاءُوكَ يَحْلِفُونَ
بِاللَّهِ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا إِحْسَانًا وَتَوْفِيقًا
(النَّاسَ : ٦٢)

مندرجہ ذیل ارشادات باری تعالیٰ کے بیان میں

ا۔ نے نبیؐ ! تم نے دیکھا نہیں۔ ان لوگوں کو جو دعویٰ تو کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں۔ مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے طاغوت کی طرف رجوع کریں۔ حالانکہ انھیں طاغوت سے گھفرانہ کا نجیم دیا گیا تھا۔ شیطان انھیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دورے جانا چاہتا ہے۔

جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چیز کی طرف جو اللہ نے نازل کی ہے اور آؤ رسولؐ کی طرف، تو منافقوں کو تم دیکھتے ہو کہ یہ تمہاری طرف آئے سے کرتا تے ہیں۔

پھر اس وقت کیا ہوتا ہے جب ان کے اپنے بھتوں کی لائی جوئی صیبیت ان پر آن ڈلتی ہے؟ اس وقت یہ تمہارے پاس قسمیں کھاتے ہوئے آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم ہم تو صرف بھلانی چاہتے ہیں اور ہماری نیت تری یہ تھی کہ فریضیں میں کسی طرح موافق تھے جائے۔

قُلْ لِلشَّعْلَكَ وَ إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا
فِي الْأَرْضِ لَا قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ
مُصْلِحُونَ ○ (البقرة : ١١)

قُلْ لِلشَّعْلَكَ وَ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ
بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَ ادْعُوهُ خَوْفًا
وَ طَمَعًا

إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ
الْمُحْسِنِينَ ○ (الأعراف : ٥٦)

قُلْ لِلشَّعْلَكَ أَفَحُكْمُ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ
وَ مَنْ أَحْسَنَ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ
يُوقِنُونَ ○ (المائدة : ٥٠)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمِيرٍ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَ
هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهِ -

قال النووي حديث صحيح، رويته في كتاب الجنة، باسناد صحيح

وقال الشعبي : كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِّنَ
الْمُنْفِقِينَ وَ رَجُلٍ مِّنَ الْيَهُودِ خُصُومَةٌ

نکاح و میراث

۱۔ "جب کبھی ان سے یہ کہا گیا کہ زمین میں فساد برپا نہ کرو تو انہوں نے یہی کہا کہ ہم تو صلاح کرنے والے ہیں ۔"

۲۔ "زمین میں فساد برپا نہ کرو جبکہ اس کی اصلاح ہرچکی ہے اور خدا بھی کو پکارو خف کے ساتھ اور طبع کے ساتھ۔ یعنی اللہ کی رحمت نیک کردار لوگوں کے قریب ہے ۔"

۳۔ (آور اگر یہ خدا کے قانون سے منع مورثتے ہیں) تو کیا پھر جامیت کا فیصلہ چاہتے ہیں؟ حالانکہ جو لوگ اللہ پر یقین رکھتے ہیں، ان کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ۔"

حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مریں نہیں ہو سکتا جب تک اس کی تمام خواہشات میری لائی ہوئی تعلیم یعنی قرآن و سنت کے تابع نہ ہو جائیں۔ (یہ حدیث امام نوویؓ نے کتاب الحجۃ میں صحیح سند سے روایت کی ہے)۔

امام شعبیؓ فرماتے ہیں: ایک منافق اور ایک یہودی کے درمیان کوئی تنازع

فقال اليهودي : نَحَاكُمْ إِلَى مُحَمَّدٍ لَأَنَّهُ
عَرَفَ أَنَّهُ لَا يَأْخُذُ الرِّشْوَةَ - .
وقال المسايق : نَحَاكُمْ إِلَى الْيَهُودِ لِعِلْمِهِ
أَلَّهُمْ يَأْخُذُونَ الرِّشْوَةَ - .
فَأَتَقْفَأَا أَنْ يَأْتِيَا كَاهِنًا فِي
جُهَيْنَةَ لِيَتَحَاكَمَ إِلَيْهِ فَنَزَلتْ "أَلَمْ
تَرِ إِلَى الَّذِينَ يَرْعَمُونَ" (آلـٰيـٰ)
وَقِيلَ نَزَلتْ فِي رَجُلَيْنِ اخْتَصَمَا
فَقَالَ أَحَدُهُمَا تَرَاقِعُ إِلَى الشَّبِيْحِ
وَقَالَ الْآخَرُ إِلَى كَعْبِ بْنِ الْأَشْرَفِ - .
ثُمَّ تَرَاقَعَا إِلَى عُمَرَ فَذَكَرَ لَهُ
أَحَدُهُمَا الْقِصَّةَ - فَقَالَ لِلَّذِيْنِ لَمْ يَرْضُ
إِرْسَوْلُ اللَّهِ ﷺ أَكَذَّالِكُمْ ؟
فَقَالَ نَعَمْ ! فَضَرَبَهُ بِالسَّيْفِ فَقَتَلَهُ - .



لکھن لکھن

تھا۔ یہودی کو چونکہ معلوم تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رشوت نہیں لیتے اس لیتے اس نے کہا کہ ہم اس معاملہ کا فیصلہ رسول اللہ سے کرائیتے ہیں اور منافق نے کہا کہ فیصلہ کسی یہودی سے کرائیں گے۔ اس لیتے کہ اسے معلوم تھا کہ یہودی رشوت لیتے ہیں۔ بالآخر دونوں فرق قبید بنی جہینہ کے ایک کاہن سے فیصلہ کرنے پر سبقت ہو گئے۔ انہی دونوں کے باسے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے

الْعَتَرَ إِلَى الَّذِينَ يَرْزُقُونَ (آلیۃ)

بعض مفسرین کا خیال ہے کہ مذکورہ بالآیت ان دو شخصوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن میں باہم کوئی جھگڑا تھا اور ان میں سے ایک نے کہا کہ فیصلہ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کرائیتے ہیں۔ دوسرا نے کہا کہ نہیں کعب بن اشرف یہودی سے فیصلہ کرایا جائے۔ چنانچہ وہ بنی کرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیصلہ کرانے کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے سارا واقعہ آپ سے بیان کر دیا۔ آپ نے دوسرے شخص سے جو آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ پر راضی نہ تھا، پوچھا کیا یہ سچ ہے جو تھا رے ساتھی نے بیان کیا ہے؟ اس نے جواب دیا۔ "ہاں" یہی واقعہ ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے توارے سے اس کی گردان اڑادی



فِيهِ مُسَائِلٌ

تَفْسِيرُ آيَةِ النِّسَاءِ وَمَا فِيهَا مِنَ
الْإِعْانَةِ عَلَى فَهْرِ الظَّاهِرَاتِ
تَفْسِيرُ آيَةِ الْيَقْرَةِ (وَإِذَا
قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِي
الْأَرْضِ) -

الأول:

الثانية:

الثالث:

الرابعة:

الخامسة:

السادسة:

السابعة:

الثامنة:

تَفْسِيرُ (أَفْحَكُمُ الْجَاهِلِيَّةَ
يَبْغُونَ)
مَا قَالَهُ الشَّعُوبُ فِي سَبَبِ نَزْولِ
الْآيَةِ الْأُولَى -
تَفْسِيرُ الْإِيمَانِ الصَّادِقِ
وَالْكَاذِبِ -
قِصَّةُ عُمَرَ مَعَ الْمُنَافِقِ -
كَوْنُ الْإِيمَانِ لَا يَحْصُلُ
لِأَحَدٍ حَتَّى يَكُونَ
هَؤُلَاءِ مُتَبَعًا لِمَا جَاءَ بِهِ
الرَّسُولُ ﷺ

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

۱۔ سورہ نسا کی آیت (۶۰) کی تفسیر جس سے طاغوت کے معنی بھئے میں مدعا ہے

۲۔ سورہ بقرہ کی آیت وَإِذَا قُتِلَ الْمُهُاجِرُوا فِي الْأَرْضِ کی تفسیر

۳۔ سورہ اعراف کی آیت ۷۸ لَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا کی تفسیر

۴۔ سورہ مائدہ کی آیت أَخْفَكُهُ الْبَاهِيلَيْهِ يَنْعُوذُ کی تفسیر

۵۔ امام شعبیؒ کے قول کے مطابق پہلی آیت کا شانِ نزول -

۶۔ پستے اور جھوٹے ایمان کی وضاحت -

۷۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا منافق کو قتل کرنے کا واقعہ -

۸۔ کوئی شخص اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک اُس کی تمام خوبیات احکام نبوی کے تابع نہ ہو جائیں -

باب

مَنْ جَحَدَ شَيْئًا مِنَ الْأَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ

تول الله تعالى وَ هُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ
فُلْ مُوَرَّبٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَ إِلَيْهِ مَتَابٌ (الرعد: ٢٣)

و في صحيح البخاري قال عليه: حديثاً الثالث
بِمَا يَعْرِفُونَ، أَسْتَرِيدُونَ أَنْ يُكَذِّبَ
اللهُ وَ رَسُولُهُ؟

وروى عبد الرزاق عن معاذ عن ابن طا، وبن أبيه عن ابن عباس
أنَّه رأى رجلاً إنتفاضَ لِتَسْمِيعَ حَدِيثًا عَنِ النَّبِيِّ ﷺ فِي الصِّفَاتِ
إِسْتِنْكَارًا لِذَلِكَ -

فَقَالَ مَا فَرَقْ هُولًا، يَعْدُونَ
رِوَةً عِنْدَ مُحَكَّمِهِ وَ يَهْلِكُونَ عِنْدَ
مُتَشَابِهِهِ - انتهى -

ایشخے بارے میں احکام جو اسما صفات باری تعالیٰ میں کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے،
 اور یہ لوگ رحمان کو نہیں مانتے۔ ان سے کہو کہ وہی میرا رب ہے۔
 اس کے سوا کوئی معبد نہیں اور وہی میرا ملجماؤ ماؤ ہے۔
 نیز صحیح بخاری میں ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں سے ایسی
 باتیں کرو جو دہ سمجھ سکیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کو جھٹلایا جائے؟

حضرت عبد الرزاق صنفانیؓ نے (عن معمر عن ابن طاؤس عن ابیہ کے طریقہ سے)
 روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس
 نے صفات باری تعالیٰ کے متعلق آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث
 سن کر انہا ناپسندیدگی کے لیے کندھے جھینکئے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
 نے فرمایا: ان لوگوں کا کیا طریقہ ہے کہ قرآن مجید کی محکم آیات سن کر ان پر رقت
 طاری ہو جاتی ہے (عمل نہیں کرتے) اور متشاہدات (آیات صفات) سن کر
 ہلاکت میں پڑ جاتے ہیں (ذیعنی انکار کرتے ہیں)

وَ لَمَّا سَمِعَتْ قُرَيْشٌ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَذْكُرُ الرَّحْمَنَ أَنْكَرُوا ذَلِكَ
فَأَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ : " وَ هُمْ يَكْفُرُونَ
بِالرَّحْمَنِ " .

فِيهِ مَسَائِلٌ

- الاول:** عَدَمُ الْإِيمَانِ بِجَهَدٍ شَيْءٍ مِنَ الْأَسْمَاءِ وَ الصِّفَاتِ -
- الثانية:** تَفْسِيرُ أَيَّةِ الرَّعْدِ -
- الثالثة:** تَرْكُ التَّحْدِيثِ بِمَا لَا يَفْهَمُ السَّامِعُ -
- الرابعة:** ذِكْرُ الْعِلَةِ أَنَّهُ يُفْضِي إِلَى تَكْذِيبِ اللَّهِ وَ رَسُولِهِ وَ لَوْلَمْ يَتَعَمَّدِ الْمُنْكِرُ
- الخامسة:** كَلَامُ ابْنِ عَبَّاسٍ ظَفَرَهُ لِمَنِ اسْتَنَكَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ وَ أَنَّهُ أَهْلُكَهُ

جب قریش نے اس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حرم کا نام لیتے سننا تھا تو
انہوں نے اس بات کو ناپسند کیا تھا، چنانچہ اس سلسلے میں یہ آیہ کریمہ نازل
ہوئی تھی، وَهُمْ يَكْفُرُونَ بِالرَّحْمَنِ؛

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں سے کسی ایک کا بھی انکار کرتا ہے، وہ کافر ہو جاتا ہے۔
- ۲۔ سورہ رعد کی آیت (۳۰) کی تفسیر۔
- ۳۔ ایسی بات نہیں کہنا پاہیے، جو مناطب کی سمجھ میں نہ آئے۔
- ۴۔ اس صلت کا ذکر ہوا اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار تک پہنچ دیتی ہے، خواہ کہنے والے کا ارادہ انکار کا نہ ہو۔
- ۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا صفات اللہ کے ذکر کو ناپسند کرنے والے کے متعلق کہنا کہ بلاک ہو گیا۔

- بَابُ -

**قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ ثُمَّ
يُنَكِّرُونَ ذَهَا وَأَحَسْتَ ثُرُّهُمُ الْكَافِرُونَ**

قول الله تعالى : يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللَّهِ
ثُمَّ يُنَكِّرُونَ ذَهَا وَأَكْثَرُهُمُ الْكُفَّارُونَ

(الحل : ١٨٣)

قال مجاهد مامعنده : هو قول الرجل، **هَذَا مَا لِي
وَرِثْتُهُ عَنْ أَبَائِي** -

وقال عوبت بن عبد الله : **يَقُولُونَ : لَوْلَا
فَلَانْ لَمْ يَكُنْ كَذَا** -

وقال ابن فطية : **يَقُولُونَ : هَذَا
إِشْفَاعَةٌ أَلِهَتِنَا** -

وقال أبو العباس عليه السلام : بعد حديث زيد بن خالد الذي فيه
**إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ أَصْبَحَ مِنْ عِبَادِي
مُؤْمِنٌ بِي وَ كَافِرٌ** - (الحديث)

وقد تقدم وهذا كثير في الكتاب والسنّة
**يَدُمُ سُبْحَانَهُ مَنْ يُضِيفُ إِنْعَامَهُ
إِلَّا غَيْرُهُ وَ يُشْرِكُ بِهِ** -

مندرجہ ذیل آیہ کریمیہ کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے،
 ۴۵۸ اللہ تعالیٰ کے احسان کو پہچانتے ہیں، پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور ان میں
 بیشتر لوگ ایسے ہیں جو حق بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں۔“
 حضرت مسیح اپنے کتاب میں کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے، جیسے لوگ کہتے ہیں کہ یہ
 میر امال ہے جو مجھے اپنے باپ دادا سے ورثہ میں ملا ہے۔“

حضرت گون بن عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ اس سے مراد یہ ہے جس طرح لوگ کہتے ہیں
 ”اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو یہ کام نہ ہوتا“ وغیرہ۔
 ابن قتیبہؓ کہتے ہیں کہ اس سے مراد مشترکوں کا یہ کہنا ہے کہ یہ کام ہمارے دیوتاؤں
 کی شفاعت سے ہوا ہے۔

حضرت امام ابوالعباس ابن تیمیہؓ نے حضرت زید بن خالد ہبئیؓ کی حدیث (اصح
 من عبادی صومتی و کافر) بھر پہنچے بیان ہو چکی ہے، نقل کرنے کے بعد لکھا ہے
 کہ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ میں ایسے ارشادات برکثرت ہیں، جن میں اللہ تعالیٰ
 ان لوگوں کی مذمت فرماتا ہے جو اس کے انعامات اور اس کی رحمت کو دوسروں کی طرف
 منسوب کرتے ہیں اور اس طرح دوسرے کو جناب باری تعالیٰ کا شرک بھرا تے ہیں۔

قال بعض السلف: هو قولهم: كَانَتِ التِّرْيَخُ
ضِبْهَةً وَالْمَلَاحُ حَادِفًا وَنَحْوُ ذَلِكَ
مِمَّا هُوَ حَارِ عَلَى أَلْسِنَةٍ كَثِيرٍ

فِيهِ مُسَائِلٌ

تَقْسِيرُ مَعْرِفَةِ النِّعْمَةِ وَإِنْكَارِهَا.

الاول

مَعْرِفَةُ أَنَّ هَذَا حَارِ عَلَى
أَلْسِنَةٍ كَثِيرٍ.

الثانية

تَسْمِيَةُ هَذَا الْكَلَامِ إِنْكَارًا
لِلنِّعْمَةِ.

الثالث

إِجْتِمَاعُ الْعِتَدَيْنِ فِي الْقُلْبِ

الرابع



لکھب کلہجہہر

بعض بزرگوں کا قول ہے کہ یہ اس قسم کی باتیں ہیں جیسے لوگ کہتے ہیں کہ ہوا سازگار سنتی اور ملاح ماہر تھا اس لیے کشتنی کنارے لگ گئی) اور اسی قسم کی دوسری باتیں جو لوگوں کی زبان پر اکثر سنتی ہیں (جن کا مفہوم اللہ تعالیٰ کے احسان و اکرام کو دوسروں کی جانب منسوب کرنا ہوتا ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ نعمت سے کیا مراد ہے اور انکا نعمت کس طرح لازم آتا ہے؟
 - ۲۔ بات کہ لوگوں کی زبان پر سبست سی ایسی باتیں پڑھی ہوتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ کی نعمت کا انکار لازم آتا ہے (ایسی باتوں سے اجتناب لازم ہے)
 - ۳۔ ایسے کلمات کو انکا نعمت کہا گیا ہے۔
 - ۴۔ دل میں اجتماعِ ضدیں ہوتا ہے (یعنی انسان یہ بات جانتے ہوئے بھی گذشتہ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ زبان پر ایسی باتیں لاتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے انعام و اکرام کا انکار لازم آتا ہے۔
-

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا
وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ

أَنْتُمْ عَالِمُونَ فَلَا تَجْعَلُوا لِلَّهِ أَنْدَادًا وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ٠ (الآية . ٢٢)

قال ابن عباس رضي الله عنه في الآية : **الأَنْدَادُ هُوَ الشِّرْكُ أَحْقَى مِنْ دَبِيبِ النَّسْمِلِ عَلَى صَفَاءِ سَوْدَاءِ** في ظُلْمَةِ اللَّيْلِ وَهُوَ أَنْ تَقُولَ : وَاللَّهِ وَحَيَا تِكَّيَا فُلَانُ وَحَيَا تِكَّيَا وَتَقُولُ : لَوْ لَا كُلَّيْبَةُ هَذَا لَأَتَانَا الْمُصُوصُ - وَلَوْ لَا الْبَطْ في الدَّارِ لَأَتَانَا الْمُصُوصُ -

وقول الرجل لصاحبه : "ما شاء الله وشئت"
 وقول الرجل : "لو لَا الله و فلان جـ لـأـ تـجـعـلـ فـيـهـاـ فـلـانـاـ هـذـاـ كـلـهـ بـهـ شـرـكـ" (رواه ابن أبي حاتم)

درج ذیل آئیہ کریمہ کا بیان

ارشاد باری تعالیٰ ہے

”پس (جب تم یہ جانتے ہو تو) تو دوسروں کو اللہ کا نہ مقابلہ نہ کھہ را۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ آئیہ مبارکہ میں جس چیز کو انداً کہا گیا ہے، اس سے شرکِ خفی مراد ہے جو آسانی سے محسوس نہیں کیا جاسکتا، جیسے سیاہ چینی انہیں رات میں سیاہ چٹان پر چلتی ہے (اور دیکھنے والے کو نظر نہیں آتی) مثلاً لوگ بولتے ہیں، «اللہ وحیا تیک یا فُلَدَن؟» اللہ کی اور تمہاری جان کی قسم لے شخص۔ یا اللہ اور میری جان کی قسم یا کہا جاتا ہے، اگر یہ کتنا نہ ہوتا تو ہمارے لگھ چڑھاتے، یا گھر میں بٹخ نہ ہوتی تو چڑھاتے وغیرہ۔ اسی طرح کسی کا اپنے مناطق سے کہنا، جو اللہ کی اور تمہاری مرضی، یا یہ کہنا کہ اگر اللہ اور فلان شخص نہ ہوتا تو یسا ہو جاتا، ان سب جملوں میں اللہ کے ساتھ دوسرے شخص کو شامل کرنا شرک میں داخل ہے (یہ روایت ابن ابی حاتم نے بیان کی ہے)

وعن عمر بن الخطاب رضي الله عنه أَلَّا رَسُولَ اللَّهِ صلوات الله عليه وآله وسلامه
 قَالَ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ فَقَدْ
 كَفَرَ أَوْ أَشْرَكَ - (رواية الترمذى وحسنه وصححه عاد
 وقال ابن مسعود رضي الله عنه : لَأَنَّ أَحَلِفَ بِاللَّهِ
 كَأَذِبًا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَحَلِفَ
 بِغَيْرِهِ صَادِقًا .

وعن حذيفة رضي الله عنه عَنِ النَّبِيِّ صلوات الله عليه وآله وسلامه قَالَ :
 لَا تَقُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ وَ شَاءَ فُلَانٌ
 وَ لَكِنْ قُولُوا مَا شَاءَ اللَّهُ شُمَّ
 شَاءَ فُلَانْ بِجَ - (رواية أبو داود وابن ماجه صحيح)
 و جاء عن ابراهيم النخعي رضي الله عنه أَتَهُ يَكْرَهُ أَنْ
 يَقُولَ : أَعُوذُ بِاللَّهِ وَ بِكَ وَ يَجُوزُ
 أَنْ يَقُولَ : بِاللَّهِ شُمَّ بِكَ -

قَالَ وَ يَقُولُ : لَوْ لَا اللَّهُ شُمَّ فُلَانٌ
 وَ لَا تَقُولُوا : لَوْ لَا اللَّهُ وَ فُلَانٌ .

لکھنؤیہ کتب

حضرت مولانا الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے اللہ کے سوا کسی اور کسی قسم کھانی، اس نے کفر کیا یا شک کیا (اس حدیث کو ترمذی نے حسن کہا ہے اور حاکم نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ میرے نزدیک اللہ کی جبوٹی قسم کھانا غیر اللہ کی پختی قسم کھانے سے بہتہ ہے۔“

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، یوں نہ کہو، جو اللہ اور اُس شخص نے چاہا، بلکہ اس طرح کوہو اللہ نے چاہا اور پھر جو اُس شخص نے چاہا۔ (یہ روایت ابو داؤد نے سندر صحیح کے ساتھ روایت کی ہے) حضرت ابراہیم شخصی سے روایت ہے کہ یہ کہنا کہ میں اللہ کی اور تیری پستانہ پاہتا ہوں مکروہ ہے۔ اور اس طرح کہنا کہ میں اللہ سے پستانہ پاہتا ہوں اور پھر تجوہ سے پناہ پاہتا ہوں ”جاائز ہے۔“

اوی کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم شخصی فرماتے تھے کہ اس طرح کہنا چاہیے، اگر اللہ نہ ہوتا اور سپر فلان شخص نہ ہوتا، یہ نہیں کہنا چاہیئے کہ اللہ اور فلان شخص نہ ہوتا، تو ایسا سہو جاتا،

لِكَافِيَّةِ الْمُسَاءِ

فِيهِ مَسَائِكَ

تَفْسِيرُ آيَةِ الْبَقَرَةِ فِي الْأَنْدَادِ
 أَنَّ الصَّحَابَةَ يُفَسِّرُونَ
 الْآيَةَ التَّاِزِلَةَ فِي الشِّرْكِ
 الْأَكْبَرِ أَنَّهَا تَعْرُقُ الْأَصْنَافَ
 أَنَّهُ الْحَلْفَ بِغَيْرِ اللَّهِ شِرْكٌ
 أَنَّهُ إِذَا حَلَفَ بِغَيْرِ اللَّهِ
 صَادِفَتْ فَهُوَ أَكْبَرُ مِنَ
 الْيَمِينِ الْفَمُوسِ -
 الْفَرْقُ بَيْنَ الْوَاوِ وَشُكَّ
 فِي الْلَّفْظِ -

الْأُولَى

الثَّانِيَةُ

الثَّالِثَةُ

الرَّابِعَةُ

الْخَامِسُ



لکھب الہیشید

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سورہ بقرہ کی آیت (۲۲) میں مذکور لفظ انداڑ کی تفسیر۔
 - ۲۔ صحابہؓ کرام صنو ان اللہ علیہم قرآن مجید کی تفسیر کرتے وقت شرکِ اکبر کے بائی میں نازل شدہ آیات کا شرکِ اصغر پہ بھی اطلاق کر دیا کرتے تھے۔
 - ۳۔ غیر اللہ کی قسم کھانا بھی شرک ہے۔
 - ۴۔ غیر اللہ کی سچی قسم کھانا بھی اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھانے سے زیادہ بُرا کام ہے۔

 - ۵۔ لفظ "واز" اور "ختم" کے استعمال سے معانی میں جو فرق پیدا ہوتا ہے، اس کو ملاحظہ کھانا ضروری ہے۔
-

لِكَبِرِ الْجُنُوبَ

بَابٌ

مَا حَاجَهُ فِيمَنْ لَمْ يَقْتَنِعْ بِالْحَلْفِ بِاللهِ

عَنْ ابْنِ عَمْرٍو ثُعْبَانَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحْلِفُ
 بِإِبَابَاتِكُمْ مَنْ حُلِّفَ لَهُ بِاللهِ فَلَيَصُدُّ
 وَمَنْ حُلِّفَ لَهُ بِاللهِ فَلَيَرْضَ . وَمَنْ
 لَمْ يَرْضَ فَلَيَسَّ مِنَ اللهِ

(رواہ ابن ماجہ بحسن)

فِيهِ مَسَائِكَ

أَنْتَهُ عَنِ الْحَلْفِ بِالْأَبَاءِ

الْأُولَى

أَلْأَمْرُ بِالْمَحْلُوفِ لَهُ بِاللهِ

الثَّانِيَةُ

أَنْ تَرْضَى

وَعِيدُ مَنْ لَمْ يَرْضَ

الثَّالِثَةُ



اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم پر قناعت نہ کرنے والے شخص کے بارے میں احکام

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اپنے باپ دادا کی قسم نہ کھاؤ۔ جو شخص اللہ کی قسم کھائے ہوئے چاہیے کہ سچ ہوئے اور جس شخص کے لیے اللہ کی قسم کھاتی جاتے۔ اس پر لازم ہے کہ راشی ہو جائے (اس کا لیقین کرے) اور جو راضی نہ ہوگا، اس سے اللہ راضی نہ ہوگا۔ اس حدیث کو ابن حجر الجیزی سندِ حسن سے روایت کیا ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ باپ دادا کی قسم کھانے کی ممانعت۔
 - ۲۔ جب اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہی جائے تو اس بات کو تسلیم کر لینے کا حکم۔
 - ۳۔ جو شخص اللہ کی قسم پر راضی نہ ہو (لیقین نہ کرے) اس کے لیے تنبیہ۔
-

بَايِّعٌ

قَوْلٌ مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ

عَنْ قَنِيلَةَ رَأَشْعَنَا أَنَّ يَهُودِيًّا أَنَّ النَّبِيَّ

فَقَالَ

إِنَّكُمْ تُشْرِكُونَ : تَقُولُونَ :
مَا شَاءَ اللَّهُ وَ شِئْتَ . وَ تَقُولُونَ
وَ الْكَعْبَةِ

فَأَمَرَهُمُ النَّبِيُّ إِذَا أَرَادُوا أَنْ
يَخْلِفُوا أَنَّ يَقُولُوا، وَ رَبُّ الْكَعْبَةِ
وَ أَنَّ يَقُولُوا : مَا شَاءَ اللَّهُ شُعْرَ
شِئْتَ - (روايه الشافعي وصحبه)

وَ لَهُ ابْنًا عَنْ أَبِيهِ عَبَّاسِ رَأَشْعَنَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ
مَا شَاءَ اللَّهُ وَ شِئْتَ - فَقَالَ أَجَعَلْتَنِي
لِلَّهِ بِنًّا ؛ مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ -

وَ لَابْنِ ماجةَ عَنْ الطَّفِيلِ أخِي عائشةَ رَأَشْعَنَا لَاتِمَهَا قَالَ : رَأَيْتُ
فِيمَا يَرَى الشَّائِمُ كَائِنًا أَتَيْتُ عَلَى
نَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَتَلَمَّ : إِنَّكُمْ لَا تَنْهُمْ

مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ (جو اللہ اور آپ نے چاہا) کرنے کے بیان میں

حضرت قید رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ساضربرا اور اس نے کہ، تم لوگ (مسماں) شرک کے مرنگ ہوتے ہو کیونکہ تم کہتے ہو، جو اللہ نے اور آپ نے چاہا اور تم لوگ کہتے کی قسم کھاتے ہو اور کہتے ہو، والکعبہ پنا پنچ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ جب وہ قسم کھاتا چاہیں تو نورتِ الکعبہ رہ کعبہ کی قسم کھائیں اور اسی طرح مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ کی بجاۓ ما شَاءَ اللَّهُ شَاءَ مَا شِئْتَ کہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کی مشیت مقدم ہے اور بندے کی مشیت اس کے تابع ہے)، اس روایت کو امام نسائی نے بیان کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

نیز نسائی میں ہی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مناطب ہو کر کہا، مَا شَاءَ اللَّهُ وَشِئْتَ جو اللہ نے اور آپ نے چاہا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک بنادیا ہے؟ صرف ما شَاءَ اللَّهُ کا کرو۔ مشیت میں اس کا کوئی شریک نہیں۔

امام ابن حجر نے حضرت مائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ماں جاتے بھائی حضرت طفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے خاوب میں دیکھا، گویا میں یہودیوں کی ایک جماعت سے کہہ رہا ہوں کہ تم لوگ بہت

الْقَوْمُ لَوْ لَا أَنْتُمْ تَقُولُونَ عَزِيزٌ
ابْنُ اللَّهِ - قَاتَلُوا وَإِنَّكُمْ لَا نَتَّمُ
الْقَوْمُ لَوْ لَا أَنْتُمْ تَقُولُونَ مَا شَاءَ
اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ

ثُمَّ مَرَزَتُ بِنَفْرٍ مِنَ النَّصَارَى
فَقُلْتُ إِنَّكُمْ لَا نَتَّمُ الْقَوْمُ لَوْ لَا
أَنْتُمْ تَقُولُونَ السَّيْفُ ابْنُ اللَّهِ
قَاتَلُوا وَإِنَّكُمْ لَا نَتَّمُ الْقَوْمُ لَوْ لَا
أَنْتُمْ تَقُولُونَ - مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ
مُحَمَّدٌ . فَلَمَّا أَصْبَحْتُ أَخْبَرْتُ بِهَا مَنْ
أَخْبَرْتُ ثُمَّ أَتَيْتُ الشَّيْئَ شَيْئَ عَلَيْهِ
فَأَخْبَرْتُهُ قَالَ هَلْ أَخْبَرْتَ بِهَا
أَحَدًا ؟ فَلَمْ تُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَحِمَدَ
اللَّهَ وَأَشْفَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ
أَمَا بَعْدَ : فَإِنَّ طَفِيلًا رَأَى رُؤْبِيَا
أَخْبَرَ بِهَا مَنْ أَخْبَرَ مِنْكُمْ وَإِنَّكُمْ
قُلْتُمْ كَلِمَةً كَانَ يَمْسَعُنِي كَذَا

لکھنؤ کتابخانہ

اچھے ہوتے، اگر تم حضرت عزیز علیہ السلام کو ابن اللہ نہ کہتے؟ اس پر انہوں نے کہا، تم مسلمان، بھی بہت اچھے ہوتے اگر تم مَاشَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ رَبِّ الْعَالَمِينَ اور محمد نے چالہنہ کہا کرتے۔ اس کے بعد میں خواب میں ہی، فصارتی کی ایک جماعت سے ملتا ہوں اور ان سے کتا ہوں؛ تم لوگ بہت اچھے ہوتے اگر تم حضرت مسیح علیہ السلام کو ابن اللہ نہ کہتے؟ اس پر انہوں نے بھی یہی کہا کہ تم لوگ بھی بہت اچھے ہوتے اگر مَاشَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ نہ کہا کرتے؛ مسح کے وقت یہ خواب میں نے کچھ لوگوں کو سُنایا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر آپ سے بیان کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ تم نے یہ ہاتیں کسی اور سے بھی بیان کی ہیں؟ میں نے اثبات میں جواب دیا۔

چنانچہ آپ نے (منبر پر کھڑے ہو کر)، پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و شناور بیان کی، پھر فرمایا، اما بعد، اطہفی[ؑ] نے ایک خواب دیکھا ہے، جو تم میں سے کچھ لوگوں کے سامنے بھی انہوں نے بیان کیا ہے۔ یقیناً تم ریسی بات کہتے تھے جو مجھے ناپسند تھی، لیکن بعض وجوہات کی بناء پر میں تم کو اس بات کے کہنے سے منع نہ کر سکا لیکن

لِكَلْمَبِ الْجَنِّيَّةِ

وَكَذَا أَنْ: أَنَّهَا كُمْ عَنْهَا فَنَلَأْ
تَقُولُوا : مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ
وَلَكِنْ قُولُوا: مَا شَاءَ اللَّهُ وَحْدَهُ.

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: مَغْرِفَةُ الْيَهُودِ بِالشَّرْكِ الْأَصْغَرِ

الثانية: فَهُمُ الْإِنْسَانُ إِذَا كَانَ لَهُ

هَوَى

الثالث: قَوْلُهُ أَجَعَلْتَنِي اللَّهُ بِنِدًا.

فَنَكِيفَ بِسَنْ قَالَ هـ

مَالِ مَنْ أَلْوَذْ بِهِ سِوالٌ

وَالْبَيْتَيْنِ بَعْدَهـ .

الرابعة: أَنَّهَا لَيْسَ مِنَ الشَّرْكِ

الْأَكْبَرِ لِقَوْلِهِ: "يَمْنَعُنِي كَذَا
وَكَذَا".

الخامسة: أَنَّ الرُّؤْيَا الصَّالِحةَ مِنْ

أَقْسَامِ النَّوْحِـ .

السادسة: أَنَّهَا قَدْ تَكُونُ سَبِيلًا لِشَرْعِ

بَعْضِ الْأَحْكَامِـ .

اب میں تمیں حکم دیتا ہوں : مَا شَاءَ اللَّهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ ذَكَرُهُ كَوْ بِلْكَ صَرْفُ
مَا شَاءَ اللَّهُ وَخَدَّهُ كَبَرُهُ .

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہود بھی شرکِ اصغر سے واقع تھے
- ۲۔ یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خواہشاتِ نفسانی (سے گمراہ ہونے) کے باوجود انسان صحیح بات سمجھ سکتا ہے۔
- ۳۔ آپ کا ارشاد اجھلتنی اللہ یندا کی تمنے مجھے اللہ کا شرک بنادیا قابل غور بات ہے (اتمنی سی بات کہنے پر شایر شرک پیدا ہو جاتا ہے) تو پھر جو لوگ ،
 يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَا لِي مَنْ أَكُوْدَهُ
 سِوَالِي عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَيْمَ
- وغیرہ قسم کے شعر کہتے ہیں، جن میں آپ سے مناطب ہو کر کہا گیا ہے کہ ”اے مخوق میں سب سے زیادہ کرم فرمانے والے“ یہی سے یہے آپ کے سوا حادثاتِ زمانہ سے نپھنکے کے لیے کوئی اور پناہ نہیں ہے۔ ”ان لوگوں کے بارے میں کیا کہا جاتے؟“ (یعنی کیا اس حدیث کی روشنی میں یہ بھی شرکِ اصغر میں داخل ہے؟)
- ۴۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کہنا شرکِ اکبر نہیں ہے، کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ بعض دحومات کی بتا پر میں تم کو ایسا کرنے سے منع نہ کر سکا۔ اگر یہ شرکِ اکبر ہوتا تو کوئی پیروز آپ کو منع فرمانے سے نہ رکھ سکتی۔
- ۵۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اور سچے خواب و حی کی ایک قسم ہیں۔
- ۶۔ یہ کہ خواب بھی بسا اوقات بعض احکامِ شرع کے اجر کا سبب بنتا ہے
 (مشلاً اذان وغیرہ)

لِكَلْمَبِ الْمُهَبِّ

بَابٌ

مِنْ سَبَّ الدَّهْرَ فَقَدْ أَذَى اللَّهَ

وَتَوَلَّ اللَّهَ تَعَالَى وَقَاتَلُوا مَا هِيَ إِلَّا حَيَاً ثُمَّ
الْدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَا
إِلَّا الدَّهْرُ وَمَا لَهُمْ بِذَلِكَ مِنْ
عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يَظْلَمُونَ (الباثة: ٢٤)
وَفِي التَّصْبِيحِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ
قَالَ فَتَالَ اللَّهُ تَعَالَى يُؤْذِيَنِي ابْنُ آدَمَ
يَسُبُّ الدَّهْرَ وَأَنَا الدَّهْرُ أُفْلِبُ
اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ -

وَفِي رَوَايَةَ: لَا يَسُبُّوا الدَّهْرَ فَإِنَّ اللَّهَ
هُوَ الدَّهْرُ

فِيهِ مُسَائِلٌ

الاول: أَللَّهُمَّ أَنْتَ أَنْتَ عَنْ سَبِّ الدَّهْرِ

الثانية: لَسْمِيَّتُهُ أَذَى اللَّهَ -

الثالث: أَلَّا تَأْمُلُ فِي قَوْلِهِ "فَإِنَّ اللَّهَ
هُوَ الدَّهْرُ" -

الرابعة: أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ سَابِباً وَلَوْ
لَمْ يَقْصِدْهُ بِقَلْبِهِ -

زمانے کو گالی دینا اللہ تعالیٰ

کو ایذا پہنچانے کے متراوٹ ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اور کہتے ہیں کہ ہماری زندگی تو صرف دنیا ہی کی زندگی ہے کہ یہی مرتے اور جیتے ہیں اور ہمیں تو زمانہ مار دیتا ہے اور ان کو اس کا کچھ علم نہیں، صرف گُران سے کام لیتے ہیں۔“

صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ است روایت ہے کہ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے این آدم مجھے ایذا پہنچانا ہے، اس طرح کہ وہ زمانہ کو گالی دیتا ہے، حالانکہ زمانہ میں خود ہوں۔ میں ہی دن اور رات بدل کر لاتا ہوں۔“

ایک روایت میں ہے کہ زمانے کو بڑا کہو، کیونکہ اللہ ہی زمانہ ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ زمانے کو بڑا کہنے اور گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔
- ۲۔ زمانے کو گالی دینا گویا اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانا ہے۔
- ۳۔ إِنَّ اللَّهَ مُوَالَدَّ مُرُّ (الشیعی: زمانہ ہے) کے الفاظ قابل غور ہیں۔
- ۴۔ بسا اوقات انسان کی نیت اور ارادہ گان دینے کا نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود وہ گالی دے رہا ہوتا ہے۔

لِكُلِّ الْكِتَابِ

بِابٌ

الْتَّسَمَّى بِقَاضِي الْقُضَاءِ وَنَحْوِهِ

وَفِي الصَّحِيفَةِ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ

قَالَ : "إِنَّ أَخْنَعَ إِسْمَاعِيلَ عِنْدَ اللَّهِ رَجُلٌ سَكَنَى - مَلِكُ الْأَمْلَاكِ لَا مَالِكٌ إِلَّا لَهُ" - قَالَ سُفِيَّانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ : "مِثْلُ شَامَانِ شَاهٍ" - وَفِي رَوَايَةٍ : أَغْيَطُ رَجُلٍ عَلَى اللَّهِ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَ أَخْبَثُهُ -

فَهُوَ أَخْنَعُ - يَعْنِي أَوْضَعُ -

فِيهِ مَسَائِلٌ

الْأَوْلَى : الْتَّسَمَّى عَنِ النَّبِيِّ بِسَلَامٍ عَلَى الْأَمْلَاكِ -

الثَّانِيَةُ : أَنَّ مَا فِي مَعْنَاهُ مِثْلُهُ كَمَا قَالَ سُفِيَّانُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

الثَّالِثَةُ : الْشَّفَطُونُ لِلتَّغْلِيقِ فِي هَذَا وَنَحْوِهِ مَعَ الْقَطْعِ بِأَنَّ

الْقَلْبَ لَمْ يَقْصِدْ مَعْنَاهُ -

الرَّابِعَةُ : الْشَّفَطُونُ أَنَّ هَذَا لِأَجْلِ اللَّهِ تَعَالَى سُبْحَانَهُ -

قاضی القضاۃ اور اسی طرح کے دوسرے القاب اختیار کرنے کے بارے میں حکما

صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ذلیل نام اس شخص کا ہے جو خود کو ملک اللاملاک کہلاتا ہے۔ مالک اللہ کے سوا کوئی اور نہیں ہے۔ سفیان بن عیینہؓ کہتے ہیں کہ ملک اللاملاک اور شاہنشاہ ہم معنی ہیں۔ ایک دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں: اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے ناپسندیدہ اور ضمیث شخص وہ ہے جو ملک اللاملاک وغیرہ الفتاب اختیار کرے۔ «خنعت» کے معنی بیش بہت بھی ذلیل و حیران

اس باب میں مندرجہ ذلیل مسائل ہیں

- ۱۔ ملک اللاملاک کا لقب اختیار کرنے کی مانع ت
- ۲۔ جو لفظ ان معانی میں استعمال ہوتا ہو، اس کا سبھی بھی حکم ہے، جیسے حضرت سفیان نے وضاحت کی ہے۔
- ۳۔ اس شدید ممانعت کو سمجھنے کی ضرورت ہے جو اس قسم کے الفاظ والتاب اختیار کرنے کے سلسلے میں کی گئی ہے۔ ایسے الفاظ استعمال کرنے والے کا مطلب مقصد غواہ وہ نہ ہو جو ان الفاظ کے معانی میں پایا جاتا ہے۔ اس کے باوجود ان کے استعمال سے بہ شدت منع کیا گیا ہے۔
- ۴۔ اس بات کو بھی سمجھنا ضروری ہے کہ یہ شدت اللہ تعالیٰ کے عمل کے عکس و عمال کے پیش نظر اختیار کی گئی ہے۔

كتاب الله

باب

احترام أسماء الله تعالى وتغيير الأسم

لأجل ذلك

عن أبي شريح رضي الله عنه أنَّه كَانَ يُكَثِّي أَبَا الْحَكَمَ فَقَالَ لَهُ التَّبَّاعُ رضي الله عنه إِنَّ
اللهَ هُوَ الْحَكَمُ وَإِلَيْهِ الْحُكْمُ -
فَقَالَ إِنَّ قَوْمِي إِذَا اخْتَلَفُوا
فِي شَيْءٍ أَتَوْنِي فَحَكَمْتُ بَيْنَهُمْ
فَرَضَيْتُ كُلَّهُمَا فِيْنِ - فَقَالَ
مَا أَحْسَنَ هَذَا -

فَسَالَكَ مِنَ الْوَلَدِ ؛ فَقَالَ شُرَيْحٌ وَمُسْلِمٌ
وَعَبْدُ اللهِ : قَالَ فَمَنْ أَكْبَرُهُمْ ؟
فَلَمْتُ شُرَيْحًا . قَالَ فَأَنْتَ أَبُو شُرَيْحٍ

فيهم مسائل

احترام أسماء الله وصفاته
ولو لم يقصد مفناه -

الأولى

تغيير الأسم لأجل ذلك -

الثانية

إختيار أكبر الأبناء لكتيبة

الثالثة

لکھن
لکھن

بائیں

باری تعالیٰ کے ناموں کے احترام کی بنا پر کسی نام نا سبب کو تبدیل کرنے کا بیان

حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی کنیت (زمانہ باہیت میں)
ابوالحکم عجی، چنانچہ (اس کنیت کو نامناسب خیال فرماتے ہوئے) آئی حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ان سے اشاد فرمایا: "حکم صرف اللہ تعالیٰ ہے اور حکم اُسی کو زیب دیتا
ہے۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ نے وضاحت کی یا رسول اللہ میری قوم میں جب
کسی بات پر اختلاف ہو جاتا تھا تو وہ میرے پاس اگر فیصلہ کرتے تھے اور میں جو
فیصلہ کر دیتا (اس پر دونوں فرقی راضی ہو جائی کرتے تھے لای یہ میری کنیت ابو الحکم
ہو گئی) یہ من کر آپ نے فرمایا کیسی اچھی بات ہے: پھر فرمایا، تمہاری اولاد کیا ہے؟
میں نے عرض کیا، شریح مسلم اور مجدد اللہ آپ نے دریافت فرمایا، بڑا کون ہے؟
میں نے عرض کیا، شریح آپ نے فرمایا، تو پھر تمہاری کنیت ابو شریح ہے۔
(اس حدیث کو ابو داؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱- اللہ تعالیٰ کے اسماء و صفاتِ حسنہ کا احترام کرنا ضروری ہے (اور ان کا کسی دوسرے
کے لیے استعمال کرنا ناجائز ہے) اگرچہ استعمال کرتے وقت اس کے معنی میں مراد نہ یہ ہائیں۔
- ۲- اگر کسی کے نام میں کوئی ایسی بات بائی جائے، جس سے اسماء و صفاتِ
باری تعالیٰ کے احترام میں فرق پڑتا ہو، تو اس کو بدیل دینا چاہیے۔
- ۳- کنیت اختیار کرتے وقت بڑے بیٹے کے نام پر رکھنی چاہیئے۔

بَابُ

مَنْ هَرَلَ لِشَيْءٍ فِيهِ ذِكْرُ اللَّهِ أَوِ الْقُرْآنِ

أَوِ الرَّسُولِ

وَ لَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُونَ
إِنَّمَا كُنَّا نَخْوَضُ وَ نَلْعَبُ
فَتُلْ أَبِاللَّهِ وَ أَبْيَهُ وَ رَسُولِهِ كُنَّنَا
نَسْتَهْزِئُونَ (التوبه : ٦٥)

عن ابن عمر و محمد بن كعب و زيد بن اسلم و قتادة يعنيهم دخل حديث بعضهم في بعض أباه فقال رجلا في غرفة تبول ما رأينا مثل قرائنا هؤلاء أرغبه بطردنا ولا أكذب السنّا ولا أحجز عنده البقاء .

يعني رسول الله ﷺ وأصحابه القراء فقال له عوف بن مالك كذبت و لكذاك منافق لأخرين رسول الله ﷺ فذهب عوف إلى رسول الله ﷺ ليغفر له فوجده القراء قد سبقة .

بچوں کسی ایسی بات کا مذاق اڑاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ رسول اور قرآن مجید کا ذکر ہو

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”اگران سے پوچھو، تم کیا باتیں کر رہے ہیں تو جھٹ کہہ دیں گے کہ ہم تو ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے ہیں۔ ان سے کہو کیا تھا ری ہنسی؟ دل لگی اللہ اس کی آیا اور رسولؐ ہی کے ساتھ تھی۔“

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ، محمد بن کعب، زید بن اسلم اور فتاویٰ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے (ان سب کی روایات ایک دوسرے سے مل جل گئی ہیں) خودہ بیوک کے موقع پر ایک شخص نے یہ بات کہی: ہم نے اپنے ان قاریوں (علماء) سے زیادہ پیش کا پیچاری، زبان کا جھوٹا اور میدان جنگ میں بزدل کسی کو نہیں پایا؛ دراصل کہنے والے کی مراد اس بات سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل علم صحابہؓ کی طرف اشارہ کرنا تھا۔ یہ بات سن کر حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ تو جھوٹا، بلکہ منافق ہے۔ میں ابھی تیری اس بیوودہ بات سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت عوف بن مالک صلی اللہ علیہ آں حضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے تاکہ آپ کو اس بات سے مطلع کریں ایک انہوں نے دیکھا کہ ان کے پہنچنے سے پہلے ہی قرآن کریمؓ کی آیات نازل ہو چکیں

فَجَاءَ ذَلِكَ الرَّجُلُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ
وَقَدْ ارْتَحَلَ وَرَكِبَ نَاقَةً . فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّمَا كُنَّا نَحْوُنَّ
وَنَسْعَدَتْ حَدِيثُ الرَّكْبِ نَقْطَعُ
بِهِ عَنَّا الطَّرِيقَ .

قال ابن عمر رضي الله عنهما حَانَتِي أَنْظُرْ إِلَيْهِ مُتَعَلِّقاً
بِسَعَةِ نَاقَةٍ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَنَّ
الْجِعَارَةَ تَنْكُبُ بِرْجَلِيْهِ وَهُوَ يَقُولُ
إِنَّمَا كُنَّا نَحْوُنَّ وَنَلْعَبُ .

فَيَقُولُ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ (أَبَا اللَّهِ
وَأَيْتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ سَاهِرُونَ)
لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ
مَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ وَمَا يَزِيدُهُ عَلَيْهِ .



حقیقی۔ اسی وقت وہ منافق بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ اس وقت بپنی اونٹنی پر سوار ہو کر وادہ ہرچکے تھے اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپس میں مذاق کر رہے تھے اور سوروں کی سی باتیں کر کے راستے کی تکالیف سے توجہ ہنانے کے لیے دل بہلا رہے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں اس وقت بھی تصور میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کجاوے کی رستی پڑھ رہے آپ کے ساتھ ساتھ چلا جا رہا ہے اور راستہ کے پھر اس کے پاؤں سے نکلا رہے ہیں اور وہ کبہ رہا ہے کہ ہم مذاق کر رہے تھے اور دل بہلا رہے تھے اور آپ جواب میں فرماتے ہیں، أَيَا اللَّهُ وَآيْتَهُ وَرَسُولُهُ لَكُلُّمُ تَسْتَهِزُهُ دُونَ لَا تَعْسِدُوْا أَقْذَدَ كَفَّرَ شَدَّ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ ذُكْرٌ كِيَامَةِ الْحُسْنَى اور دل گلی اللہ اور اس کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ تھی؟ اب عذرات نہ تاشوتم نے ایمان لانے کے بعد کفر کیا ہے۔) آپ نہ تو اس کی طرف توجہ دیتے ہیں اور نہ اس سے زیادہ کچھ اور فرماتے ہیں۔



كتاب الله

في مسائل

وَهِيَ الْعَظِيمَةُ، أَنَّ مَنْ هَنَّ
بِهَذَا، أَنَّهُ كَافِرٌ .

الاولى: أَنَّ هَذَا تَقْسِيرُ الْأَيَّةِ فِيمَنْ

فَعَلَ ذَلِكَ كَائِنًا مَنْ كَانَ

الثانية: أَنَّ الفَرْقَ بَيْنَ النَّصِيحةِ وَ بَيْنَ

الثالثة: النَّصِيحةُ لِلَّهِ وَ لِرَسُولِهِ -

الرابعة: أَنَّ الفَرْقَ بَيْنَ الْعَفْوِ الَّذِي

يُحِبُّهُ اللَّهُ وَ بَيْنَ الْغِلْظَةِ

على أَعْدَاءِ اللَّهِ -

الخامسة: أَنَّ مَنْ الْإِعْتِذَارَ مَا لَا يَنْبَغِي

أَنْ يُقْبَلَ -



لکھنور کتابخانہ

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سب سے اہم اور عظیم مسئلہ اس میں ہے کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام کی شان میں کسی قسم کے استہزا لایا تھا تو کام مرکب ہو، وہ کافر ہے۔
- ۲۔ سورہ توبہ کی مذکورہ باللایت کی تفسیر یہ ہے کہ یہ آیت اس شخص کے بائی میں نازل ہوئی تھی جس نے ان محترم ہستیوں کے بارے میں ایسی باتیں کہی تھیں بچا پہنچا پہنچا۔
- ۳۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ چغلی کھانے میں اور ارشاد تعالیٰ اور اسنخت صلی اللہ علیہ وسلم کی خیر خواہی چاہئے میں فرق ہے

- ۴۔ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ حنفی جسے اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے اور چیز ہے جبکہ اللہ کے دشمنوں کے ساتھ سخت روئی اختیار کرنا ضروری ہے۔

- ۵۔ بعض فدرالیسے بھی ہوتے ہیں جنہیں قبول نہیں کرنا چاہیے۔



باب

وَلِمَنْ أَذْفَنَهُ رَحْمَةً مِنْ
مِنْ بَعْدِ حَسَرَاءَ مَسَنَةَ لَيَقُولَنَّ
مَذَا لَيْنَ لَوْ مَا أَظْلَنَّ السَّاعَةَ
قَائِمَةً وَلَيْنَ رَجَعْتُ إِلَى رَيْنَ
إِنَّ لَيْنَ عِنْدَهُ لِلْحُسْنَىٰ فَلَنْتَيْنَ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَلِمْوَانَ وَلَنْدِيْقَهُمْ
مِنْ عَذَابِ غَلِيْظِ ○ (فصلت - ۵۰)

قال مجاهد رضي الله عنه: "مَذَا يَعْمَلُونَ وَأَنَا
مُحْكُوفٌ بِهِ" .

وقال ابن عباس رضي الله عنهما: "يُؤْيِدُ مِنْ عِنْدِيْنِي"
وقوله : "قَالَ إِنَّمَا أُوتِيْتُهُ عَلَى عِلْمٍ عِنْدِيْنِي" .

قال قتادة رضي الله عنه: "عَلَى عِلْمٍ مِنْ مِنْيِ
بِوْجُوهِ السَّكَابِ" .

وقال أخريده : "عَلَى عِلْمٍ مِنْ اللَّهِ دَائِيْ
لَهُ أَهْمَلٌ" .

قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کے بیان میں

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

”بُوْنَهِي سُنْت وَقْتُ گُرْبَانَے کے بعد ہم اسے اپنی رحمت کا مراپکھاتے ہیں، یہ کہتا ہے کہ میں اسی کا ستحق ہوں اور میں نہیں یہ سمجھتا کہ قیامت کبھی آئے گی، لیکن اگر میں واقعی اپنے رب کی طرف پلٹایا گی تو وہاں بھی منزے کروں گا، حالانکہ کفر کرنے والوں کو لا زماں ہم بتا کر رہیں گے کہ وہ کیا کر کے آئے ہیں اور انہیں ہم بڑے سنت عذاب کا مژہ پکھائیں گے۔“

حضرت مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ”هَذَا إِلَى“ سے مراد یہ ہے کہ ”وَهُوَ شَفَعَ“ کے پیال مجھے بری محنت اور کام کی بد ولت ملا ہے اور میں اس کا حق دار تھا۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کے مطابق اس کے معنی یہ ہیں کہ ”وَهُوَ كَمَّا يَرَى مَالَ مَيْرَا اپنائے ہے، میں نے خود کیا ہے۔“ اور حضرت قیادہ آیہ کریمہ قالَ إِنَّمَا أُوْتِيَتِهِ عَلَى عِلْمِ عِنْدِنِی (تصص: ۸۸) کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ وہ یہ سمجھتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ یہ مال مجھے میرے اس علم کی وجہ سے حاصل ہوا، جو کرانے کے بارے میں مجھے حاصل ہے۔“

اور بعض دوسرے مفسرین نے یہ ترجمہ کیا ہے کہ ”یہ مال مجھے اس لیے ملا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم میں تھا کہ میں اس کا اہل ہوں۔“

وَهَذَا مَعْنَى قُولٍ مُّجَاهِدٍ لِّلَّهِ : أُوتِينَتْهُ عَلَى
شَرَفٍ ۝

وَعَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۝ أَتَهُ سَمِعَ رَسُولَ
اللَّهِ ۝ يَقُولُ إِنَّ ثَلَاثَةَ مِنْ
بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ وَ أَفْرَعَ
وَ أَعْنَى ۝ - فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيهِمْ
فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلِكًا فَأَتَى الْأَبْرَصَ
فَقَالَ : فَأَيُّ شَيْءٍ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟
قَالَ لَوْنٌ حَسَنٌ وَ حِلْدَةٌ حَسَنٌ
وَ يَدْهَبُ عَنِ الْذِيْعِ فَدَقَدَرَنِي
الثَّاَسُ ۝ بِهِ ۝ - قَالَ : فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ
عَنْهُ قَدْرَةٌ فَأُعْطِيَ لَوْنًا حَسَنًا وَ حِلْدَةً
حَسَنًا ۝ .

قَالَ فَأَيُّ السَّالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟
قَالَ الْإِبْلِ أَوِ الْبَقَرَ - شَكَ إِسْحَاقَ
فَأُعْطِيَ نَاقَةً عُشْرَاءَ، وَ قَالَ بَارَكَ اللَّهُ
لَكَ فِيهَا ۝ - قَالَ فَأَقَرَّ الْأَفْتَرَاعَ
فَقَالَ : فَأَيُّ شَيْءٍ أَعَبُّ إِلَيْكَ ؟

لکھب لکھب

در اصل حضرت مجاہد رحمہ اللہ کے قول کامفہوم بھی ہی ہے کہ وہ نیخیال
کرتا ہے کہ یہ مال و دولت مجھے میرے شرف و فضل کی بناء پر حاصل ہوا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو ارشاد فرماتے سنا کہ بنی اسرائیل کے نبی اشخاص کو جن میں ایک کوڑھی، ایک گنبا
اور ایک نابینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آزمانا چاہا، چنانچہ ایک فرشتہ بھیجا۔ فرشتہ پر ہے
کوڑھی کے پاس آیا اور اس سے دریافت کیا کہ تجھے سب سے زیادہ کسیا بات
محبوب ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ خوبصورت رنگ اور بہترین جلد اور یہ کمیری
 موجودہ بیماری جس کی وجہ سے لوگ مجوس سے نفرت کرتے ہیں، دور ہو جائے، چنانچہ
 فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اُس کی مکروہ بیماری دوڑھو گئی اور اس سے خوبصورت
 جلد اور خوبصورت رنگ مل گیا۔ پھر فرشتے نے اس سے پوچھا کہ تجھے کون سامال
 پسند ہے؟ اُس نے جواب دیا اونٹ (یا گائے) راوی اسحاق رحمہ اللہ کو اس
 میں مبالغہ ہے کہ دونوں میں سے کوئی بھی اس نے طلب کی تھی، چنانچہ اُسے
 حاملہ اونٹیاں دے دی گئیں اور فرشتے نے کہا کہ اللہ اس میں برکت دے۔

پھر فرشتے کے پاس گیا اور اس سے سوال کیا کہ تجھے سب سے زیادہ کیا

قَالَ : شَفَرُ حَسَنٌ وَ يَذْهَبَ عَنِ
 الَّذِيْبَ قَدْ فَتَدَرَّفَ النَّاسُ بِهِ
 فَمَسَحَهُ فَذَهَبَ عَنْهُ وَ أُعْطِيَ شَعْرًا
 حَسَنًا . فَقَالَ أَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؟
 قَالَ الْبَقَرُ أَوِ الإِبْلِ . فَأُعْطِيَ بَقَرَةً
 حَامِلَةً قَالَ بَارِكْ اللَّهُ لَكَ فِيهَا .
 فَأَتَى الْأَعْنَى فَقَالَ : أَعْبُّ شَيْئًا أَحَبُّ
 إِلَيْكَ ؛ قَالَ أَنْ تَيْرَدَ اللَّهُ إِلَيَّ
 بَصَرِيْ فَأَبْصِرْ بِهِ النَّاسَ - فَمَسَحَهُ
 فَرَدَ اللَّهُ إِلَيْهِ بَصَرَةً .
 قَالَ فَأَيُّ الْمَالِ أَحَبُّ إِلَيْكَ ؛ قَالَ
 الْفَنَمَ . فَأُعْطِيَ شَاءَ وَالِدًا . فَانْتَجَ
 هَذَا وَ وُلِدَ هَذَا . فَكَانَ لِهَذَا
 وَادِيْ مِنَ الْإِبْلِ ، وَ لِهَذَا وَادِيْ
 مِنَ الْبَقَرِ وَ لِهَذَا وَادِيْ مِنَ
 الْفَنَمِ .
 قَالَ : ثُمَّ إِنَّهُ أَنْ أَبْرَضَ

لکھنی کتاب

بات پسند ہے؟ اُس نے جواب دیا سعدہ بال اور یہ میری یہ بیماری جس کی وجہ سے لوگ مجھتے کراہت کرتے ہیں، دور ہو جاتے، چنانچہ فرشتے نے ہاتھ پھیرا اور اُس کی بیماری دور ہو گئی۔ اور اُسے خوب صورت بال مل گئے

پھر اس سے سال کیا کہ مجھے کون ماں پسند ہے؟ اُس نے کہا گائے (یا اونٹ) چنانچہ اُسے حاملہ کائیں دے دی گئیں اور فرشتے نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان میں برکت دے۔

پھر فرشتہ اندھے کے پاس پہنچا اور اس سے بھی یعنیہ دہی سوالات کیے کہ مجھے سب سے زیادہ کیا پہنچ رمبوہ ہے؟ اُس نے کہا کہ اللہ میری آنکھیں کو ہاد جن سے میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا اور اللہ نے اسے بینا کر دیا۔ پھر فرشتے نے دریافت کیا کہ مجھے کون سامال پسند ہے؟ اُس نے کہا "بکریاں" چنانچہ اُسے حاملہ بکریاں دے دی گئیں اور فرشتے نے کہا اللہ اس میں برکت دے۔

پھر مدحت کے بعد ان سب اذنیوں، گایوں اور بکریوں کے اتنے پچھے بھئے کہ کوڑھی کے پاس اذنیوں کا میدان اور گنجے کے پاس گایوں کا گذر اور اندھے کے پاس بکریوں کا ریوڑ ہو گیا۔ پھر دہی فرشتہ اپنی پہلی شکل و صورت میں کوڑھی کے

فِي صُورَتِهِ وَ هَيْثَتِهِ فَقَالَ : رَجُلٌ
مِسْكِينٌ جُوْفَهُ قَدْ إِنْقَطَعَتْ بِي الْحِبَالُ
فِي سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغٌ لِيْ إِلَيْهِمْ
إِلَّا بِاللهِ ثُمَّ بِلَّاتَ - أَسْأَلُكَ بِالذِيْ
أَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ وَ الْحِلْمَةَ
الْحَسَنَ وَ الْمَالَ . بَعِيرًا أَتَبَلَّغُ بِهِ
فِي سَفَرِيْ -

فَقَالَ الْحَقُوقُ كَثِيرَةٌ . فَقَالَ
كَائِنٌ أَعْرِفُكَ . أَمْ تَكُونُ أَبْرَصَ
يَقْدِرُكَ النَّاسُ فَقِيرًا ، فَأَعْطَاكَ
اللهُ عَزَّ وَ جَلَّ الْمَالَ ؛ فَقَالَ : إِنَّمَا
وَرِثْتُ هَذَا الْمَالَ كَابِرًا عَنْ
كَابِرٍ . فَقَالَ - إِنْ كُنْتَ كَافِرًا
فَصَمِيرَكَ اللهُ إِلَى مَا كُنْتَ -
وَ أَنَّ الْأَقْرَعَ فِي صُورَتِهِ
فَقَالَ لَهُ مِثْلَ مَا قَالَ لِهِ هَذَا -
وَ رَدَّ عَلَيْهِ مَا رَدَّ عَلَيْهِ هَذَا -

لکھنؤ کتب خانہ

پاس آیا اور کہنے لگا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں اور تم مذراع منقطع ہو چکے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ میں اپنے گھر تک بھی اللہ اور تمہاری مدد کے بغیر نہیں پہنچ سکتا۔ میں تم سے اس ذات کے نام پر جس نے تمہیں عوامی صورت بلڈنگ روپ اور مال عطا فرمایا ہے سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایک اونٹ دو جس پر میں سفر کر کے اپنے گھر تک پہنچ سکوں۔

کوڑھی نے جواب دیا کہ میری ذمۃ داریاں اور اخراجات ہشت ہیں (راس یہے میں تمہیں کچھ نہیں دے سکتا) فرشتے نے کہا کہ غالباً میں تمہیں جانتا ہوں۔ کیا تم کوڑھی نہ تھے اور لوگ تم سے نفرت کیا کرتے تھے؟ اور تم غریب تھے، پھر اللہ نے تمہیں یہ مال عطا کیا اور تم اب میر ہو گئے ہو۔ اس نے کہا یہ مال تو مجھے نسلًا بعد نسل و راثت میں ملا ہے۔ فرشتے نے کہا اگر تم جھوٹ بول رہے ہو تو اللہ تمہیں پہلے بیساکر دے۔

اس کے بعد فرشتے اپنی پہلی شکل و صورت میں گئے کہ پاس گیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا چکا جو کوڑھی سے کہا تھا اور اس نے بھی وہی جواب دیا جو کوڑھی نے

فَقَالَ : إِنْ كُنْتَ حَادِبًا فَمَيِّرْكَ
اللَّهُ إِلَى مَا كُنْتَ .

قَالَ : وَ أَنِي الْأَعْنَى فِي صُورَتِهِ

فَقَالَ : رَجُلٌ مِسْكِينٌ وَ ابْنُ سَبِيلٍ
فَدِ الْقَطَعَتْ بِهِ الْعِبَالُ فِي
سَفَرِيْ فَلَا بَلَاغَ لِيَ الْيَوْمَ
إِلَّا بِاللَّهِ ثُمَّ بِكَ . أَسْأَلُكَ بِالَّذِي
رَأَةَ عَلَيْكَ بَصَرَكَ ، شَاهَ أَتَبَلَّغُ بِهَا
فِي سَفَرِيْ .

فَقَالَ : قَدْ كُنْتُ أَعْنَى فَرَأَهُ
اللَّهُ إِلَيَّ بَصَرِيْ .

فَخُذْ مَا شِئْتَ وَ دَعْ مَا
شِئْتَ . فَوَاللَّهِ لَا أَجْهَدُكَ الْيَوْمَ
بِشَيْءٍ أَخَذْتَهُ اللَّهُ .

فَقَالَ : أَمْسِكْ مَا لَكَ فَإِنَّمَا
أُبْتَلِيْتُمْ فَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنْكَ وَ سَخَطَ
عَلَى صَاحِبِيْكَ . (انجها)

لکھن لکھن

دیا تھا۔ چنانچہ اُسے بھی فرشتے نے بدُ عادی کا گر تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے پہنچے جیسا کر دے۔

پھر فرشتہ اپنی پہلی شکل و صورت میں انہوں کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ میں ایک سکین اور مسافر ہوں۔ میرا زادراہ ختم ہو گیا ہے اور آج مجھے گھوپنچے کے لیے اللہ کی اور تیری مدد کے سوا کوئی ذریعہ نظر نہیں آتا۔ میں تجھے اس ذات کے نام پر جس نے تجھے تیری بینائی دوئی ہے، سوال کرتا ہوں کہ مجھے ایک بکری دے جس کے سہارے میں اپنا سفر طکر سکوں۔

انہوں نے کہا کہ میں نا بینا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی عطا فرمائی۔ اس کے شکرانے میں میرے مال میں سے جو تیراب جی چاہے لے لے اور جو چاہے چھوڑے میں آج تجھے کسی چیز سے نہیں روکوں گا۔

فرشتہ نے کہا یہ تو صرف امتحان تھا، تمہارا مال تمہیں مبارک ہو۔ اس امتحان کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ تم پر خوش ہے اور تمہارے دونوں ساتھیوں سے نارانش ہو گیا ہے۔ (یہ روایت بخاری اور مسلم دونوں میں ہے)

فِي مَسَائِلَ

الاول: تفسير الآية

الثانية مَا مَعْنَى : " لِيَقُولَنَّ هَذَا لِي " .

الثالث مَا مَعْنَى قَوْلِهِ : إِنَّمَا أُوتِنَّاهُ عَلَى

علم عندی

الرابع: مَا في هذه القصة العجيبة من العبر العظيمة.

لکھن لکھن بہر

اس باب میں مندرجہ ذیل سائل میں

- ۱- سورہ حم اسجدہ کی آیت کی تفسیر:-
- ۲- نَيْقُولَقَ هَذَا لِی کے معنی کی وضاحت۔
- ۳- آیت کریمہ ائمماً اور تینستہ عالی علم عیندی کے مفہوم پر تفصیلی بحث۔
- ۴- بنی اسرائیل کے تین افراد کے عجیب و غریب قصہ میں بہت بڑی عترت و تفسیرت ہے۔

لِكِبْلَةِ الْمُهْرَبِ

بَابُ

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى فَلَمَّا أَتَاهُمَا صَالِحًا
جَعَلَ اللَّهُ شُرِكَّاً فِيمَا أَتَاهُمَا فَتَعَالَى
اللَّهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ

قال ابن حمـد رضـيـه : إِنَّفَقُوا عَلـى تَخْرِيفـِ
 كُلـِّ إِسـمٍ مُـبَدـِّلـِ لِنَفـِيرـِ اللـهـِ -
 كَعَبـِ عَمـِرـِ وـ ، وـعَبـِدـِ الـكـعـبـةـ ، وـمـا
 أَشـبـهـ ذـلـلـتـ حـاشـاـ عـبـدـ الـمـطـلـبـ " -
 وعن ابن عباس رضي الله عنهما في الآية : قال لـنا تـفـشـاـمـاـ
 أَدـمـ حـمـلتـ فـأـتـهـاـ إـبـيـسـ فـقـالـ :
 إـنـيـ صـاحـبـكـمـاـ الـذـيـ أـخـرـجـتـكـمـاـ
 مـنـ الـجـنـةـ لـتـعـيـنـيـ أـوـلـأـجـعـلـ
 لـهـ قـرـبـ إـبـلـ فـيـحـنـرـجـ مـنـ
 بـطـنـلـ فـيـشـقـةـ وـ لـأـفـعـلـ وـلـأـفـعـلـ
 يـخـوـفـهـمـاـ سـمـيـاـهـ عـبـدـ الـعـارـبـ فـأـبـيـاـ أـنـ
 يـطـيـعـاـهـ فـخـرـجـ مـيـتـاـ .
 ثـمـ حـمـلتـ فـأـتـهـمـاـ فـقـالـ مـثـلـ
 قـوـلـهـ فـأـبـيـاـ أـنـ يـطـيـعـاـهـ فـخـرـجـ مـيـتـاـ .

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

منہجہ ذیل آیہ کرمیہ کی تفسیر

ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

”جب اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک صحیح سالم پتہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش و عنایت میں دوسروں کو اس کا شریک بھٹکانے لگے۔ اللہ تعالیٰ بہت بلند و برتر ہے اُن مشرکاں باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔“

علامہ ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس امر پر مسلمانوں کا آتفاق ہے کہ ایسے نام رکھنا حرام ہے، جن میں غیر اللہ کی عبادت کا مفہوم پایا جاتا ہو، مثلًا عبد عمر پا عبد الکعبہ وغیرہ، سو اسے عبد المطلب کے جو اس نزد میں نہیں آتا کیونکہ اس میں ”عبد بمعنی“ غلام استعمال ہوا ہے)

ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ کی روایت کے مطابق آیہ مذکورہ بالا کے مسئلہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر منسوب ہے کہ ”لغشا“ کا فاعل حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور ”حاکم“ کی تفسیر سے حضرت خوا مراد ہیں۔ یعنی جب حضرت خوا حاملہ ہو گئیں تو ان کے پاس ابلیس آیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارا دینی دوست ہوں جس نے تمہیں جنت سے نکھلا یا تھا، چنانچہ اب بھی یا تو تم میری بات مانو، اور ہونے والے پتے کا نام عبد الحارث رکھو، ورنہ میں اس کے سر پر بارہ سنگے کے سینگ بنادوں گا اور یہ پیشہ سریکر پیدا ہو گا اور انہیں دھمکیاں دیتا، ہا کہ میں یہ کروں گا، وہ کروں گا وغیرہ، لیکن ان دونوں راتم وحواء نے اس کی بات مانسنتے انسکا کر دیا، پھر جب بچہ پیدا ہوا تو وہ مُرُوہ تھا۔

لہ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ حارث ابلیس کا نام تھا، جب وہ ملائکہ میں شامل تھا۔ (متراجع)

ثُمَّ حَمَلْتَ فَأَتَهُمَا فَذَكَرَ لَهُمَا
فَأَذْرَكَهُمَا حُبَّ الْوَلَدِ فَسَمِيَاهُ
عَبْدَ الْحَارِثِ فَذَلِكَ قَوْلُهُ : جَعَلَهُ
شُرَكَاءَ فِيمَا أَتَهُمَا ” (رواية ابن أبي حاتم)

ولبسند صحيح عن فضاعة عليه السلام قال : شُرَكَاءَ
في طَاعَتِهِ وَ لَمْ يَكُنْ فِي عِبَادَتِهِ
وله بسنده صحيح عن مجاهد في قوله : لَيْسَ
أَتَيْنَا صَالِحًا . قال : ” أَشْفَقَ أَنْ
لَا يَكُونَ إِنْسَانًا ”

وَ ذُكِرَ مَعْنَاهُ عَنِ الْحَسْنِ وَ سَعِيدِ
وَ غَيْرِهِمَا .



لکھب کلینکنڈر

اس کے بعد جب حضرت خواودبارہ حاملہ ہوتیں تو اب میں بچ رہا یا اور انہیں گزشتہ باتیں یاد لائے کر اپنی بات دوہرائی کر اب اس کا نام عبد الحارث رکھنا۔ اس مرتبہ پتہ کی محبت سے مجبور ہو کر انہوں نے پتے کا نام عبد الحارث رکھ دیا۔

ارشاد باری تعالیٰ، جَعَلَ اللَّهُ شَرْكَ آتَهُمَا فِيمَا أَتَاهُمَا كے یہی معنی ہی کہ انہوں نے عبد الحارث نام رکھ کر اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا ارتکاب کیا۔ لہ حضرت ابن الجائمؓ نے ہی حضرت قتادہؓ سے بسندر سعیج روایت کیا ہے کہ جعلالہ شرک آتے سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے شیطان کی بات مان کر شرک فی الاعلیٰ عَدَة کا ارتکاب کیا تھا۔ شرک فی العبادة کا نہیں۔

اسی طرح ابن الجائمؓ نے لَيْلَنْ آئیتَنَا صَاحِبَنَا کی تفسیر میں حضرت مجتبیؓ ہے تو پرنسپ سعیج یا یہی نہیں ہے جو اکہ بعیض جمارات پچھے انسان کی بجائے کسی اور سکل و سورت کا نہ پیدا ہو۔

حضرت حسن بصریؓ اور حضرت میمن بن جبیرؓ سے بھی اسی قسم کے اقوال منسوب ہیں۔

لہ یہاں یہ وناہت ضروری ہے کہ بہت سے علماء نے اس تفسیر سے اختلاف کیا ہے اکثر مفسروں کے نزدیک آئی مذکورہ میں حضرت آدم و خواکے بجا سے یہود و نصاریٰ کے دو اور مراد ہیں جو ایسا مل کرنے تھے۔

حضرت امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنی کتاب الملل والخلل میں بیان تک کہہ دیا ہے کہ جن لوگوں نے اس واقعہ کو حضرت آدم و خواکی طرف منسوب کیا ہے اور کہا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کا نام عبد الحارث رکھا تھا ان لوگوں میں نہ تو ریں کی سر جھووجھ بہت اور نہ بی شرم، جیسا کام جوہر بکوئی کہ اس قسم کی تمام دلایات خرافات کا پسندہ، موناخ اور حب و نہ، نہ تہوہ میں و نہ کی سند تغیر سعیج نہیں ہے سعیج بات یہ ہے کہ آئی مذکورہ مشکین کے بارے میں نازل ہوتی تھی۔ (متجم)

فِيهِ مَسَائِلٌ

تَحْرِيمُ كُلِّ إِسْمٍ مَعْبُدٍ

الاولى

لِغَيْرِ اللَّهِ
تَفْسِيرُ الْآيَةِ -

الثانية

إِنَّ هَذَا الشِّرْكَ فِي مُجَرَّدِ
سَمْيَةٍ لَمْ تُفْصَدْ حَقِيقَتَهَا -

الثالثة

إِنَّ هِبَةَ اللَّهِ لِلرَّجُلِ
الْمُنْتَ شَوِيْةٌ مِنَ النِّعَمِ -

الرابعة

ذَكْرُ السَّلْفِ الْفَرْقُ بَيْنَ
الشِّرْكِ فِي الطَّاعَةِ وَ الشِّرْكِ
فِي الْعِبَادَةِ -

الخامسة



اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱۔ ہر وہ نام رکھنا حرام ہے جس میں غیر اللہ کی بندگی کا شائستہ پایا جاتا ہو۔
 - ۲۔ سورۃ اعات کی آیت (۱۹۰) کی تفسیر:
 - ۳۔ یہ شرک بعض نام رکھنے کی حد تک تھا۔ حقیقی معنی یعنی حارث (شیطان) کا بندہ یا عبادت کرنے والا مرد نہ تھے۔
- ۴۔ اللہ تعالیٰ کا صبح و سالم اولاد عطا فرمانا، خواہ وہ لڑکی ہو یا لڑکا، اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔
- ۵۔ سنت صالحین بذک فی الطاعۃ اور شرک فی العبادۃ میں فرق یکتے تھے۔



بَابٌ

قُولُ اللَّهِ تَعَالَى وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ
الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا

فَوْلَهُ وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا
وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ -

ذكر ابن أبي حاتم عن ابن عباس رضي الله عنهما : يُلْحِدُونَ
في أسمائه : يُشْرِكُونَ . وَعَنْهُ
سَمُّوَا الَّلَّاتِ مِنَ الْإِلَهِ وَالْعَرْزِ
مِنَ الْعَزِيزِ - وعن الأعشى رضي الله عنه يُدْخِلُونَ
فِيهَا مَا لَيْسَ مِنْهَا .

فِي هِمْ مَسَائِكَ

- | | |
|---|---|
| <p>إثبات الأسماء</p> <p>كُونُهَا حُسْنَى</p> <p>الأمر بدعاهه بها</p> <p>ترك من عارضه من العاهلين الملحدين</p> <p>تفسير الْلَّهَمَد فِيهَا</p> <p>وعيده من الْلَّهَمَد</p> | <div style="border: 1px solid black; padding: 2px;">الاول</div> <div style="border: 1px solid black; padding: 2px;">الثانية</div> <div style="border: 1px solid black; padding: 2px;">الثالثة</div> <div style="border: 1px solid black; padding: 2px;">الرابعة</div> <div style="border: 1px solid black; padding: 2px;">الخامسة</div> <div style="border: 1px solid black; padding: 2px;">السادسة</div> |
|---|---|

مندرجہ ذیل آیہ کرمیہ کی تفسیر

اس ادباری تعالیٰ ہے :

”اللہ تعالیٰ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو، اور ان لوگوں کو چھوڑو، جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے سخت ہو جاتے ہیں۔“
 ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ”یُلْحَدُونَ“ کے معنی یہ ہیں کہ دشک کرتے ہیں۔ بنیز حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی مردی ہے کہ ”یُلْحَدُونَ“ کے معنی یہ ہیں کہ لفظ اللہ سے ”لات“ اور لفظ ”عَزِيز“ سے عزیزی بنا لیتے ہیں یہ ”یُلْحَدُونَ“ کے بارے میں حضرت عمسہؓ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ یہ لوگ اسماء باری تعالیٰ میں ایسے نام شامل کر دیتے ہیں جو درحقیقت اللہ تعالیٰ کے اسماء جسے نہیں ہیں۔ اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں۔

۱۔ اس بات کا ثبوت کہ جناب باری تعالیٰ کے نام ہیں۔

۲۔ جناب باری تعالیٰ کے تمام نام پاکیزہ ہیں۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کو اسماء جسے سے یاد کرنے اور ان کے ذریعہ دعا مانگنے کا حکم۔

۴۔ بابل اور مدد لوگ جو اسماء جسنسی کے سلسلے میں معارضہ کرتے ہیں ان سے تعلق نہ رکھنے کا حکم۔

۵۔ الحاد کے معنی کی وضاحت اور تفسیر:

۶۔ اسماء باری تعالیٰ میں الحاد کا مذکوب ہونے والے کے لیے وعید

لے یعنی لاد ایسا کی موت نہ ہے اور عربی ”عَوْيَزَ“ کی موت نہ ہے (ترجم)

كتاب الله

باب

لَا يُقَالُ السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ

دَفْنُ التَّصْحِيفِ عَنْ أَبْنَيْ مَعْرِفَةِ تَطْبِيقَةِ قَالَ : إِذَا كَثُرَ
مَعَ النَّبِيِّ تَطْبِيقَةً فِي الصَّلَاةِ قُلْنَا .
السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ مِنْ عِبَادِهِ السَّلَامُ
عَلَى هُنْدَانِ وَ هُنْدَانِ -

فَقَالَ النَّبِيُّ تَطْبِيقَةً لَا تَقُولُوا
السَّلَامُ عَلَى اللَّهِ فَإِنَّ اللَّهَ هُوَ
السَّلَامُ -

فيهم مسائل

- | |
|--|
| الاول:
تَفْسِيرُ السَّلَامِ -
الثانية:
أَنَّهَا تَحِيَّةٌ -
الثالثة:
أَنَّهَا لَا تَصْلُحُ لِللهِ -
الرابعة:
الْعِلْمُ فِي ذَلِكَ -
الم الخامسة:
تَعْلِيمُهُمُ التَّصْحِيفَ الَّتِي
تَصْلُحُ لِللهِ -
 |
|--|

السلام علی اللہ کہنے کی ممانعت کے بیان میں

سچی بخاری میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم شروع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز ادا کرتے وقت (التحیات میں) اس طرح کہا کرتے تھے: "اللہ تعالیٰ پر اس کے بندوں کی طرف سے سلام ہوا اور فلاں فلاں پر سلام ہوتا ہے۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ تو خود سلام ہے، اس لیے اسلام علی اللہ کہا کرو۔"

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

- ۱- لفظ اسلام کی تفسیر
- ۲- یہ کہ اسلام علیکم باہم ایک دوسرے کو زندہ اور سلامت رہنے کی دعا دینے کا کام ہے۔
- ۳- یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کے لیے مناسب نہیں ہے۔
- ۴- وہ علت بھی بتا دی گئی جس کی وجہ سے اسلام علی اللہ کہنا مناسب ہے۔
- ۵- اللہ تعالیٰ کے لیے جو صحیحہ مناسب ہے، اس کی تعلیم دی گئی۔

لِكَبِرِ الْجُنُوبَ

باب ٥٢

قَوْلُ اللَّهِمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ

فِي الصَّحِيفَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ : لَا يَقُولُ أَحَدٌ كُمْ .

أَللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ أَللَّهُمَّ
ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ .

لِيَعْزِمْ الْمَسَأَةَ فَإِنَّ اللَّهَ
لَا مُكَرَّهَ لَهُ .

وَلِيُسْلِمْ : وَ لِيُعَظِّمْ الرَّغْبَةَ فَإِنَّ اللَّهَ
لَا يَتَعَاظِمُ شَيْءٌ بِعُطَاءِ .

فِيهِ مُسَائِلٌ

- | |
|---|
| الاول:
أَنَّهُمْ عَنِ الإِسْتِشَاءِ فِي الدُّعَاءِ .

الثانية:
بَيَانُ الْعِلْمِ فِي ذَلِكَ .

الثالث:
قَوْلُهُ : لِيَعْزِمْ الْمَسَأَةَ .

الرابعة:
إِعْظَامُ الرَّغْبَةِ .

الخامس:
الْتَّعْلِيلُ لِهَذَا الْأَمْرِ . |
|---|

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي إِنْ شِئْتَ

(اے اللہ اگر تو چا ہے، تو مجھے بخش دے)

کہنے کے بیان میں

یحیی بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی کو اس طرح نہیں کہنا پا ہے: اے اللہ! اگر تو پا ہے تو میری مغفرت فراہدے یا اے اللہ! تو پا ہے تو مجھ پر حکم فرم۔ بلکہ دعماں نگتے وقت اللہ تعالیٰ سے عمر و اصرار سے طلب کرنا چا ہے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کو کوئی بجور نہیں کر سکتا۔ (اس سے جس طرح بھی مانگا جائے، دخواست ہی ہوگی اور دخواست پر زور ہونی چاہیے) اور مسلم کی روایت میں ہے کہ دعماں نگتے وقت خواہش کا پر بجوش طریقے اظہار کرنا چاہیے، اس لیے کہ اللہ ہری سے بڑی چیز عطا فرما سکتے ہے۔ اس کے لیے کوئی چیز بڑی نہیں ہے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

۱۔ دعاء میں اس طرح کا استثنا کہ اگر تو چا ہے، نہیں کرنا چا ہے۔

۲۔ اس کا سبب بھی بتا دیا گیا ہے۔

۳۔ مانگتے وقت اصرار کرنا اور زور دینا چاہیے۔

۴۔ اپنی خواہش اور رغبت کا پر زور اظہار کرنا چاہیے۔

۵۔ اس کی وجہ بھی بتا دی گئی کہ رغبت کے اظہار میں کیوں شذوذ ہونی چاہیے۔

لِكِتابِ الْحَقِيقَةِ

بَابُ

لَا يَقُولُ سَعْدِيٌّ وَأَمْتَىٰ

فِي الصَّحِيفَةِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُمَا أَنَّ رَبَّكُمْ أَطْعَمَ رَبَّكُمْ وَصِرَاطُ رَبِّكُمْ . وَ لِيَقُولُ سَيِّدِيٌّ وَ مَوْلَايَ .

وَ لَا يَقُولُ أَحَدُكُمْ : عَبْدِيٌّ وَأَمْتَىٰ . وَ لِيَقُولُ : فَتَايٌ وَ فَتَاتِيٌّ وَ غُلَامِيٌّ .

فِيهِمْ سَائِلَةٌ

الاول: أَلَّا تَهُنُّ عَنْ قَوْلٍ : عَبْدِيٌّ وَأَمْتَىٰ .

الثاني: لَا يَقُولُ الْعَبْدُ : رَبِّيٌّ وَلَا يُتَالُ لَهُ : أَطْعَمَ رَبَّكُمْ .

الثالث: تَعْلِيمُ الْأَوَّلِ قَوْلٌ : فَتَائِيٌّ وَ فَتَاتِيٌّ وَ غُلَامِيٌّ .

الرابع: تَعْلِيمُ الثَّانِيٍّ قَوْلٌ : سَيِّدِيٌّ وَ مَوْلَايَ .

الخامس: أَلَّا تَنْبِيَهُ لِلْمُرَادِ وَ هُوَ تَحْقِيقُ التَّوْحِيدِ حَتَّىٰ فِي الْأَلْمَاظِ .

لکھ کر لکھ کر

باب

ملازم یا غلام کو عبدی میرا بندہ یا

امتنی میری لوٹدی نہ کہنا چاہیے

صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنے خادم سے مقابلہ ہوتے وقت یہ نہیں کہنا چاہیے کہ اپنے رب مالک کو کہانا کھلاؤ یا اپنے رب کو وصوڑاؤ، بلکہ سید یا مولا (سردار یا آقا) کا لفظ استعمال کرنا چاہیے۔

اسی طرح کوئی شخص اپنے خادم یا خادمه کو عبدی (میرا بندہ یا امتنی رمیری فٹنی) نہ کے، بلکہ لڑکا اور لڑکی کہے یا خادم اور غلام کہہ کر بُلاستے۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱- عبدی اور امتنی کہنے سے منع کیا گیا ہے۔
- ۲- ملازم یا خادم اپنے آقا کو رب نہ کے اور نہ غلام سے یہ کہا جائے کہ اپنے رب کو کہانا کھلاؤ۔

- ۳- پہلے شخص یعنی آقا کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ ملازم کو لڑکا یا غلام کہے۔
- ۴- اور وہ سے شخص یعنی غلام کو تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنے آقا کو سیدی یا مولائی کے۔
- ۵- اصل مقصد پر متنبہ کیا گیا ہے، جو یہ ہے کہ توحید باری تعالیٰ کو ہر حال میں ملحوظ کرنا ضروری ہے، حتیٰ کہ ایسے الفاظ بھی (جن میں شائبہ شرک پایا جاتا ہو) با جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی مناسب ہیں) دوسرے کے لیے استعمال نہیں کرنے چاہیں۔

لِكُلِّ الْجَهَنَّمِ

باب

لَا يَرِدُ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ

عَنْ أَبْنَى عَسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ فَنَأْعُطُهُ -

وَمَنْ إِسْتَعَاذَ بِاللَّهِ فَنَأْعِذُهُ -
وَمَنْ دَعَكُمْ فَأَجِبُّهُ وَمَنْ
صَنَعَ إِلَيْكُمْ تَعْرُوفًا فَكَافِرُوهُ -
فَإِنْ لَمْ تَحِدُوا مَا تُكَافِرُونَهُ فَنَادُوكُلَّهُ
حَتَّىٰ تُرَوُا أَنَّكُمْ قَدْ كَافَرْتُمُوهُ -

رواہ ابو حیان، والسائل بن سبیح

فِيهِ مَسَائِلٌ

- | | |
|----------|---|
| الاول: | إِعَادَةُ مَنْ إِسْتَعَاذَ بِاللَّهِ - |
| الثانية: | إِعْطَاءُ مَنْ سَأَلَ بِاللَّهِ - |
| الثالثة: | إِجَابَةُ الدَّعْوَةِ - |
| الرابعة: | أَلْمُكَافَأَةُ عَلَى الصَّنِيعَةِ - |
| الخامسة: | أَئِ الدُّعَاءُ مُكَافَأَةٌ لِمَنْ
لَمْ يَقْدِرْ إِلَّا عَلَيْهِ - |
| السادسة: | حَتَّىٰ تُرَوُا أَنَّكُمْ قَدْ
كَافَرْتُمُوهُ - |

اللہ تعالیٰ کے نام پر سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہیں لوٹانا چاہیے

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے، اُسے دو اور جو اللہ کے نام پر پناہ طلب کرے، اسے پناہ دو۔ اور جو شخص تمہیں دعوت دے، اس کی دعوت قبول کرو، جو تمہارے ساتھ نیکی کرے، اسے نیکی کا اچھا بدلہ دو اور اگر تمہارے پاس بدلتے چکانے کے لیے کچھ مدد ہو تو اس کے حق میں اس قدر دعا کرو کہ تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ چکا دیا۔ زیر روایت ابو داؤد اورنسانی نے صحیح سندر سے بیان کی ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱- اللہ کے نام پر پناہ مانگنے والے کو پناہ دینا چاہیے۔
 - ۲- جو شخص اللہ کے نام پر سوال کرے، اس کی ضرورت پوری کرنی چاہیے۔
 - ۳- دعوت قبول کرنا چاہیے۔
 - ۴- احسان کا بدلہ احسان کے ذریعے سے ادا کرنا چاہیے۔
 - ۵- جو شخص احسان کے پلے میں ویسا ہی احسان نہ کر سکے، اُسے دعا کے ذریعے میں کا بدلہ چکانا چاہیے۔
 - ۶- دعا اتنی کرو کہ تمہیں خود یقین ہو جائے کہ تم نے اس کا بدلہ آتا دیا۔
-

باب

لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةُ

عن جابر رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
لَا يُسْأَلُ بِوَجْهِ اللَّهِ إِلَّا الْجَنَّةُ - (رواية أبو داود)

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: أَنَّهُ عَنْ أَنْ يُسْأَلَ بِوَجْهِ
اللَّهِ إِلَّا غَايَةُ الْمَطَالِبِ -

الثاني: إِثْبَاتُ صِفَةِ الْوَجْهِ -



اللّٰہ کا واسطہ دے کر صرف

جنت کا سوال کرنا چاہیے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کا واسطہ دے کر صرف جنت طلب کرنی چاہیے۔
(یہ روایت ابو داؤد نے بیان کی ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ اللہ کے نام پر صرف انتہائی ایم اور بہت بھی بڑی چیز کا سوال کرنا چاہیے۔
- ۲۔ اللہ تعالیٰ کے لیے وجہ (چہرے) کا شہوت۔



لِكُنْهُ كَلَّا لَهُ بُدْرٌ

بَابٌ ٥٧

مَاجَاءَ فِي لَوْ

**قَالَ اللَّهُمَّ يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا
مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ مَا قُتِلَنَا هُنَّا.**

(آل عمران : ١٥٤)

**قَالَ اللَّهُمَّ أَلَذِينَ قَالُوا لِإِخْرَانِهِمْ
وَقَعَدُوا لَوْ أَطَاعُونَا مَا قُتِلُوا -**

(آل عمران : ١٦٨)

وفي الصحيح عن أبي هريرة رض أنَّ رَسُولَ اللهِ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِخْرِصْ عَلَى مَا يَنْفَعُكَ
وَ اسْتَعِنْ بِاللهِ وَ لَا تَعْجَزْ
وَ إِنْ أَصَابَكَ شَيْءٌ فَلَا تَقُلْ :
لَوْ أُنِّي فَعَلْتُ كَذَا وَ كَذَا
لَكَانَ كَذَا وَ كَذَا - وَ لِكِنْ
قُلْ : قَدَرَ اللهُ وَ مَا شَاءَ فَعَلَ
فَإِنْ : " لَوْ " تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَنِ -

کلمہ لوگ کے ستعمال کے بارے میں احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے،
 تیر لوگ سکتے ہیں کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم یہاں قتل نہ کیے جاتے
 نیز ارشاد ہے،
 ”ان کے جو سماں بند رکھنے کے اور مارے گئے ان کے متعلق انہوں نے کہ دیا: اگرہ
 ہماری بات مان لیتے تو نہ ہمارے جاتے۔“

سچے مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آئی حضرت
 صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ”نَمَّةٌ بِنَجْعَانَةٍ وَالْجِيَزُونَ کی طلب اور خواہش
 کرو اور اللہ سے مدد مانگتے رہو اور کسی واقعہ یا حادث پر خود کو لا چار و مجبور سمجھ کر
 نہ بیٹھ رہو اور نہ یہ کہو، اگر میں ایسا کرتا تو ایسا ہو جاتا، بلکہ ہمیشہ یہ کہو کہ یہی اللہ کی
 تقدیر یہ تھی اور اس نے جو چاہا، وہی ہوا، اس لیے کہ لفظ اگر شیطان کا مول کا
 دروازہ کھوں دیتا ہے۔

خَيْمَهُ مَسَائِلٍ

- الاول:** تَفْسِيرُ الْأَيَتَيْنِ فِي إِلِّي عِمَرَانَ -
- الثانية:** أَلْتَهَى الصَّرِيحُ عَنْ قَوْلٍ :
”لَوْ“ . إِذَا أَصَابَكَ شَيْءٌ -
- الثالثة:** تَعْدِيلُ الْمَسَالَةِ بِأَنَّ ذَلِكَ
يَفْتَحُ عَمَلَ الشَّيْطَنِ -
- الرابعة:** أَلْإِرْشَادُ إِلَى الْكَلَامِ الْحَسَنِ -
- الخامسة:** أَلْأَمْرُ بِالْحِرْصِ عَلَى مَا يَنْفَعُ
مَعَ الإِسْتِعَانَةِ بِاللَّهِ -
- السادسة:** أَلْتَهَى عَنْ حِمْدِ ذَلِكَ وَ هُوَ
الْعَجَزُ -



اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ آل عمران کی دو آیتوں (۱۵۳، اور ۱۶۸) کی تفسیر۔
 - ۲۔ مصیبت کے موقع پر یہ کہنے سے واضح طور پر منع کر دیا گیا ہے کہ اگر میں ایسا کرتا تو یوں نہ ہوتا۔
 - ۳۔ اس قسم کی باتیں کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ان سے شیطانی کاموں کا دروازہ کھل جاتا ہے۔
 - ۴۔ مصیبت کے موقع پر جو کچھ کہنا بہتر ہے اس کی تلقین کی گئی ہے۔ یعنی یوں کہے قدر اللہ و ماشاء فعل (یعنی اللہ کی تقدیر تھی اور جو اس نے چاہا وہی ہوا)
 - ۵۔ منید اور نفع بخش چیزوں اور کاموں کی رغبت اور خواہش کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور تلقین کی گئی ہے کہ خواہش اور رغبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنی پڑیے۔
 - ۶۔ ہاتھ پر ہاتھ دھر کے بیٹھ رہتے اور خود کو عاجزو لاپار محسوس کرنے سے منع کیا گیا ہے۔
-

الَّذِي هُيَّ عَنْ سَبْطِ الرِّيحِ

عَنْ أَبِي إِبْرَاهِيمَ كَعْبَ بْنَ كَعْبٍ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنَّ رَأَيْتُمْ مَا تَكْرَمُونَ فَقَوْلُواْ - أَللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرِ هَذِهِ الرِّيحِ وَخَيْرِ مَا فِيهَا وَخَيْرِ مَا أُمِرْتُ بِهِ -

وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ هَذِهِ الرِّيحِ وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُمِرْتُ بِهِ -

(صحيفه الترمذى)

فِيهِ مَسَائِلٌ

- | | |
|--------------|---|
| الْأُولَى | الَّذِي هُيَّ عَنْ سَبْطِ الرِّيحِ |
| الثَّانِيَةُ | الْإِرْشَادُ إِلَى الْكَلَامِ |
| الثَّالِثَةُ | الْتَّافِعُ إِذَا رَأَى الْإِنْسَانُ مَا يَكْرَهُ - |
| الرَّابِعَةُ | الْإِرْشَادُ إِلَى أَنَّهَا مَأْمُورَةٌ |
| الرَّابِعَةُ | أَنَّهَا قَدْ ثُوَمَرْ بِخَيْرٍ وَقَدْ ثُوَمَرْ بِشَرٍّ - |

ہوا یا آندھی کو برا بھلا کہنے کی ممانعت

حضرت ابن بن کعب رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آندھی کو گالی نہ دو۔ اگر تمیں کوئی تائپنڈیہ چیز (سخت آندھی) نظر آئے، تو یہ دعا پڑھو:

اسے اللہ اہم تجوہ سے درخواست کرتے ہیں کہ یہ ہوا (آندھی) ہمارے لیے خیر ہو اور اس میں جو خیر موجود ہے، ہمیں وہی حاصل ہو اور اسے جو حکم ملا ہے، اُس کے بہتر نتائج پیدا ہوں۔ نیز اس کے شر سے اور اسے جو حکم دلگیا ہے، اُس کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔“

(یہ روایت ترمذی نے بیان کی ہے اور اسے صحیح کہا ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱- آندھی کو گالی دینے سے منع کیا گیا ہے۔
- ۲- اگر انسان کوئی تائپنڈیہ چیز دیکھے تو اس موقع پر وہ لفظ بخش دعا پڑھے، تو تلقین کی گئی ہے۔
- ۳- یہ بہنائی بھی کی گئی ہے کہ ہوا اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔
- ۴- یہ بھی بتاویا گیا ہے کہ ہوا کو کبھی فائدہ اور کبھی نقصان پہنچانے کا حکم ملتا ہے

لِكَافِرِ الْكَوَافِرِ

بَابٌ

قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى يَضْطَئُونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ ضَلَّ الْجَاهِلِيَّةُ

فَلَمْ يَعْلَمُوا يَضْطَئُونَ بِاللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ

ضَلَّ الْجَاهِلِيَّةُ^۱ يَقُولُونَ مَنْ لَنَا
مِنَ الْأَمْرِ مِنْ شَيْءٍ

قُلْ إِنَّ الْأَمْرَ كُلَّهُ لِلَّهِ مَنْ يُخْفِيْنَ
فِي أَنفُسِهِمْ مَا لَا يُبَدِّلُونَ لَكُمْ
يَقُولُونَ لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْأَمْرِ
شَيْءٌ مَا قُتِلْنَا هُنَّا

قُلْ لَوْ كُنْتُمْ فِي بُيُوتِكُمْ
لَبَرَزَ الَّذِينَ كَتَبَ عَلَيْهِمُ القَتْلُ
إِلَى مَصَانِعِهِمْ

وَلَيَبْتَلِيَ اللَّهُ مَا فِي صُدُورِكُمْ
وَلَيُمَحِّصَ مَا فِي قُلُوبِكُمْ
وَاللَّهُ عَلَيْهِ أَيْدَاتِ الصُّدُورِ

(المراء : ۱۵۲)

فَلَمْ يَعْلَمُوا أَلْظَانِتِينَ بِاللَّهِ ضَلَّ السَّوْءُ

عَلَيْهِ دَائِرَةُ السَّوْءِ (الفتح : ۶۰)

۲۸۲

مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کی تفسیر

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

”اللہ کے متعلق طرح طرح کے چاہانہ گان کرنے لگے جو سراسر خلافت ہے
تھے۔ یہ لوگ اب کہتے ہیں کہ اس کام کے پڑانے میں ہمارا بھی کوئی حصہ ہے؟
ان سے کہو رکھی کا کوئی حصہ نہیں، اس کام کے سارے اختیارات اللہ کے
ہاتھ میں نہیں۔ دراصل یہ لوگ اپنے دلوں میں جواباتیں چھپائے ہوئے ہیں،
اسے قمر پر ظاہر نہیں کرتے۔ ان کا اصل مطلب یہ ہے کہ اگر اختیارات
میں ہمارا کچھ حصہ ہوتا تو یہاں ہم دمارے جاتے۔ ان سے کہہ دیجئے کہ اگر
تم اپنے گھروں میں بھی ہوتے تو جن لوگوں کی موت لکھی ہوئی تھی، وہ خود اپنی
قتل گاہوں کی طرف نکل آتے اور یہ معاملہ جو پیش آیا، یہ تو اس لیے تھا کہ جو
کچھ تمہارے سینیوں میں پوشیدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے آزمائے اور جو کموت
تمہارے دلوں میں ہے، اسے چھانٹ دے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا عالی غرب
جائستا ہے۔“

نیز ارشاد ہے،

”جو اللہ تعالیٰ کے متعلق بُرے گان رکھتے ہیں، بُرانی کے پھریں میں خود
ہی آگئے۔“

قال ابن القيتم عليه السلام في الآية الأولى : فُسِرَ
هَذَا الظَّرْبُ بِأَنَّهُ سُبْحَانَهُ لَا يَنْعَمُ
رَسُولُهُ وَ أَنَّهُ أَمْرٌ مَنِ يَضْمَحِلُّ -
وَ فُسِرَ بِأَنَّ مَا أَصَابَهُ لَمْ يَكُنْ
يُقَدِّرُ اللَّهُ وَ حِكْمَتِهِ . فَفُسِرَ بِإِنْكَارِ
الْحِكْمَةِ وَ إِنْكَارِ الْقَدْرِ وَ إِنْكَارِ
أَنَّ يَتَّسِعَ أَمْرُ رَسُولِهِ وَ أَنَّ يُظْهِرَهُ
اللَّهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ -

وَ هَذَا هُوَ ظَرْبُ السَّوءِ الَّذِي
ظَلَّ الْمُتَّافِقُونَ وَ الْمُشْرِكُونَ فِي
سُورَةِ الْفَتْحِ فَإِنَّمَا كَانَ هَذَا
ظَرْبُ السَّوءِ لِأَنَّهُ ظَرْبٌ عَنِيزٌ
مَا يَلِيقُ بِهِ سُبْحَانَهُ وَ عَنِيزٌ
مَا يَلِيقُ بِحِكْمَتِهِ وَ حَمْدِهِ وَ وَعْدِهِ
الصَّادِقِ -

فَمَنْ ظَرْبَ أَنَّهُ يُدِيلُ الْبَاطِلَ
عَلَى الْحَقِّ إِدَالَةً مُسْتَقِرَّةً يَضْمَحِلُّ

لکھنؤی تہذیب

علامہ ابن قیم زہبی آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس میں سُوْنَة نَبِيٍّ مِنْ أَنفُسُهُ کی طرف اشارہ ہے جو انہیں اللہ تعالیٰ کے متعلق تھی کہ وہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہیں کرے گا اور آپ کی دعوت و تبلیغ کا سارا معاملہ عقوریب ٹھپ ہو کر رہ جاتے گا۔

نیز یہ کہ جو مصیبت انہیں پہنچی ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور حکمت کی بنا پر نہ تھی۔ اس کے معنی یہ ہوئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ اور تقدیر کے انکار کے ساتھ سامنہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ آنحضرت سلی اللہ علیہ وسلم کامش مکمل نہیں ہو گا اور اس تعالیٰ اپنے دین کو ادیانِ عالم پر غالب نہیں کرے گا۔ متن افتوں اور مشرکوں کو اللہ تعالیٰ سے یہی پہنچانی تھی جس کا ذکر سورہ فتح میں بھی کیا گیا ہے۔ یہ سُوْنَة نَبِيٍّ اس لیے ہے کہ یہ ایسا گل ان ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان و حکمت، محمد و شارع اور اُس کے پیشے و عذر کے خلاف ہے۔

لہذا جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ باطل کو حق پر اس اندازیں غالب کر دے گا کہ پھر باطل ہی باقی رہ جائے گا اور حق ختم ہو جائے گا، یا اس بات سے

مَعَهَا الْحَقُّ - أَوْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ
 مَا جَرِيَ بِقَضَايَةٍ وَ قَدْرَةٍ -
 أَوْ أَنْكَرَ أَنْ يَكُونَ قَدْرَةٌ
 لِعِكْرٍ بِالغَةِ يَسْتَعْثِفُ عَلَيْهَا الْعَمَدُ
 بَلْ زَعَمَ أَنَّ ذَلِكَ لِشَيْئَةٍ
 مُحَبَّذَةٍ - فَذَلِكَ ظَرْبُ الَّذِينَ
 كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ كَفَرُوا
 مِنَ الْبَارِ -
 وَأَكْثَرُ النَّاسِ يَظْنُونَ بِاللهِ
 ظَرْبَ السُّوءِ فِيمَا يَخْتَصُ بِهِمْ
 وَ فِيمَا يَفْعَلُهُ بِغَيْرِهِمْ وَ لَا
 يَسْلُمُ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ
 عَرَفَ اللهَ وَ أَسْمَاءَهُ وَ صِفَاتَهُ
 وَ مُؤْجِبَ حِكْمَتِهِ وَ حَمْدِهِ -
 فَلَيَعْتَنِي اللَّيْلُ النَّاصِحُ لِنَفْسِهِ
 بِهَذَا - وَ لَيَتَبَعَ إِلَى اللهِ وَ لَيَسْتَغْفِرَهُ
 مِنْ ظَنِّهِ بِرَبِّهِ ضَلَّ السُّوءُ -

کتابِ کلیوبنہ

انکار کرتا ہے کہ جو کچھ ہوا بہت اللہ تعالیٰ کی قضاقدار کے مطابق ہوا ہے یا اس بات سے انکار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بر تقدیر حکمت بالغہ پر مبنی ہوتی ہے اور اس پر دشمنی حمد و شکار ہے۔ اس کے برعکس وہ یہ گمان بذرکرتا ہے کہ جو کچھ ہو رہا ہے، کسی مصلحت و حکمت کے بغیر مشیت مجرمہ کے ماتحت ہو رہا ہے، تو اس اگمان کا نشدول کا گمان ہے اور کافروں کی میبیت یہ ہے کہ ان کے لیے جنم میں جانا مقدر ہے۔

اکٹ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس طرح بھی ہوتے نہیں رکھتے ہیں کہ ہمارے ساتھ نا انصافی اور حق تعلقی ہو رہی ہے اور دوسروں کو فواز اجاہار ہے اور یہ ایسا دعویٰ ہے کہ اس سے نصف وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے ذات باری تعالیٰ کا اور اس کے اسما۔ و صفات کا مکمل عرفان حاصل ہو اور اللہ کو اور اس کی حکمت بالغہ کے اسباب کو اور اس کی تعریف و تحسین کو سمجھے۔ بنابریں ہر صاحب عقل و ہوش انسان کو جو اپنی بھلانی پاہتا ہے۔ اس معاملہ کو بنتظر غارمہ و سیکھنا اور اس کا خیال رکھنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی بذلتی پر توبہ و استغفار کرتے رہنا چاہیے۔

وَ لَوْ فَتَّشْتَ مِنْ فَتَّشَ لِرَأْيِتَ
 عِنْدَهُ تَعَنْتَأَ عَلَى الْقَدَرِ وَ مُلَامَةً لَهُ
 وَ إِنَّهُ كَانَ يَنْبَغِي أَنْ يَكُونَ
 كَذَا وَ كَذَا فَسْتَقِلٌ وَ مُسْتَكِثٌ
 وَ فَتَّشْ نَفْسَكَ هَلْ أَنْتَ
 سَالِمٌ ؟

فَإِنْ شَنَحَ مِنْهَا شَنْجٌ مِنْ ذِي عَظِيمٍ
 وَ إِلَّا فَلَيْلٌ لَآخَالُكَ نَاجِيَّا

فِيهِ مَسَائِكَ

الاول: تَفْسِيرُ آيَةِ آلِ عِمَرَانَ

الثانية: تَفْسِيرُ آيَةِ الْفَتْحِ

الثالثة: أَلْأَخْبَارُ بِأَنَّ ذَلِكَ أَنْوَاعٌ
 لَا تُحَصَّرُ

الرابعة: أَنَّهُ لَا يَسْلُمُ مِنْ ذَلِكَ إِلَّا مَنْ
 عَرَفَ الْأَسْمَاءَ وَ الْمِنَابِرَ
 وَ عَرَفَ نَفْسَهُ



لکھنؤی شکایت

حالت یہ ہے کہ اگر لوگوں کا بغیر جائزہ لیا جاتے تو ان میں سے اکثر ایسے میں گے، جنہیں تضاد و قدر کے کسی نہ کسی پہلو پر کوئی نہ کوئی اعتراض اور شکایت ہوگی اور یہ کہتے ہوئے میں گے کہ اس طرح ہونا چاہیے تھا اور ایسا نہ ہونا چاہیے تھا جس کو کمی کی شکایت اور بعض کو زیادتی کی شکایت ہوگی:-

اس اعتبار سے ہی شخص کو اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ کیا وہ خود اس دسوے سے محفوظ ہے ہے

”اگر ایسا ہے اور تم اپنے گئے ہو تو بہت بڑی بلا سے بچ گئے،
ورنہ تمہارا کوئی ملکانہ نہیں ہے۔“ (ترجمہ فضل)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ سورہ آی عمران کی آیت (۱۵۲) کی تفسیر:-
 - ۲۔ سورہ فتح کی آیت (۶) کی تفسیر:-
 - ۳۔ سوتے ٹلن اور دل کے دسوں کی بہت سی قسمیں ہیں، جن کا احاطہ اور شمار نہیں کیا جاسکت۔
 - ۴۔ ان بدگانیوں اور سادہ قلبی سے صرف ہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے، جسے ذات ہاری تعالیٰ کے اسماء و صفات کے عرفان کے ساتھ ساتھ لینی ذات اور اپنے نفس کے بارے میں بھی پوری طرح خبر ہو۔
-

لِكِتابِ الْحَقِيقَةِ

بَابٌ

مَاجَاهَ فِي مُنْكَرِ الْقَدْرِ

وَقَالَ ابْنُ عُسْرَةَ وَالَّذِي نَفْسُ ابْنِ عُصْرَةِ
يُبَدِّهُ لَوْ كَانَ لِأَحَدِهِمْ مِثْلُ أَحَدِ
ذَهَبًا ثُمَّ أَنْفَقَهُ فِي سَيِّئِ اللَّهِ
مَا قِيلَهُ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ
بِالْقَدْرِ - ثُمَّ اسْتَدَلَ بِيَقُولِ التَّبِيِّنِ
إِلِيمَانُ أَنَّ ثُؤْمَنَ بِاللَّهِ وَمَلِكَتِهِ
وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ -
(روايه مسلم)

عَنْ عَبَادَةِ ابْنِ الْمَاتِمِ تَفَلَّتَ أَنَّهُ قَالَ لِابْنِهِ
يَا بُنَيَّ ! إِنِّي لَنْ تَجِدَ طَعْمَ الإِيمَانِ
حَتَّى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ
لِيُخْطِئَكَ وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ
لِيُصِيبَكَ -

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ تَفَلَّتَ يَقُولُ
إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ الْمَتَلَمْ فَقَالَ
لَهُ أَكْتُبْ فَقَالَ رَبِّ ! مَا ذَا أَكْتُبْ ؟

تقدیر کا انکار کرنے والے شخص کے بارے میں احکام

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ
قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس کوہ احمد کے یہاں سونا موجود ہو
اور وہ اسے راہِ خدا میں خرچ کر دے، تو اس کی یہ خیرات اس وقت تک قبول نہ
ہوگی۔ جب تک وہ تقدیر پر ایمان نہ لاتے۔ یہ کہنے کے بعد حضرت عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ عنہم نے بطورِ ولیل آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی پیش کیا،
”ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر اُس کے فرشتوں پر اُس کی کتابوں پر اس کے
رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تقدیر کے خیر و شر پر ایمان لے آئے۔“
حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں مردی ہے کہ انہوں
نے ایک دفعہ اپنے بیٹے سے کہا کہ تم ایمان کا ذائقہ اُس وقت تک نہیں چکھے
سکتے، جب تک یہ نہ سمجھنے لگو کہ تو تبلیغِ تحریک پہنچی ہے، وہ مل نہیں سمجھی تھی اور
جو نہیں پہنچ سکی، وہ تمہیں نہیں پہنچ سکتی تھی۔ پھر فرمایا کہ میں نے آں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سئتا ہے،

اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور اُسے حکم دیا کہ لکھ۔

قَالَ أَكْتُبْ مَقَادِيرَ كُلِّ شَيْءٍ
حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ -
يَا بُنَيَّ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ
يَقُولُ : مَنْ مَاتَ عَلَى غَيْرِ هَذَا
فَلَيْسَ مِنِّي -

وَفِي رِوَايَةِ لَعْسَدٍ : إِنَّ أَوَّلَ مَا خَلَقَ اللَّهُ
تَعَالَى الْمَتَلَعِ . فَقَالَ لَهُ أَكْتُبْ
فَجَرِيَ فِي تِلْكَ السَّاعَةِ بِمَا
هُوَ كَائِنٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ -

وَفِي رِوَايَةِ لَابْنِ وَهْبٍ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
فَمَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِالْقَدْرِ حَزِيرَهُ
وَشَرِهُ أَحْرَقَهُ اللَّهُ بِالنَّارِ -

وَفِي السَّنَدِ وَالسُّنْنَةِ عَنْ أَبْنِ الدِّيلِيِّ قَالَ أَتَيْتُ
أَبَيَّ ابْنَ كَعْبٍ ﷺ فَقُلْتُ فِي
نَفْسِي شَيْءٌ مِّنَ الْقَدْرِ فَحَدَّثَنِي بِشَيْءٍ
لَمْ لَأَلِمَ اللَّهَ يُذْهِبُهُ مِنْ مَثِيلِي -

فَقَالَ لَوْ أَنْفَقْتَ مِثْلَ أُخْدِي
ذَمَّاً مَا قِيلَهُ اللَّهُ مِنْكَ حَتَّى تُؤْمِنَ

لکھنور کی تقدیر

قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟ ارشاد ہوا قیامت تک پیدا ہونے والی سہیز کی
تقدیر لکھ دے۔“

اسے میں سے بیٹھے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سننا
ہے کہ جو شخص اس عقیدے اور ایمان کے بغیر ہے گیا، وہ میری امت میں سے نہیں
ہے۔ او مسندا مام احمد میں ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں:
”سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قدر کو پیدا فرمایا اور اُسے حکم دیا کہ لکھ، چنانچہ
اُس نے اُسی وقت لکھ دی سہیز اور بات جو قیامت تک ہونے والی ہے:
حضرت ابن وہبؓ کی ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا: جو شخص تقدیر کے خیر و شر پر ایمان نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ اُسے
دونوں میں جلاستے گا۔“

مسند احمد اور مسنن ابو داؤد میں ابن دلمیٰ سے روایت ہے کہ میں حضرت
ابن بن کعب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے عرض کیا ہے کہ میں دل
میں تقدیر کے ملے میں کچھ دسوے ہیں۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے
جس سے میرے دل سے خشات دور ہو جائیں، چنانچہ انہوں نے فرمایا: اگر
تم راہِ خدا میں کوئی احمد کے پر ابر سونا خرچ کرو تو یہ صدقہ اللہ تعالیٰ اُس وقت تک
قبول نہ فرمائے گا، جب تک تمہیں تقدیر پر پورا یقین نہ ہو اور یہ یقین نہ رکھتے ہو

بِالْفَتْدِ وَ تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ
 لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ وَ مَا أَخْطَأْتَ
 لَمْ يَكُنْ لِيُعِينَكَ وَ لَوْ مُثِّلْتَ
 عَلَى غَيْرِ هَذَا لَكُنْتَ مِنْ أَهْلِ
 السَّارِ . قَالَ فَأَتَيْتُ عَبْدَ اللَّهِ ابْنَ
 مَسْعُودٍ وَ حُذَيْفَةَ ابْنِ الْيَمَانِ وَ زَيْدَ
 ابْنَ ثَابِتٍ فَكُلُّهُمْ حَدَّثَنِي بِسِيلِ ذَلِكَ
 عَنِ النَّبِيِّ ﷺ (حدیث صحیح، رواه العامک فصحیحه)

۴۴

کہ جو مصیبت تم پر آئی ہے، وہ برگزٹل نہ سکھتی تھی اور جو تکلیف تمہارے مقدمہ میں نہیں تھی۔ اس میں تم برگزٹل مبتلا نہیں ہو سکتے تھے۔ اور اگر تم اس کے بہنخلاف عقیدہ رکھتے ہوئے مر گئے، تو تم جسمی بن جاؤ گے۔ ابن دلمیٹ کہتے ہیں اس کے بعد میں عبد اللہ بن سعود، مذیقتہ بن بیان اور زید بن ثابت صنی اللہ عنہم کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا، تو سب نے مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی حدیث مبارک سنائی۔

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے امام حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔



فِيهِ مُسَائِلٌ

الاولى بَيَانُ فَرْضِ الإِيمَانِ بِالْقَدْرِ

الثانية بَيَانُ كِيفِيَّةِ الإِيمَانِ بِهِ -

الثالثة إِعْبَاطُ عَمَلِ مَنْ لَمْ يُؤْمِنْ بِهِ -

الرابعة الْأَخْبَارُ أَنَّ أَحَدًا لَا يَجِدُ

طَعْنَمَ الإِيمَانَ حَتَّى يُؤْمِنَ بِهِ -

الخامسة ذِكْرُ أَوَّلِ مَا خَلَقَ اللَّهُ -

السادسة أَنَّهُ جَرَى بِالْمَقَادِيرِ فِي

تِلْكَ السَّاعَةِ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ -

السابعة بَرَاءَتُهُ شَلَفَةٌ مِنْ لَمْ يُؤْمِنَ بِهِ -

الثامنة عَادَةُ السَّلْفِ فِي إِزَالَةِ الشَّهَةِ

بِسُؤَالِ الْعُلَمَاءِ -

التاسعة أَنَّ الْعُلَمَاءَ أَجَابُوهُ بِمَا يُزِيلُ

شَهَةَ وَ ذَلِكَ أَنَّهُمْ نَسَوُا

الْكَلَامَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ شَلَفَةٌ

فَقَطْ -

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں :

- ۱- تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے۔
- ۲- تقدیر پر ایمان لانے کی کیفیت کا بیان۔
- ۳- جو شخص تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا، اس کے تمام اعمال ضائع ہو جاتے ہیں۔
- ۴- تقدیر پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص ایمان کا ذاتی محسوس نہیں کرتا۔

- ۵- اس بات کا ذکر کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کیا چیز سیدا فرمائی۔
- ۶- یہ ذکر کہ قلم نے اسی وقت قیامت تک کی تمام تقدیریں لکھ دیں۔
- ۷- تقدیر پر ایمان نہ لانے والے شخص سے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بیڑا رہو نا۔

۸- سلف صالحین کی اس عادت کا ذکر کہ انہیں اگر کسی بات میں شبہ ہوتا تھا تو وہ علماء کرام کی طرف رجوع کر کے اپنے شبہ کا ازالہ کیا کرتے تھے۔

۹- یہ بات کہ علماء ایسے جو بات دیکرتے تھے کہ پوچھنے والے کا شبہ دوڑھو جاتا تھا اور اس کا طریقہ یہ تھا کہ وہ ہر بات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے کہتے تھے۔

لِكِبْلَةِ الْمُهْرَبِ

بَابٌ

مَاجَاهٌ فِي الْمُصَوِّرِينَ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ
مَا لَأَنْتَ بِالْمُهَاجَةِ عَنْ أَنْ تَرَى مِنْ ذَهَبَ
مَالَ اللَّهِ شَاءَ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ
يَخْلُقُ كَعَلْقِي فَلَيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ
لَيَخْلُقُوا حَبَّةً أَوْ لَيَخْلُقُوا شَعِيرَةً
(أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدُ)

وَلَهُمَا عَنْ عَائِشَةَ قَالَ أَنَّ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ قَالَ أَشَدُ النَّاسِ عَذَابًا
يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِينَ يُضَاهِئُونَ
بِخَلْقِ اللَّهِ -

وَلَهُمَا عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ
اللَّهِ ﷺ يَقُولُ كُلُّ مُصَوِّرٍ فِي الدَّارِ
يُجَعَّلُ لَهُ كُلُّ صُورَةٍ صَوْرَهَا
نَفْسٌ يُعَذَّبُ بِهَا فِي جَهَنَّمَ -
وَلَهُمَا عَنْهُ مَرْفُوعًا : مَنْ صَوَرَ صُورَةً
فِي الدُّنْيَا كُلِّفَ أَنْ يَنْفُخَ فِيهَا
الرُّوحَ وَلَيْسَ بِمَا فِي

مُصْوَرُوں کے بارے میں احکام

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، وہ شخص بہت بڑا نالام ہے جو میری تخلیق سے مشابہ کرنی پڑیز تخلیق کرنے کی کوشش کرتا ہے (قیامت کے دن) انہیں کہا جائے گا کہ ایک چیز بخوبی یا ایک دانہ یا ایک بخود (حقیقت)، پیدا کر کے دکھائیں (پر حدیث بخاری اور مسلم دونوں میں ہے)

اسی طرح بخاری اور مسلم میں حضرت عائشہ صدیقۃ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب سے شدید عذاب ان لوگوں کو دیا جائے گا جو تخلیق میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ مشاہد ہست پیدا کرتے ہیں۔

نیز صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سن۔ ہر تصویر بنانے والا جنم میں جائے گا اور ہر تصویر کے پر لے میں اسے ایک جان دی جائے گی اور اس جان کے ذریعہ سے اُسے جنم میں عذاب دیا جائے گا۔

نیز صحیحین میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کبھی جاندار کی تصویر بناتا ہے، اُسے حکم دیا جائے گا کہ اس تصویر میں اونچ پھونکتے رہیں وہاں میں اونچ پھونک سکے گا۔

لِكُلِّ كَلْمَةٍ يَقُولُ

وَلِسُلْطِمٍ عَنْ أَبِي الْهَيَّاجِ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ : قَالَ
لِي عَلَيْكَ طَلَقَتِي أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا
بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ تَعَالَى وَ
أَلَا تَدْعُ صُورَةً إِلَّا طَمَسْتَهَا
وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ

فِيهِ مُسَائِلٌ

الاول: أَلْتَغْلِيظُ الشَّدِيدُ فِي الْمُصَوِّرِينَ .

الثاني: أَلْثَنْيَةُ عَلَى الْمُلْكَةِ وَهُوَ تَرْكُ
الْأَدَبِ مَعَ اللَّهِ لِقَوْلِهِ : وَمَنْ

أَظْلَمُ مِنْ ذَهَبٍ يَخْلُوْتُ كَحْلَقِيْ -

الثالث: أَلْثَنْيَةُ عَلَى قُدْرَتِهِ وَعَجْزِهِمْ

فَلَيَخْلُقُوا ذَرَّةً أَوْ حَبَّةً أَوْ شَعِيرَةً -

الرابع: أَلْتَصْرِيفُ بِأَنَّهُمْ أَشَدُ النَّاسِ عَذَابًا

الخامس: أَنَّ اللَّهَ يَخْلُقُ بِعَدَدِ كُلِّ

صُورَةٍ نَفْسًا يُعَذِّبُ بِهَا الْمُصَوِّرُ
فِي جَهَنَّمَ -

السادس: أَنَّهُ يُكَلِّفُ أَنْ يَنْفُخَ

فِيهَا الرُّوحَ -

السابع: أَلْأَمْرُ يُطَمِّسُهَا إِذَا وُجِدَتْ -

صیہنہ میں ابوالہیاج اسدیؑ سے رہیت ہے کہ مجھ سے حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تمہیں اس کام پر منسی بھیوں جس پر انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے مجھے سمجھا تھا؟

”ایک یہ کہ جو تصویر نظر آئے، اُسے مٹا دو۔“

”و دسر ایک کہ سڑاً پچھی قبر زمین کے پر اپر کر دو۔“

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل میں

۱۔ تصویر بنانے والے سے سخت ناراضی کا اظہار۔

۲۔ اس ناراضی کی وجہ بتادی گئی ہے اور وہ ہے جناب باری تعالیٰ کے حضور
گستاخی کا ارتکاب، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، وہ شخص بہت بُرا ناالم ہے جو
میری تحقیق کی مانند کوئی چیز بنانے کی کوشش کرتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور مخلوق کے عاجز ہونے پر اس طرح خبردار کیا گی
ہے کہ مصوروں سے کہا جائے گا کہ ایک چیز نہیں یا ایک جو کا دانہ پیدا کر کے دکھاؤ
(بودہ نہ کر سکیں گے)

۴۔ صراحتی بات بتادی گئی ہے کہ تصویر سازوں کو سبے گوں سے زیادہ شدید غذاب
دیا جائے گا۔

۵۔ مصوروں نے دنیا میں جتنی بھی تصویریں بنائی ہوں گی، اللہ تعالیٰ اتنی ہی جانش
روزِ قیامت ان کو عطا فرمائے گا اور سر جان کے ذریعہ سے مصوروں کو عذاب فرے گا۔

۶۔ مصور کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنی بنائی ہوئی تصویر میں جان ڈالے (لیکن وہ
ایسا نہیں کر سکے گا)

۷۔ تصویر جہاں نظر آئے، اُسے مٹا دیتے کا حکم۔

مَاجَاهَ فِي كَثْرَةِ الْحَلْفِ

وَ احْفَظُوا أَيْمَانَكُمْ
[تَعَالَى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ]

(الأنفال: 89)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ
يَقُولُ الْحَلْفُ مَنْفَقَةٌ لِلسِّلْعَةِ مَنْحَقَةٌ

لِلْكَسَبِ - (أَخْرَجَهُ)

وَعَنْ سَلَانَ قَالَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ
ثَلَاثَةٌ لَا يُكْلِمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يُذْكَرُهُمْ
وَلَا هُمْ عَذَابُ أَيْمَنٍ -

أَشَدُّ مِنْ زَانِ

وَعَالِمٌ مُسْتَكْرِرٌ

وَرَجُلٌ جَعَلَ اللَّهَ بِصَاعَتَهُ لَا يَشْتَرِي
إِلَّا بِسِينِهِ وَلَا يَبْيَغُ إِلَّا بِسِينِهِ -

(رواوه الطبراني في بستانه)

وَفِي الصَّبَعِ عَنْ عُرْنَةِ بْنِ حَسِينٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ
اللَّهِ خَيْرٌ أَمْتَنِي قَرْبٌ -

بکثرت قسمیں کھانے کے بارے میں احکام

ارشاد باری تعالیٰ ہے،
”اور اپنی قسموں کی حناقت کی کرو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے
ئے ہے کہ قسم کھانے سے مال تجارت تو بک جاتا ہے، لیکن برکت ختم ہو جاتی ہے۔“
یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین قسم کے انسانوں
سے بات نہیں کرے گا اور نہ ہی انہیں پاک کرے گا اور انہیں درود ناک حذاب دیا
جائے گا (اذا) بودھا زانی۔

(۲) نادر مشکر

(۳) اور وہ شخص جس نے لفظ ”اللہ“ کو ہی اپنا سامانِ تجارت بنایا ہو اور ہر
فرید و فروخت پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتا ہو۔ اس روایت کو امام طبرانی نے سنی صحیح
سے بیان کیا ہے)

یہ مسلم میں حضرت میران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مردی ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میری انت کے بہترین لوگ میرے دور کے

ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ
 يَلْوَنُهُمْ قَالَ عِمَرَانُ فَلَا أَذْكُر
 بَعْدَ قَرْنِيْهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةِ ؛
 ثُمَّ إِنَّ بَعْدَكُمْ قَوْمًا يَشْهَدُونَ
 وَلَا يُسْتَشْهِدُونَ وَ يَحْوِلُونَ
 وَلَا يُؤْتَمِنُونَ وَ يَنْذَرُونَ وَلَا
 يُوْفَونَ وَ يَظْهَرُ فِيهِمُ السِّقَمُ -
 وفيه عن ابن مسعود رض أنَّ التَّبِعَيْنَ رض
 قَالَ : " خَيْرُ الْمُتَّابِعِينَ قَرْنِيْهِ ثُمَّ الَّذِينَ
 يَلْوَنُهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلْوَنُهُمْ ثُمَّ
 يَجِئُهُمْ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَهَادَةً أَحَدُهُمْ
 يَمْبَيْنَهُ وَ يَمْبَيْنَهُ شَهَادَتَهُ " -
 وَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ كَانُوا يَضْرِبُونَا
 عَلَى الشَّهَادَةِ وَ الْعَهْدِ وَ نَحْنُ صِغَارٌ



لکھاب کا لکھنہ

لوگ ہیں۔ اس کے بعد وہ لوگ ہیں جو ان کے بعد کے دور میں ہوں گے۔ پھر وہ لوگ جو ان کے بعد ہوں گے یہ حضرت میران بن حسین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھے یاد نہیں رہا کہ آپ نے اپنے دور کے بعد دادوار کا ذکر فرمایا تھا یا تمیں کا۔ پھر آپ نے ارشاد فرمایا اس کے بعد ایسے لوگ ہوں گے جو گواہی طلب کیے بغیر گواہی دیں گے۔ حتاً ان ہوں گے، ان کے پاس امانت نہیں رکھی جائے گی۔ تذریمانیں گے، لیکن پورا نہیں کریں گے اور ان میں مٹا پانہ میاں ہو گا۔

صحیح مسلم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہترین لوگ میرے زمانے کے لوگ ہیں، پھر وہ بھی رے بعد کے دور میں ہوں گے۔ پھر وہ جو اس کے بعد کے دور میں ہوں گے۔ پھر ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے، جن کی گواہی قسم سے پہلے اور قسم گواہی سے پہلے ہو گی۔“

حضرت ابراہیم نجفی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ پہنچ میں ہمارے بزرگ گواہی اور مہد پر قائم رہنے کے لیے بھیں مارکرتے تھے۔



لِكَلْمَكْبُر

فِيمَ مَسَأَتْ

الاول: الْوَحِسَيَةُ بِحَفْظِ الْأَيْمَانِ -

الثانية: الْإِخْبَارُ بِأَنَّ الْعَلَفَ مَنْفَقَةٌ
لِلِّسْلُوَةِ مَمْحَقَةٌ لِلْبَرَكَةِ -

الثالث: الْوَعِيدُ الشَّدِيدُ فِيمَنْ لَا
يَبْيَغُ وَلَا يَشْرِي إِلَّا يَمْنِيهِ

الرابعة: الْتَّنِيَّةُ عَلَى أَنَّ الذَّئْبَ
يَعْظُمُ مَعَ قِلَّةِ الدَّاعِينَ
ذَمْرُ الْذِينَ يَخْلِفُونَ
وَلَا يَسْتَحْلِفُونَ

الخامسة: ثَنَاءُ الْمُكَفَّرِ عَلَى الْقُرُونَ
الثَّلَاثَةِ أَوِ الْأَرْبَعَةِ وَ ذِكْرُ
مَا يَحْدُثُ

السادسة: ذَمْرُ الْذِينَ يَشَهِّدُونَ
وَلَا يَسْتَشَهِدُونَ

السادسة: كَوْنُ السَّلْفِ يَضْرِبُونَ
الصِّفَارَ عَلَى الشَّهَادَةِ
وَالْعَهْدِ -

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ قسم کی حنافت کرنے کی نصیحت کی گئی۔
- ۲۔ یہ بتا دیا گیا ہے کہ اگرچہ قسم کھانے سے ماں فروخت ہو جاتا ہے لیکن ماں میں برکت نہیں رہتی۔

- ۳۔ اس شخص کے لیے سخت و عیدِ نشانی گئی ہے جو ماں خریدتے اور فروخت کرتے وقت غیر ضروری طور پر تمیں کھاتے ہیں۔
- ۴۔ اس بحث سے باخبر کیا گیا ہے کہ جرم و گناہ کے انتکاب کے تقاضے جتنے کم ہوں، جرم و گناہ کی شدت اتنی بھی بڑھ جائے گی۔
- ۵۔ ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے، جن سے قسم طلب نہیں کی جاتی۔ پھر بھی وہ قسم کھاتے ہیں۔
- ۶۔ آنحضرت صل اللہ علیہ وسلم نے اپنے دور اور اس سے متعلق ادوار یعنی کل تین یا چار ادوار کی تعریف فرمائی اور اس کے بعد جو کچھ ہو گا، اس کی خبر دی ہے۔

- ۷۔ ان لوگوں کی مذمت کی گئی ہے جو بغیر طلب کیے گواہی دیتے ہیں۔

- ۸۔ سلف صالحین اپنے نا لائے بچوں کو گواہی اور عمد پر قائم رہنے کے لیے زوکوب کیا کرتے تھے۔

باب

مَاجَاهَ فِي ذِمَّةِ اللَّهِ وَذِمَّةِ نَبِيِّهِ

وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ
وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا طِينًا
اللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ (الحل: ٩١)

وَعَنْ بُحْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ
إِذَا أَمَرَ أَمِيرًا عَلَى جَنِيشٍ
أَوْ سَرِيَّةٍ أَوْ صَاهٍ يُتَقَوَّمُ اللَّهُ وَمَنْ
مَعَهُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ خَيْرًا -

فَقَالَ أَغْزُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي سَبِيلِ
اللَّهِ، فَاتَّلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ -
أَغْزُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلَا تَغْنِدُوا
وَلَا تُمْثِلُوا وَلَا تَقْتُلُوا وَلِيَدًا -

وَإِذَا لَقِيتَ عَدُوكَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ
فَادْعُهُمْ إِلَى ثَلَاثَ حِصَابٍ أَوْ خَلَابٍ
فَإِنْتَهُمْ أَجَابُوا لَكَ فَاقْبِلْ مِنْهُمْ
وَكُمْ أَعْنَهُمْ .

شَهَادَةَ ادْعُهُمْ إِلَى الإِسْلَامِ فَإِنْ

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد و پیمان کے بارے میں حکما ت

اب شاد باری تعالیٰ ہے :

”اللہ تعالیٰ کے عہد کو پورا کرو، جبکہ تم نے اس سے کوئی عہد باندھا ہو اور اپنی قسمیں پکنہ کرنے کے بعد تو اڑا کووجبکہ تم اللہ تعالیٰ کو اپنے اور گواہ بنا چکے ہو۔
اللہ تعالیٰ سب افعال سے باخبر ہے۔“

حضرت بریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی شخص کو کسی لشکر یادستہ کامیمیر مقرر فرمایا کرتے تھے، تو اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنے اور اپنے مامت مسلمان سپاہیوں کے ساتھ ہمتر سوک کرنے کی نصیحت فرمایا کرتے تھے۔ پھر فرمایا کرتے اللہ کی راہ میں اللہ ہی کا نام سے کر جہاد کرو اور اللہ تعالیٰ سے کفر کرنے والوں کے ساتھ جنگ کرو۔

جنگ کرو، لیکن نہ تو خیانت کرنا، نہ عہد شکنی کرنا، نہ مقتول کا حلیہ بکارنا اور نہ بچوں کو قتل کرنا۔ جب دشمن سے سامنا ہو، تو اسے تین شرط پیش کرنا۔ ان میں سے کوئی ایک شرط بھی اگر وہ قبول کرے، تو اسے منظور کر لینا اور اسے کچھ د کرنا۔ سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا، اگر وہ مسلمان ہو جائیں، تو

لِكِتابِ الْحَسَنَاتِ

أَحَبُّوا لَكَ فَأَقْبَلُ مِنْهُمْ ثُمَّ أَدْعُهُمْ
 إِلَى التَّعْقِلِ مِنْ دَارِهِمْ إِلَى دَارِ
 الْمَهَاجِرِينَ وَ أَخْبِرُهُمْ أَنَّهُمْ إِنْ
 فَعَلُوا ذَلِكَ فَلَهُمْ مَا لِلْمَهَاجِرِينَ
 وَ عَلَيْهِمْ مَا عَلَى الْمَهَاجِرِينَ
 فَإِنْ أَبَوَا أَنْ يَتَحَوَّلُوا مِنْهَا
 فَأَخْبِرُهُمْ أَنَّهُمْ يَكُونُونَ كَاعِرَابَ
 الْمُسْلِمِينَ يَجْرِيُ عَلَيْهِمْ حُكْمُ اللَّهِ
 تَسْأَلُ وَ لَا يَكُونُ لَهُمْ فِي الْفَنِيمَةِ
 وَ أَلْفَيْ شَفَّهَ إِلَّا أَنْ يُعَاهِدُوا
 مَعَ الْمُسْلِمِينَ
 فَإِنْ هُمْ أَحَبُّوا لَكَ فَأَقْبَلُ مِنْهُمْ وَ
 كَفَ عَنْهُمْ فَإِنْ هُمْ أَبَوَا فَاسْتَعِنْ
 بِاللَّهِ وَ قَاتِلْهُمْ
 وَ إِذَا حَاصَرْتَ أَهْلَ حِصْنٍ
 فَأَرَادُوكَ أَنْ تُجْعَلَ لَهُمْ ذِمَّةً
 اللَّهِ وَ ذِمَّةً لِّيْسَ لَهُمْ فَلَا تُجْعَلَ لَهُمْ
 ذِمَّةً اللَّهِ وَ ذِمَّةً لِّيْسَ لَهُمْ وَ لِكِنْ
 إِجْمَلَ لَهُمْ ذِمَّةً وَ ذِمَّةً أَصْحَابِكَ
 فَإِنَّكُمْ إِنْ تَخْفِرُوا ذِمَّكُمْ وَ ذِمَّةً

لکھ کر ہبہ

اُن کا اسلام قبول کریں۔

پھر انہیں دارالاکظر سے دارالمہاجرین یعنی دارالاسلام کی طرف بھرت کرنے کی دعوت دینا اور انہیں یہ بتانا کہ اگر وہ بھرت کر جائیں گے تو انہیں وہ تمام حقوق مل جائیں گے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور انہیں ان فرانش کی ذمہ داری بھی محفوظ پڑے گی جو مہاجرین پر ہیں۔

اگر وہ بھرت کرنے سے انکار کر دیں، تو انہیں بتا دیا جائے کہ اُن کی حیثیت بدی مسلمانوں کی سی ہوگی۔ ان پر اللہ تعالیٰ کے احکام تواناقد ہوں گے، لیکن انہیں مال غنیمت اور مال فیں سے حصہ نہیں ملے گا، البتہ اگر وہ مسلمانوں کے ساتھ بہادیں حصہ ہیں تو انہیں حصہ ملے گا۔

اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کر دیں، تو انہیں بتا دیا جائے کہ اُن سے جزیہ طلب کیا جائے گا۔ اگر وہ جزیہ دینے پر راضی ہو جائیں تو جزیہ قبول کریا جائے اور جنگ نہ کی جائے۔ اور اگر وہ جزیہ دینے سے بھی انکار کر دیں تو پھر اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنا اور اُن سے جنگ کرنا۔

اور اگر تم نے کسی قلعہ بندوں میں کا محاصرہ کر کھا ہوا اور وہیں پاپا ہے کہ تم اُسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کی ذمہ داری پر پناہ دو، تو ایسا برگزیدہ کرنا بلکہ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری پر پناہ دینا، اس لیے کہ اگر تم کسی وجہ سے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی ذمہ داری کو پوچھ کر سکو گے، تو یہ گناہ بہر حال اس سے گناہ

لِكَافِرِ الْجَاهِلِيَّةِ

أَصْحَابُكُمْ أَهْوَتْ مِنْ أَنْ تُخْفِرُوا
ذِمَّةَ اللَّهِ وَ ذِمَّةَ نَبِيِّهِ -
وَ إِذَا حَاصَرْتَ أَمْلَ حَسْنٍ فَارْأَدُوكَ
أَنْ تَنْزِلَهُمْ عَلَى حُكْمِ اللَّهِ فَنَلَّا
تَنْزِلُهُمْ وَ لَكِنْ أَنْزِلَهُمْ عَلَى
حُكْمِكَ فَإِنَّكَ لَا تَدْرِي بِمَا أَنْصَبْ فِيهِمْ
حُكْمَ اللَّهِ أَمْ لَا ؟ (رواہ مسلم)

فِيهِ مَسَائلٌ

الاول: أَنْفَرْتَ بَيْنَ ذِمَّةَ اللَّهِ وَ ذِمَّةَ
نَبِيِّهِ وَ ذِمَّةَ الْمُسْلِمِينَ -

الثانية: أَلْوَرْشَادُ إِلَى أَقْتَلَ الْأَمْرَرِينَ خَطَّرًا -

قوله : أَغْنُذُوا بِسْمِ اللَّهِ فِي
الثالثة:

سَبِيلِ اللَّهِ -

الرابعة: قوله : " قَاتَلُوا مَنْ كَفَرَ بِاللَّهِ " -

الخامسة: قوله : " إِسْتَعْنُ بِاللَّهِ وَ قَاتِلُهُمْ " -

السادسة: أَنْفَرْ بَيْنَ حُكْمِ اللَّهِ وَ
حُكْمِ الْعُلَمَاءِ -

السابعة: في كتب المصححات يحكى
في كتب المصححات يحكى

عند الحاجة بِحُكْمٍ لَا يَدْرِي
أَبُو افْوَتْ حُكْمَ اللَّهِ أَمْ لَا ؟

سے کم ہو گا کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو پورا نہ کر سکو۔ اور اگر تم کسی قلعہ بند دشمن کا محاصرہ کرو اور وہ چاہے کہ تم اُسے اللہ کے حکم پر آتا رہو تو ایسا ہر گز نہ کرنا، بلکہ اپنے حکم پر آتا رہا۔ اس لیے کہ تمہیں نہیں معلوم کہ تم اس کے باسے میں اللہ تعالیٰ کا صحیح حکم نافذ کر رہے ہو یا نہیں (اس روایت کو امام مسلم نے بیان کیا ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

۱۔ اللہ تعالیٰ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذمہ داری اور مسلمانوں کی ذمہ داری میں فرق ہے۔

۲۔ دو پہنچنے والے معااملوں میں سے اُسے اختیار کیا جائے جس میں کم خطرہ ہو۔

۳۔ آپ کا یہ ارشاد گرامی ملحوظ رہتا پا جاتے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نام کے کراش کی راہ میں چبا کرو۔

۴۔ یہ بھی ملحوظ رہتے ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر اختیار کرتا ہے اس سے جنگ کی جاتے۔

۵۔ آپ کا یہ ارشاد کہ اللہ تعالیٰ سے مد طلب کرو اور کافروں سے جنگ کرو۔

۶۔ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلہ میں اور عملاء کے حکم اور فیصلہ میں فرق ہے۔

۷۔ ضرورت کے وقت صحابیؓ کو ایسی حکم دیتے کہ اجازت ہے جس کے متعلق اُسے نہیں معلوم کریں حکم اللہ کے حکم کے مطابق ہے یا نہیں؟

ما جاء في الأقسام على الله

عن جندب بن عبد الله رضي الله عنه قال قال رسول الله صلوات الله عليه وسلم لا يغفر الله لعذاب لعن - فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى مَنْ ذَا الَّذِي يَسْأَلُ عَلَيَّ أَنْ لَا أَغْفِرَ لِعَذَابَ ؟ إِنَّمَا قَدْ غَفَرْتُ لَهُ وَ أَجْبَطْتُ عَمَلَكَ (رواهم مسلم) وَ في حديث أبي هريرة رضي الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَابِدًا قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ تَكَلَّمُ بِكَلِمَةٍ أَوْ بَقَتْ دُنْيَاهُ وَ أَخِرَّتْهُ

فيه مسائل

- الأول:** أَنَّ التَّحْذِيرَ مِنَ التَّائِلِ عَلَيَّ اللَّهِ.
- الثانية:** كُوْنُ الثَّارِ أَقْرَبُ إِلَيْهِ.
- الثالثة:** أَحَدِنَا مِنْ شِرَالِهِ نَعْلَمُ.
- الرابعة:** يَقِيْهُ شَاهِدٌ لِقَوْلِهِ "أَنَّ الرَّجُلَ
لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ".
- الخامسة:** أَنَّ الرَّجُلَ قَدْ يُغَنِّمَهُ بَيْسِ
مَوْ مِنْ أَكْتَوَ الْأَمْرَ إِلَيْنَا.

اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھا کر یہ کہنا کہ بخدا اللہ
یہ کام ضرور کرے گا یا بخدا اللہ یہ کام ہرگز نہیں کریں گا

حضرت جنڈب بن عہد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا؛ ایک شخص نے کہا خدا کی قسم اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی معرفت نہیں فرمائے گا
اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یہ مرے متعلق قسم کھانے والا کون ہوتا ہے؟ جو کہتا ہے کہ میں
فلاں شخص کی معرفت نہیں کروں گا۔ میں نے اس شخص (جس کے متعلق قسم کھانی گئی)
کی معرفت کر دی اور تیرے (قسم کھانے والے کے) اعمال ضائع کر دیئے۔ قسم کھا کر
یہ بات کہنے والا عابد وزادہ شخص تھا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس شخص
نے ایسی بات کہی، جس کی وجہ سے اس کی دُنیا و عالمت دلوں پر بادا ہو گئی۔

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱- اللہ تعالیٰ کے بارے میں قسم کھانے سے ڈننا چاہیے۔
- ۲- وزن ہم سے ہمارے جوستے کے تسلی سے بھی زیادہ قریب ہے۔
- ۳- اور اسی طرح جشت بھی اتنی ہی قریب ہے۔
- ۴- اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ بسا اوقات انسان صرف
ایک لگہ کہتا ہے اور اپنی دُنیا و آخرت تباہ کر لیتا ہے۔
- ۵- کبھی کبھی کسی شخص کی ایسے عمل کے سبب سے بھی بخشش ہو جاتی ہے جو اس
کے خیال میں بہت ہی ناپسندیدہ عمل ہوتا ہے۔

لَا يُسْتَشْفَعُ بِاللَّهِ عَلَى خَلْقِهِ

عَنْ جَبَّارِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ جَاءَ أَغْرَاهُ
إِلَيَّ الشَّيْءَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ!
نَهِكَتِ الْأَنْفُسُ، وَجَاءَعَ الْعِيَالُ
وَمَلَكَتِ الْأَمْوَالُ فَاسْتَسْقَى لَنَا
رَبِّكَ فَإِنَّا نَسْتَشْفَعُ بِاللَّهِ عَلَيْكَ
وَبِكَ عَلَى اللَّهِ -

فَقَالَ الشَّيْءُ سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ
اللَّهِ فَمَا زَالَ يُسْبِحُ حَتَّى عُرِفَ ذَلِكَ
فِي وُجُوهِ أَصْحَابِهِ تَقَرَّ قَالَ وَيَحْلَّ
أَتَدْرِي مَا اللَّهُ! إِنَّ شَأْنَ اللَّهِ
أَعْظَمُ مِنْ ذَلِكَ إِنَّهُ لَا يُسْتَشْفَعُ
بِاللَّهِ عَلَى أَحَدٍ - ذِكْرُ الْمَحِيطِ - رِوَايَةُ ابْرَادَةِ

- | | |
|----------|--|
| الاول: | إِنْكَارُهُ عَلَى مَنْ قَالَ "نَسْتَشْفَعُ بِاللَّهِ عَلَيْهِ" |
| الثانية: | تَغْيِيرُهُ تَغْيِيرًا عُرِفَ فِي وُجُورِهِ |
| الثالث: | أَصْحَابِهِ مِنْ هَذِهِ الْكَلِمَةِ -
أَنَّهُ لَمْ يُنْكِرْ عَلَيْهِ قَوْلَهُ : |
| | نَسْتَشْفَعُ بِكَ عَلَى اللَّهِ - |
| الرابع: | الْتَّنِيَّةُ عَلَى تَفْسِيرِ سُبْحَانَ اللَّهِ - |
| الخامس: | أَنَّ الْمُسْلِمِينَ يَسْأَلُونَهُ لِلْإِسْتِسْقَاءِ |

مخلوق کے سامنے اللہ تعالیٰ کو سفارشی

کی جیشیت نہیں دینی چاہیے

حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعزاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارش نہ ہونے کی دیوبھ سے لوگ کمزور والا غریب ہو گئے۔ بال پنچھے بھوک مر گئے اور مال بر باد ہو گیا۔ آپ ہمارے لیے اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیجئے۔ ہم اللہ تعالیٰ کو آپ کے پاس اور آپ کو اللہ کے سامنے سفارشی بناتے ہیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سُبْحَانَ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ کہا اور اتنی مرتبہ کہا کہ اس کا اثر صاحبِ کرام کے چہروں پر بھی نہیں ہو گیا۔ چھر فرمایا، تجوہ پر افسوس، تو بانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کتنی بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا مقام و مرتبہ اس سے بہت اوپر ہے کہ اسے کسی کے سامنے سفارشی کی جیشیت سے پیش کیا جائے۔

(اس حدیث کو ابو داؤد نے بیان کیا ہے)

اس باب میں مندرجہ ذیل سوال ہیں

- ۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس شخص کی بات پر ناپسندیدگی کا اظہار۔
- ۲۔ اس بات سے بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک اس طرح متغیر ہوا کہ اس کے اثرات صاحبِ کرام کے چہروں پر بھی محسوس ہوتے لگے۔
- ۳۔ آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کا یہ کہنا کہ ہم آپ کو اللہ کے حضور اپنا سفارشی بناتے ہیں، ناپسندیدگی فرمایا۔
- ۴۔ سُبْحَانَ اللَّهِ کے موقع استعمال کی وضاحت۔
- ۵۔ یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر بارش کے لیے دعا کردا یا کرتے تھے۔

لِكَبْلِ الْمُهْرَبِ

بابٌ

مَاجَاءَ فِي حِمَايَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حِمَاءُ التَّقْوِيدِ وَسَدِّه طَرْقُ الشَّرِّ

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ التَّخَيْرِ رضي الله عنه قَالَ إِنْطَلَقْتُ فِي وَفْدِ بَنِي عَامِرٍ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلوات الله عليه وآله وسلامه فَقُلْنَا أَنْتَ سَيِّدُنَا - فَقَالَ السَّيِّدُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى -

قُلْنَا وَأَفْضَلُنَا فَضْلًا وَأَعْظَمُنَا طَلْلًا - فَقَالَ قُولُوا بِقَوْلِكُمْ أَوْ بِغَصَّ قَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَجِرِيشُكُمُ الشَّيْطَنُ -

(رواية ابو داود بحسب)

وَعَنْ أَنَّسٍ رضي الله عنه أَنَّ نَاسًا فَاتَّلَوْا يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا حَيْرَنَا وَابْنَ حَيْرَنَا وَسَيِّدَنَا وَابْنَ سَيِّدَنَا -

فَقَالَ أَيْهَا التَّاسُرُ ! قُولُوا بِقَوْلِكُمْ وَلَا يَسْتَهْوِيَشُكُمُ الشَّيْطَنُ -

أَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُونِي فَوْقَ مَنْزِلَتِي الَّتِي

امام حضرتؐ نے توحید کی سرحد کی خاطر کس طرح فرمائی اور شرک کے تمام اراستوں کو کس خوبی سے بند فرمایا

حضرت عبداللہ بن عثیم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنی عامر کے وفد کے ہمراہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہؐ پہ ہمارے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا، سردار صرف اللہ تعالیٰ ہے جو برکت والا اور بلند و بالا ہے اور ہم نے عرض کیا آپ فضیلت اور مرتبت کے لحاظ سے سب سے افضل اور قوت و سخاوت کے اعتبار سے سب سے عظیم ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ یا اسی طرح کی اور مناسب باتیں کہو، لیکن محتاط رہنا کہیں شیطان تم کو اپنے چینگل میں نہ پھانس لے۔ (یہ حدیث ابو داؤد نے بنند جبیر روایت کی ہے) حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کچھ لوگوں نے عرض کیا، اسے اللہ کے رسول اور اسے وہ جو عہد میں سے بہتر اور تم سب سے بہتر کا بیٹا ہے اور ہمارا سردار ہے اور ہمارے سردار کا بیٹا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سُن کر ارشاد فرمایا، لوگوں تم یہ باتیں کہو، لیکن یاد کرو کہیں شیطان تمہیں بہکاڑ دے۔ میں محمد ہوں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں اور میں یہ بات بھی پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے نیرسے اس مرتبے اور مقام

لِكَبِرِ الْجَاهِلِيَّةِ

أَنْزَلَنِيَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ - رواه النسائي بسنجه

فِيهِ مَسَائِلٌ

الاول: تَعْذِيرُ النَّاسِ مِنَ الظُّلُمِ

الثانية: مَا يَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ مَنْ
قِيلَ لَهُ أَنْتَ سَيِّدُنَا.

الثالث: قُلْ لَا يَسْتَجِرِيَنَّكُمُ الشَّيْطَانُ
مَعَ أَنَّهُمْ لَمْ يَقُولُوا إِلَّا الْحَقَّ.

الرابع: قُلْ مَا أُحِبُّ أَنْ تَرْفَعُنِي
فَوْقَ مَكْرِزَتِي



کتاب الحثیثہ

سے اونچا اٹھا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ ری حدیث امام نسائی نے عمدہ سند سے روایت کی ہے۔)

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱۔ کسی معاملہ میں حصہ بڑھنے اور مبالغہ کرنے سے پچھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔
 - ۲۔ جس شخص سے یہ کہا جائے کہ آپ ہمارے سروار ہیں۔ اسے کیا جواب دینا چاہیے۔
 - ۳۔ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ کہا تھا وہ حق یعنی کہ تو کچھ نہ تھا۔ پھر بھی آپ نے ہدایت فرمائی کہ خیال رہے کہ کہیں تم بیں شیطان بہنکار نہ دے۔
 - ۴۔ بہت ہی معنی آفریں آپ کا یہ ارشاد ہے کہ مجھے یہ بات پسند نہیں کشم مجھے اللہ کے عطا کیے ہوئے م تمام سے بڑھاؤ۔
- غائب شنا نے خواجہ بریزاداں گداشتیم
کاف ذات پاک مرتبہ دانِ محمد است



لِكَلْمَةِ اللَّهِ

بِابٌ

سَاجِدٌ فِي قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى

وَمَا قَدَرُوا اللَّهُ حَقُّ قَدْرِهِ

وَمَا قَدَرُوا اللَّهُ حَقُّ قَدْرِهِ

وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيمَةِ

وَالسَّمَوَاتُ مَطْوِيَّتُهُ بِيَمِينِهِ طَسْبَحَانَهُ

وَتَعَالَى عَمَّا يُشْرِكُونَ^{١٤}

عن ابن معاود طَلْقَة قال جاء حِبْرٌ من الأَخْبَارِ

إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ :

يَا مُحَمَّدُ، إِنَّا نَجَدُ أَنَّ اللَّهَ يَجْعَلُ

السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرْضَيْنِ عَلَى

إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ

عَلَى إِصْبَعٍ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ

الْخَلْقُ عَلَى إِصْبَعٍ. فَيَقُولُ فِي قَوْلِ أَنَّ الْمَلَكَ

فَصَاحِبُكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى بَدَأَتْ نَوَاحِذُهُ

تَصْدِيقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ

ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهُ حَقُّ قَدْرِهِ

وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيمَةِ

وَفِي رِوَايَةِ لِسْمَمٍ : وَالْعِبَالُ وَالشَّجَرُ

عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهْزِهُنَّ فَيَقُولُ أَنَّ

الْمَلَكُ، أَنَّا اللَّهُ^{١٥}

وَفِي رِوَايَةِ الْبَخَارِيِّ : يَجْعَلُ السَّمَوَاتِ عَلَى إِصْبَعٍ

وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ

مندرجہ ذیل آئیہ کریمہ کی توضیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے،

”ان لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہیں کی جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔
 (اس کی قدرت کا مطہر کا حوال توبہ ہے کہ) قیامت کے روز پوری زمین اس کی مشتمی
 میں ہوگی اور آسمان اس کے درست راست میں پہنچے ہوئے ہوں گے۔ پاک اور
 بالآخر ہے وہ اس شک سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔“

حضرت عبدالقدیر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عالم
 نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا، اے محمد! ہمیں اپنی
 کتابوں میں لکھا ہوا ملتا ہے کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو اپنی ایک انگلی
 پر، زمینوں کو ایک انگلی پر، دنیوں کو ایک انگلی پر، پانی کو ایک انگلی پر ہتھی کو ایک
 انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھا کر فرمائے گا کہ باادشاہ میں ہوں۔“
 یہودی کی اس بات کو شُن کر بطور تصدیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مُسکرائے، جو کہ
 آپ کے دنیاں مبارک نہیاں ہو گئے۔ پھر آپ نے یہ آئیہ کریمہ سعادت فرمائی،
 وَمَا قَدْرَ رَوْلَةَ حَثَّ قَذْرَمْ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا تَهْضِمُهُ تَهْمَمُ الْقِيَامَةَ۔
 اور سچے مسلم کی ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں، اور پہاڑ اور دخالت ایک
 انگلی پر اٹھاتے گا۔ پھر ان سب کو حرکت دے گا اور فرمائے گا، آنا اللہ۔ آنا اللہ۔
 میں ہی باادشاہ ہوں۔ میں اللہ ہوں۔

اور امام بخاریؓ کی ایک روایت میں ہے کہ تمام آسمان ایک انگلی پر اور پانی
 اور منی ایک انگلی پر اور بقیت تمام مخلوق ایک انگلی پر اٹھا لے گا۔
 (یہ حدیث بخاری و مسلم نے روایت کی ہے)

الخلق على إصبع (الخواه)
 ورسلم عن ابن عمر مرفوعاً: يطوي الله
 السموات يوم القيمة ثم يأخذ هرث
 بيده اليمين ثم يقول: أين الملائكة
 أين الجنارون؟ أين المتكبرون؟
 ثم يطوي الأرضين السبع ثم
 يأخذ هرث بشمائله ثم يقول: أين
 الجنارون؟ أين المتكبرون؟
 وروى عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ما السموات
 السبع والأرضون السبع في كف
 الرحمن إلا كخردة في يد أحدهم
 وقال ابن جرير: حدثني يونس أخبرنا ابن دمب
 قال قال ابن زيد حدثني أبي قال: قال رسول الله صلوات الله عليه وسلم
 ما السموات السبع في الكرسي
 إلا كدرارهم سبعةقيمة في
 ترس الذر وقال أبو ذر رضي الله عنه سمعت رسول الله صلوات الله عليه وسلم
 يقول ما الكرسي في العرش إلا
 كحلقة من حديده القيمة بين
 ظهرها فلأة من الأرض
 عن ابن مسعود رضي الله عنه قال: بين السماء الدنيا
 والثانية تليها خمسين سنة عاصم الثانية . و بين
 كل سماء و سماء خمسين سنة عاصم الثانية .
 وبين السماء السابعة والكرسي
 خمسين سنة عاصم الثانية وبين الكرسي والسماء

لکھب کلامِ ہبہ

یز مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مر فو عاً مردی ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو پیٹ کر لپیٹ کر لپیٹ دا ہتھے ہاتھ میں تحام لے گا اور فدائے ہا کو حقیقتی ماکاں اور بادشاہ میں ہوں۔ آج کہاں ہیں وہ سب لوگ جہنوں نے خود کو جا برو قاہر بنا کھا تھا اور کہاں میں خود رونگیر کرنے والے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں اللہ رحمن کے ہاتھ پر اس سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتیں، جتنی کسی انسان کے ہاتھ پر اتنی کا ایک دانہ۔

علامہ ابن جبیر رحمہ اللہ نے یونس ابن وہب، ابن زید کے طریقہ سے روایت کی ہے، زید کہتے ہیں ہیرے والد نے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ساتوں آسمانوں کی حیثیت کری کے مقابله میں ان سات در ہموم سے زیادہ نہیں ہے جو کسی ڈھال میں ڈال دیئے جائیں۔

یزابن جبیر نے لکھا ہے کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنابے کہ کڑی کی حیثیت عرش کے مقابله میں اس لوبے کے چھٹے سے زیادہ نہیں ہے جو کسی پیلی میدان میں پسینک دیا گیا ہو۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ پہلے آسمان اور اس سے مشتمل دوسرے آسمان کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔ اسی طرح بہرآسمان کا فاصلہ بعد کے آسمان سے پانچ سو سال کا ہے۔ اسی طرح ساتویں آسمان اور کرکسی کا درمیان فاصلہ بھی پانچ سو سال کی مسافت کا ہے۔ مجھ کرسی اور پانی کا فاصلہ بھی

خَمْسِيَّةٌ عَامٌ -

وَالْعَرْشُ فَوْقَ السَّمَاوَاتِ وَاللَّهُ
فَوْقَ الْعَرْشِ لَا يَخْفِي عَلَيْهِ شَيْءٌ
مِنْ أَعْمَالِكُمْ -

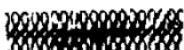
اخرجه بن مهدى عن حماد بن سلمة عن عاصم عن زر
عن عبد الله و رواه بنحو السعدي عن عاصم عن ابو دايل عن
عبد الله قاله العاذري رحمه الله تعالى قال: وله طرق
و عن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه قال: قَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صلوات الله عليه هَلْ تَدْرُونَ كَمْ بَيْنَ
السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ؟ قُلْنَا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ . قَالَ: بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِيَّةٍ سَنَةٍ
وَمِنْ كُلِّ سَمَاءٍ إِلَى سَمَاءٍ مَسِيرَةٌ
خَمْسِيَّةٌ سَنَةٌ - وَكَيْفُ كُلُّ سَمَاءٍ
مَسِيرَةٌ خَمْسِيَّةٌ سَنَةٌ - وَبَيْنَ السَّمَاءِ
السَّابِقَةِ وَالْعَرْشِ بَحْرٌ بَيْنَ أَسْفَلِهِ
وَأَعْلَوْهُ كَمَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ -
وَاللَّهُ تَعَالَى فَوْقَ ذَلِكَ وَلَيْسَ يَخْفِي
عَلَيْهِ شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ بَنِي آدَمَ - (ابن حجر العسقلاني)

لکھنی بہبہ

۔ پنج سوال کا ہے اور عرش پانی کے اوپر ہے اور اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے،
دراس سے انسانوں کے اعمال میں سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ہے۔
ابن مہدیؑ نے یہ روایت عن حماد بن سلمہ عن عاصم عن زر عن عبد اللہ بن مسود
رضی اللہ عنہ کے طریقے سے بیان کی ہے اور اسی طرح کی ایک روایت مسعودیؑ نے عن
عاصم عن ابن داؤد عن عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طریقے سے روایت کی ہے۔
ہبّات حافظ ذہبیؑ نے کہی ہے۔ نیز وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کی روایت کے درجی
ملسلسلے ہیں۔

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ آں حضرت
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ زمین و آسمان کے
ماہیں کتنا فاصلہ ہے؟ ہم نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ
نے فرمایا، پانچ سوال کی مسافت۔ بعینہ ہر آسمان دوسرے آسمان سے پانچ کوہل
کی مسافت پر ہے۔ اسی طرح ہر آسمان کی نسبامت پانچ سوال کی مسافت کے برابر
ہے۔ ساتویں آسمان اور عرش کے درمیان ایک سمندر ہے۔ اس سمندر کی تہہ سے طعن
کا فاصلہ بھی اتنا ہی ہے۔ جتنا زمین و آسمان کے درمیان ہے۔ اللہ تعالیٰ ان جب
سے اوپر ہے اور جنی آدم کے اعمال میں سے کوئی عمل اس سے مخفی نہیں ہے۔

(یہ حدیث ابو داؤد وغیروں نے روایت کی ہے)



كتاب الله

نَحْيِم مَسَائِكَ

الاول

تَفْسِيرُ قَوْلِهِ تَعَالَى : وَ الْأَرْضُ جَمِيعًا
قَبْعَسَتْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ .

الثانية

أَنَّ هَذِهِ الْمُلْوُمَ وَ أَمْثَالُهَا
يَاقِبَ عِنْدَ الْيَهُودِ الَّذِينَ فِي زَمْنِهِ لَمْ يَعْلَمُوا
وَ لَمْ يَنْكِرُوهَا وَ لَمْ يَتَأَوَّلُوهَا .

الثالثة

أَنَّ الْجِبَرَ لَمَّا ذَكَرَ لِلنَّبِيِّ ﷺ
صَدَقَةً وَ نَزَلَ الْقُرْآنَ إِتَّفَرَ بِرِّ ذَلِكَ

الرابعة

وَقْوَعَ الصِّحْكِ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ
لَمَّا ذَكَرَ الْجِبَرُ هَذَا الْعِلْمَ الْغَيْظَمَ .

الخامسة

الْتَّصْرِيفُ يُذَكِّرُ الْيَدَيْنِ

وَ أَنَّ السَّمَوَاتِ فِي الْيَدِ الْيُسْمَنِيِّ

وَ الْأَرْضِينِ فِي الْأُخْرَى .

السادسة

الْتَّصْرِيفُ يُتَسَمِّيَّهَا الشِّمَالَ .

السابعة

ذَكْرُ الْجَبَارَيْنَ وَ التُّكَبَّرَيْنَ

عِنْدَ ذَلِكَ .

الثامنة

قَوْلُهُ : كَعَرَدَلَةَ فِي كَفِّ أَحَدِكُمْ

التاسعة

عَظْمُ الْكُرْسِيِّ بِالنِّسْبَةِ إِلَى

السَّمَاءِ .

اس باب میں مندرجہ ذیل مسائل ہیں

- ۱- آئیہ کریمہ دا لارض جنیعۃ قبضۃ یوم القیامۃ کی تفسیر۔
- ۲- معلومات جن کا حدیث پاک میں ذکر ہے اور اس قسم کے دینگی علوم، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہودیوں کے پاس بھی تھے اور وہ نہ توان کا انکار کرتے تھے اور نہ تأولیں۔
- ۳- یہودی عالم نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اللہ تعالیٰ کی ان صفات کا ذکر کیا تو آپ نے بھی اس کی تصدیق کی اور ان کو درست قرار دینے کے لیے قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں۔
- ۴- یہودی عالم نے جب اس غلیم علم کا اعلیار کیا تو آپ بطور تصدیق و تحسین مسکراتے۔

- ۵- اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہونے کا ثبوت اور یہ کہ اس کے دابنے ہاتھ میں سب آسمان اور دوسرے ہاتھ میں زمینیں ہوں گی۔
- ۶- یہ صراحت کہ اللہ تعالیٰ کے ایک ہاتھ کو بیاں ہاتھ کہا گیا ہے۔
- ۷- اس وقت اللہ تعالیٰ کا بخاروں اور مشکروں کو لملکارنا۔
- ۸- زمین و آسمان کا اللہ تعالیٰ کے ہاتھ پر اس طرح ہونا یہی کسی شخص کی تھیلی پر رائی کا دانہ ہو۔
- ۹- گرسی کا آسمانوں سے ہڑا ہونا۔

العاشرة عَظُمُ الْعَرْشِ بِالنِّسْبَةِ إِلَى
الْكُرْسِيِّ -

الحادية عشرة أَنَّ الْعَرْشَ غَيْرُ الْكُرْسِيِّ
وَالْمَاءُ -

الثانية عشرة كَمْ بَيْنَ كُلِّ سَاءٍ إِلَى
سَمَاءٍ ؟

الثالثة عشرة كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ السَّابِعَةِ
وَالْكُرْسِيِّ ؟

الرابعة عشرة كَمْ بَيْنَ الْكُرْسِيِّ وَالْمَاءِ -

الخامسة عشرة أَنَّ الْعَرْشَ فَوْقَ الْمَاءِ -

السادسة عشرة أَنَّ اللَّهَ فَوْقَ الْعَرْشِ -

السابعة عشرة كَمْ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ؟

الثامنة عشرة كِثْفُ كُلِّ سَمَاءٍ خَمْسِينَةً

سَنَةً -

النinth عشرة أَنَّ الْبَحْرَ الَّذِي فَوْقَ الشَّمْوَتِ
أَسْفَلُهُ وَأَعْلَاهُ خَمْسِينَةً سَنَةً - اللَّهُ أَعْلَمُ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْمُلْكِيْنَ وَصَلَّى
اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى
وَصَحِّهِ أَجْمَعِينَ -

لکھب اللہ عزیز

- ۱۰۔ عرش کا کرسی سے بڑا ہوتا۔
- ۱۱۔ یہ کہ عرش، گرسی اور پانی کے علاوہ ہے۔
- ۱۲۔ ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک کی مسافت اور فاصلہ کی تفصیل۔
- ۱۳۔ ساتویں آسمان اور کرسی کے ماہین بونا فاصلہ ہے، اس کی مقدار کا بیان۔
- ۱۴۔ گرسی اور پانی کے درمیان جتنا فاصلہ ہے، اس کا ذکر۔
- ۱۵۔ وساحت کہ اللہ تعالیٰ کا عرش پانی کے اوپر ہے۔
- ۱۶۔ اللہ تعالیٰ عرش سے اوپر ہے۔
- ۱۷۔ زمین و آسمان کے درمیان بونا فاصلہ ہے، اس کی مقدار کا بیان۔
- ۱۸۔ ہر آسمان کی ضخامت بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے۔

۱۹۔ یہ ذکر آسانوں کے اوپر جو سند رہے، اس کی تہہ سے سطح تک کی ضخامت بھی پانچ سو سال کی مسافت کے برابر ہے، روا اللہ اعلم:

وَنَحْمَدُ لِلّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

وَصَلَّى اللّهُ عَلَيْهِ سَلَّيْدَا نَّبِيًّا مُّحَمَّدًا وَعَلَى أَلِيٍّ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ

